ایک حدیث شریف
تین باتیں

از

سید محمد عاقل ہمدانی قادری

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک حدیث تین باتیں

مرتب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سید محمد عاقل ہمدآنی قادری

کمپیوٹر رائز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایضاً

مطبوعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غیر مطبوعہ

تاریخ ابتداء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔13 جمادی الاوّل 1423ھ/24 جولائی 2002ء

تاریخ اختتام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یکم ذوالحجہ 1425ھ/12 جنوری 2005ء

نظر ثانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جمادی الاخری 1439ھ/جنوری 2018ء

ای میل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔aaqilh866@gmail.com

حرف آغاز

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡم

احادیث مبارکہ کی کتابوں کے مطالعہ کے دوران ایسی احادیث مبارکہ نظر آئیں جن میں تین باتیں فرمائی گئیں جو کہ سبق آموز ہیں۔ اِسی مناسبت سے میری یہ کوشش تھی کہ ایسی وہ احادیث مبارکہ جمع کرکے قاری کے سامنے پیش کروں جن میں تین باتیں ہوں، تین واقعے ہوں، تین احکام ہوں اور تین باتوں کی ممانعت ہو اور ساتھ ہی دیگر احکام بھی۔

اس سلسلے کے تحت یہ کتاب ’’ ایک حدیث تین باتیں ‘‘ آپکی کی خدمت میں پیش کررہا ہوں جس میں جہاں تک ہو سکا شراحوں اور حاشیوں سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ میں اپنی اس کاوش میں کہاں تک کامیاب ہوسکا یہ تو قاری کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوگا۔

ایک حدیث تین باتیں

بندہ حقیر فقیر نے اپنی طرف سے بہت کوشش کی کہ کوئی غلطی نہ ہونے پائے خاص کر عربی عبارات میں، مگر پھر کوئی نہ کوئی غلطی ہو جاتی ہے باوجود کوشش کے نظر سے اوجھل ہو جاتی ہیں اگر کہیں کوئی غلطی ہو تو بذریعہ ای میل پر مطلع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کی کریم بارگاہ اُس کے کریم محبوب کا وسیلہ سے التجا ہے میری ان غلطیوں کو معاف فرمائے اور درستگی کو معاف فرمائے آمین۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مجھ جیسے ناکارہ کی اس کاوش کو قبول فرما کر میرے لئے ذریعہ نجات کا باعث بنائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت میسر فرما کر قیامت میں آقائے کائنات کے جھنڈے کا سایہ نصیب فرمائے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام و علی الہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ و علماء امتہ و صلحاء امتہ علیہم اجمعین۔

خُدایا بحق بنی فاطمه
که بر قول ایمان کنُی خاتمه
اگر دعوتم رد کنُی بر قبول
من و دست دامانِ آل رسول

نیاز مند
ابوالعادل سید محمد عاقل ہمدانی قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

تین باتیں ایمان کی جڑ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مِنْ أَصْلِ الْإِيمَانِ الْكَفُّ عَمَّنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا نُكَفِّرُهُ بِذَنْبٍ وَلَا نُخْرِجُهُ مِنَ الْإِسْلَامِ بِعَمَلٍ وَالْجِهَادُ مَاضٍ مُنْذُ بَعَثَنِي اللّٰهُ إِلَى أَنْ يُقَاتِلَ آخِرُ أُمَّتِي الدَّجَّالَ لَا يُبْطِلُهُ جَوْرُ جَائِرٍ وَلَا عَدْلُ عَادِلٍ وَالْإِيمَانُ بِالْأَقْدَارِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں ایمان کی جڑ (اصل) ہیں (1) جس نے لاالہ الااللہ کہا ہے اُس کے قتل سے ہاتھ روکنا، کسی گناہ کے باعث اُس کی تکفیر نہ کرو اور کسی عمل کے باعث اُسے اسلام سے خارج نہ کہو (2) جہاد جاری ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا، یہاں تک کہ میرے امت کے آخری لوگ دجال سے لڑیں گے۔ اسے نہ کسی ظالم کا ظلم باطل کر سکتا ہے اور نہ عادل کا عدل (3) تقدیر پر ایمان لانا۔ [1]

[1] سنن ابوداؤد، جلد 2 صفحہ 289، حدیث نمبر 760، باب 293، کتاب الجہاد

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ایمان کی عمارت ان تین چیزوں پر قائم ہے جن کو مانے بغیر انسان مومن نہیں ہو سکتا۔

دوسرا یہ کہ جس نے کلمہ پڑھ لیا اب اُس کے قتل سے ہاتھ روک لیا جائے اگر قتل کر دیا تو قاتل کہلاؤ گے۔ آج افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان کہلانے والے اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو کس بے دردی سے قتل کر رہے ہیں نہ خوفِ خُدا ہے نہ خوفِ آخرت۔ الامان الحفیظ۔

تیسرا یہ کہ کلمہ پڑھنے والے کو کافر نہیں کہا جائے۔ کلمہ پڑھنے سے مراد سارے اسلامی عقائد کا ماننا ہے۔ محض کلمہ پڑھ لینا کعبہء معظّمہ کی طرف منہ کر لینا ایمان کیلئے کافی نہیں ہے کیونکہ منافقین یہ دونوں کام کرتے تھے۔ مگر کافر تھے۔

چوتھا یہ کہ مسلمان کسی بڑے گناہ کے باعث کافر نہیں ہوتا جب تک کہ ضروریاتِ دین کا انکار نہ کر بیٹھے یا وہ گناہ کر بیٹھے جو علامت کفر ہیں جیسے بُت کو سجدہ کرنا، قرآن مجید کو گندگی میں پھینکنا، زنّار باندھنا یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی چیز کا مذاق اُڑانا۔ یہ گناہ اس لئے کفر ہیں کہ یہ کفر کی علامتیں ہیں۔

پانچواں یہ کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا یہاں تک کہ امت کی آخری جماعت دجال سے جہاد کرے گی۔ بد قسمتی سے فی زمانہ جب سے مسلمانوں نے جہاد سے رو گردانی کی ہے مسلمان حکومتیں زوال و انحطاط کا شکار ہیں۔ اللہ عزوجل قرونِ اُولیٰ جیسا مسلمانوں کو جہاد کا جذبہ عطا فرمائے آمین۔

چھٹا یہ کہ منصف اور ظالم بادشاہ کے ساتھ مل کر کفار پر جہاد کرو یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حجاج ابن یوسف جیسے فاسق حاکم کے ساتھ کفار پر جہاد کئے ہیں۔ جہاد نماز کی طرح محکم اور نا قابلِ نسخ عبادت ہے۔

ساتواں یہ کہ تقدیر پر ایمان لاؤ اور تقدیر کی بحث میں اُلجھنے سے بچو کہیں ایسا نہ ہو کہ تقدیر کے بحث و مباحثہ میں ایمان سے ہاتھ دو بیٹھو۔ اسی لئے تقدیر میں بحث و مباحثہ

سے منع کیا گیا ہے۔ مسلمان کا کام احکام شریعت پر سر تسلیم خم کرنا ہے نہ کہ بحث و مباحثہ کرنا۔

اصل علم تین

وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ ثَلٰثَۃٌ اٰیَۃٌ مُحْکَمَۃٌ اَوْسُنَّۃٌ قَائِمَۃٌ اَوْ فَرِیْضَۃٌ عَادِلَۃٌ وَمَا کَانَ سِوٰی ذٰلِکَ فَھُوَ فَضْلٌ رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اصل علم تین ہیں (1) آیت محکمہ (قرآن کریم) (2) سنت قائمہ (جو ذمہ دار ذرائع سے منقول ہوں)، (3) فریضہ عادلہ (اجماع و قیاس) اور جو کچھ انکے علاوہ ہے وہ لایعنی ہے۔ [2]

---

[2] مشکوٰۃ شریف، جلد 1 صفحہ 70، حدیث نمبر 222، کتاب العلم، دوسری فصل

اس حدیث مبارکہ سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

- اول یہ کہ علم دین کی ان چیزوں کا جاننا ضروری ہیں
- دوسرا یہ احکام کی آیات، منسوخ و غیر منسوخ کے احکام کی آیات، آیات متشابہات کا جاننا ضروری ہے۔
- تیسرا یہ کہ منسوخ اور غیر منسوخ صحیح احادیث شریفہ کا جاننا۔
- چوتھا اجماع و قیاس یعنی علم علمِ فقہ کا جاننا۔
- پانچواں یہ کہ ان تین علم کے علاوہ باقی علوم علم دین نہیں بلکہ زائد ہیں۔

فتویٰ دینے والے کون؟

ایک حدیث تین باتیں

عَنْ حُذَیْفَہَ قَالَ اِنَّمَا یُفْتِی النَّاسَ ثَلَاثَۃٌ رَجُلٌ اِمَامٌ اَوْ وَالٍ وَّرَجُلٌ یَّعْلَمُ نَاسِخَ الْقُرْاٰنِ مِنَ الْمَنْسُوْخِ قَالُوْا یَا حُذَیْفَہُ وَمَنْ ذَاکَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَوْ اَحْمَقُ مُتَکَلِّفٌ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ تین طرح کے لوگ دوسروں کو فتویٰ دے سکتے ہیں (1) ایک وہ شخص جو حکمران یا والی ہو (2) دوسرا وہ شخص جو قرآن کے ناسخ و منسوخ کا علم رکھتا ہو۔ لوگوں نے دریافت کیا اے حذیفہ یہ کون شخص ہے (جسے قرآن کے ناسخ اور منسوخ کا علم ہو) تو انہوں نے جواب دیا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تیسرا وہ شخص ہے) (3) جو بیوقوف ہو اور اپنی طرف سے ایجاد کر کے گڑھ کر جواب دے۔ [3]

[3] سنن دارمی، جلد 1 صفحہ 114، حدیث 177، المقدمۃ، باب 21

دفتر تین ہیں

عَنْ اُمِّ المؤمنین عآئشۃ الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلدَّوَاوِیْنُ ثَلٰثَۃٌ فَدِیْوَانٌ لَایَغْفِرُ اللہُ مِنْہُ شَیْئًا وَدِیْوَانٌ لَایَعْبَأُ اللہُ مِنْہُ شَیْئًا وَدِیْوَانٌ لَایَتْرُکُ اللہُ مِنْہُ شَیْئًا۔ فَاَمَّا الدِّیْوَانُ الَّذِیْ لَایَغْفِرُ اللہُ مِنْہُ شَیْئًا اَلْاِشْرَاکُ بِاللہِ، وَاَمَّا الدِّیْوَانُ الَّذِی لَایَعْبَأُ اللہُ مِنْہُ شَیْئًا ظَلَمَ الْعَبْدُ نَفْسَہٗ فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ رَبِّہٖ مِنْ صَوْمِ یَوْمٍ تَرَکَ اَوْ صَلٰوۃٍ تَرَکَھَا فَاِنَّ اللہَ یَغْفِرُ ذٰلِکَ اِنْ شَاءَ وَتَجَاوَزَ، وَاَمَّا الدِّیْوَانُ الَّذِی لَایَتْرُکُ اللہُ مِنْہُ شَیْئًا فَمَظَالِمُ الْعِبَادِ بَیْنَھُمُ الْقِصَاصُ لَامُحَالَۃَ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دفتر تین ہیں (1) ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ معاف نہ

فرمائے گا اور (2) دوسرے کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں اور (3) تیسرے میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑیگا۔ وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ معاف نہ فرمائے گا وہ دفتر کفر ہے اور جس کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں وہ بندے کا اپنے رب کے معاملہ میں اپنی جان پر ظلم کرنا ہے کہ کسی دن کا روزہ چھوڑ دیا نماز چھوڑ دی۔ اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کے باہم ایک دوسرے پر ظلم ہیں انکا بدلہ ضرور ہونا ہے۔ ﴿4﴾

﴿4﴾ جامع الاحادیث، جلد 2 صفحہ 152 حدیث نمبر 202

منافق کی تین علامتیں

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ زَادَ مُسْلِمٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔

روایت ہے حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی (کریم) ﷺ نے منافق کی تین علامتیں ہیں۔ مسلم نے یہ زیادتی بھی کی ہے کہ اگر یہ روزہ رکھے نماز پڑھے اپنے کو مسلمان سمجھے پھر مسلم و بخاری متفق ہوگئے کہ (1) جب بات کرے جھوٹ بولے (2) وعدہ کرے تو خلاف کرے (3) امانت دی جائے تو خیانت کرے۔ ﴿5﴾

﴿5﴾ مشکوٰۃ شریف، ج 1 صفحہ 28 حدیث نمبر 48، باب الکبائر وعلامات النفاق، پہلی فصل

حدیثِ مبارکہ میں منافق کی تین علامتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور منافق وہ ہے جو بظاہر مسلمان ہو لیکن اس کے دل میں نورِ ایمان نہ ہو۔ چاہے وہ کتنی نمازیں پڑھے روزہ رکھے، حج کرے۔ جب تک دل میں نور ایمان نہ ہو اور نور ایمان دل میں جبھی آتا ہے جب

ایک حدیث تین باتیں

اللہ عزوجل کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفٰے علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے سچی وابستگی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ منافقین لوگ آقائے کائنات ﷺ کے پیچھے نمازیں بھی ادا کیا کرتے تھے روزہ بھی رکھتے تھے، زکوٰۃ بھی دیتے تھے اس کے باوجود مومن نہ بن سکے کیونکہ اُنھوں نے اپنے دل کا رشتہ ایمان والے آقا ﷺ سے توڑ لیا تھا۔ صرف ظاہراً محبت کی ڈھینگیں مارتے اور باطن میں بغض رکھتے۔ اس دور میں بھی ایسے منافقوں کی کمی نہیں کہ نمازیں کھوپڑھیں گے، روزہ کھورکھیں گے مگر جہاں تعظیم رسول اور شانِ رسول ﷺ کی بات ہو تو پھر چہرے کے ساتھ دل کا زاویہ بھی بدل جاتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے منافقوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ :۔

اس حدیث میں منافق کی تین ایسی علامتیں بیان فرمائیں جن کا تعلق قول عمل نیت میں سے ایک ایک سے کذب فساد قول ہے خیانت فساد عمل ہے اور وعدہ خلافی فسادنیت ہے________اسی طرح یہ علامتیں منافق کے لوازم عامہ میں سے ہیں کہ جو منافق ہوگا اس میں یہ تینوں باتیں ضرور ہوں گی لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس میں یہ باتیں پائیں جائیں وہ منافق بھی ضرور ہو جیسے کفار ومشرکین۔ اس لئے اگر کسی مسلمان میں یہ باتیں پائیں جائیں تو اسے منافق کہنا جائز نہیں۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں نفاق کی علامت ہے۔

علامہ قرطبّی (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ نفاق کی دو قسمیں ہیں ایک نفاق فی الاعتقاد کہ جو زبان سے اپنے کو مسلمان کہے اور دل میں کفر رکھے۔ دوسرے نفاق فی العمل ۔اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کام کرے جو مسلمانوں کے شایانِ شان نہ ہو

منافقین کے کرتوت ہوں جیسے یہ تینوں عیوب۔ جو مسلمان اس کا مرتکب ہو وہ نفاقِ فی العمل کا مرتکب ہے۔ ﴿6﴾

﴿6﴾ نزھۃ القاری، جلد 1 صفحہ 293

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

منافق سے اعتقادی منافق مراد ہیں یعنی دل کے کافر زبان کے مسلم، یہ عیوب ان کی علامتیں ہیں مگر علامت کے ساتھ علامت والا پایا جانا ضروری نہیں۔ کوّے کی علامت سیاہی ہے مگر ہر کالی چیز کوّا نہیں یعنی یہ منافقوں کے کام ہیں مسلمان کو اس سے بچنا چاہیے یہ نہیں کہ یہ جرم خود نفاق ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ تینوں جرم کئے مگر وہ نہ منافق ہوئے نہ کافر۔ ﴿7﴾

﴿7﴾ (مرآۃ المناجیع، جلد 1 صفحہ 74

تین مساجد کی طرف سفر

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِي هَذَا وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ اکرم ﷺ نے فرمایا تین مساجد، (1) مسجد حرام (2) مسجد نبوی (3) مسجد اقصیٰ کے سوا کسی (مسجد) کی طرف (کثرت ثواب کی نیت سے) قصد سفر نہ کیا جائے۔ ﴿8﴾

﴿8﴾ جامع ترمذی، جلد 1 صفحہ 223 حدیث نمبر 309، باب 238، ابواب الصلوٰۃ

اس حدیث مبارکہ سے بعض گمراہ لوگوں نے ان تین جگہوں کے علاوہ جانے پر کفر و شرک و بدعت کے فتوے لگا کر مسلمانوں کے اندر انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی

اور کررہے ہیں اور ان لوگوں کی دیدہ لیری اس حد تک بڑھ گئی کہ روضہ ء رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر بھی جانے کو ناجائز کہتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شہاجہانپوری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کے تحت مؤطاامام مالک کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔

اس حدیث کے الفاظ لَا تُعْمَلُ الْمَطِیُّ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدٍ سے یہی بات سامنے آرہی ہے کہ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے سوااور کسی مسجد کے لئے اس غرض سے سفر نہ کیا جائے کہ وہاں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہوگا۔ اس حدیث اور لَا تشُدُ الرحال کو لے کر علامہ ابن تیمیہ حرانی (المتوفی 728ھ) نے ذوالخویصرہ کی مردہ ہڈیوں کو جمع کیا اور اس کے مشن کو زندہ کرکے روضہ ء مطہرہ اور مقامات مقدسہ کی زیارت کے سفر کو ناجائزو حرام قرار دیا۔ حالانکہ بیت اللہ قبلہ ء اجسام تو روضہ ء اطہر قبلہ ء ایمان ہے۔ جسم ادھر جھکتے ہیں تو اہل ایمان کے دل ادھر جھکتے ہی۔ وہاں فرشیوں کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے تو یہاں ہر وقت ستر ہزار عرشیوں کا اجتماع رہتا ہے۔ ادھر منہ کرکے سجدے ہو رہے ہیں تو اِدھر نگاہیں جھکا کر عرش وفرش سے صلوٰۃ سلام کے پھول نچھاور کئے جارہے ہیں۔۔۔۔علامہ ابن تیمیہ کا مشن ایمان کے خلاف ایک بھرپور سازش تھی جس کا حکومت وقت نے نوٹس لیا اور اس فتنے کو ہمیشہ کے لئے زیر زمین دفن کر دیا۔ کئی صدیوں تک فضاؤں میں خاموشی رہی لیکن بارہویں صدی ہجری میں یہ فتنہ نجد سے پھر اُٹھ کھڑا ہوا جس کے بارے میں مخبر صادق (ﷺ) نے فرمایا تھا کہ ھُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنِ وَ بِھَا یَطْلَعُ قَرْنِ الشَّطٰنِ۔ ایک صدی تک یہ فتنہ اپنی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہ کر آخر کار پورے خطہ ء عرب پر چھا گیا اور دوسری جانب متحدہ

ہندوستان کے پایہء تخت دہلی سے سر نکالا جسے نصاری کی حکومت ہونے کے باعث خوب پر پُرزے نکالنے کا موقع ملا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ سازش کتنے ہی بظاہر خوشنما رنگوں میں چاروں طرف حملہ آور ہوئی اور کتنے ہی مسلمانوں کو ان کی ایمان جیسی متاع عزیز سے محروم کردیا ان کاظاہر دیکھئے تو نظر آئے گا کہ حقیقت میں مسلمان یہی لوگ ہیں اگر واقعی یہ لوگ اس حدیث پر عمل کرتے ہیں اور ان کے عقیدے کہ مطابق ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کیلئے دور سے سفر کر کے آنا ناجائز ہے تو پھر ان حضرات کیلئے دور دور کے تبلیغی اور تجارتی سفر کیسے جائز ہو سکتے ہیں۔ بات صرف اتنی ہے ان لوگوں کے دلوں میں بغض نبی ہے اگر بغض نبی نہ ہوتا تو ایسی بات زبان پر نہ لاتے۔ [9]

---

[9] حاشیہ مؤطا امام مالک، صفحہ 117

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقات جلد دوم صفحہ 190 پر فرماتے ہیں بعض علماء کا یہ استدلال کہ مشائخ کی زیارت اور علماء صلحاء کی قبور کی زیارت اس حدیث کی رو سے منع ہے، صحیح نہیں بلکہ میرے نزدیک قبور صلحاء و علماء کی زیارت کا حکم دیا گیا ہے جسطرح حدیث میں آتا ہے حضور (ﷺ) فرماتے ہیں "تمہیں زیارت قبور سے منع کیا کرتا تھا اب زیارت کیا کرو۔" اس حدیث میں صرف ان مساجد کے علاوہ دیگر مساجد میں زیادہ ثواب کی نیت سے جانے کی ممانعت ہے کیونکہ انکے علاوہ تمام مساجد میں نماز کا ثواب برابر ہے۔ [10]

---

[10] حاشیہ جامع ترمذی، جلد 1 صفحہ 223

تین شخص جن کے حق کو ہلکا جانے گا منافق

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ثَلٰثَه لَا يَسْتَخِفُّ بِحَقِّهِمْ اِلَّا مُنَافِقٌ بَيِّنُ النَّفَاقِ، ذُوْ الشَّيْبَةِ فِي الْاِسْلَامِ، وَالْاِمَامُ الْمُقْسِطُ، وَمُعَلِّمُ الْخَيْرِ۔

⏭ایک حدیث تین باتیں⏮

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ہیں جن کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق کھلا منافق، ازاں جملہ (1) ایک بوڑھا مسلمان (2) دوسرا مسلمان بادشاہ عادل (3) تیسرا عالم کہ مسلمانوں کو نیک بات بتائے۔ ﴿11﴾

﴿11﴾ جامع الاحادیث، جلد 2 صفحہ 175 حدیث نمبر 242

تین چیزیں اسلام کے لئے نقصان دہ

عَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ حَالَ قَالَ لِيْ عُمَرُ هَلْ تَعْرِفُ مَا يَهْدِمُ الْإِسْلَامَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ يَهْدِمُهُ زَلَّةُ الْعَالِمِ وَ جِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ وَحُكْمُ الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ۔

زیاد بن حدیر بیان کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت کیا، کیا تم یہ جانتے ہو اسلام کو کیا چیز تباہ کرتی ہے، زیادہ کہتے ہیں۔ میں نے جواب دیا : نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا (1) عالم شخص کی لغزش (2) منافق شخص کا قرآن کے بارے میں بحث کرنا (3) اور گمراہ کرنے والے پیشواؤں کی حکمرانی (اسلام کو تباہ کردے گی)۔ ﴿12﴾

﴿12﴾ سنن دارمی، جلد 1 صفحہ 126، حدیث 220، المقدمۃ، باب 23

سوال کسی کے لئے حلال نہیں سوائے تین اشخاص کے

كِنَانَةُ بْنُ الْعَدَوِيُّ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ الْهِلَالِيِّ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَقِمْ يَا قَبِيصَةُ حَتّٰى تَأْتِيَنَا

الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَاجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُولَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَى مِنْ قَوْمِهِ قَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا الْفَاقَةُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمْسِكُ وَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتٌ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا۔

کنانہ بن عدوی سے روایت ہے کہ حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک قرضے کی ضمانت کے باعث نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ اے قبیصہ ! کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ ہمارے پاس صدقے کا مال آئے تو ہم اس میں تمہارے لئے حکم دیں گے۔ پھر فرمایا اے قبیصہ ! سوال کرنا کسی کے لیے حلال نہیں ہے مگر تین آدمیوں کے لئے۔ (1) ایک وہ آدمی جس پر ضمانت کا بوجھ پڑا تو اس کے لئے سوال حلال ہے۔ پس سوال کیا کہ اتنا مال پالیا، پھر رُک جائے (2) دوسرے اس آدمی کے لیے کہ اتنا پالے کہ گزارے کے لئے کافی ہو (3) تیسرے اس آدمی کے لئے جس پر کوئی مصیبت آپڑے یہاں تک کہ اس کی قوم کے تین عقلمند آدمی کہہ دیں کہ فلاں پر بڑی مصیبت پڑی ہے تو اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے پس اس نے سوال کیا یہاں تک کہ اتنا پالے جو گزارے کے لئے کافی ہو، پھر رُک جائے۔ اے قبیصہ ! ان کے سوا دوسروں کو سوال کرنا حرام ہے اور جو اس کے ذریعے کھائے وہ حرام ہے۔ ﴿13﴾

﴿13﴾ سنن ابوداؤد، جلد 1 صفحہ 606، حدیث نمبر 1626، باب 544، کتاب الزکوۃ

ایک حدیث تین باتیں

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بے جا سوال کرنا درست نہیں۔ سوال کرنے کا حق صرف اور صرف ضرورت مند کو ہے۔ اس حدیث کے تحت علامہ مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہاں پوری علیہ بخاری شریف کے حاشیہ پر رقمطراز ہیں۔

جو انصاری بارگاہِ رسالت میں سوال کرنے کی غرض سے حاضر ہوا تھا اس کے لئے سوال کرنا گناہ نہیں تھا کیونکہ اس کی کُل کائنات ایک پیالہ اور کمبل تھا۔ کھانے کے لئے گھر میں کچھ بھی نہ تھا۔ رحمت دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے سوال کی ذلت سے بچا کر مزدوری کے راستے پر لگا دیا۔ اس سے معلوم ہوا ہوتا کہ حتی الامکان سوال سے بچنا چاہیے اور محنت مزدوری کرکے اپنی ضروریات زندگی پوری کرنا بہت فضیلت رکھتا ہے کیونکہ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنْ يَّدِ السُّفْلٰى (حدیث) دینے والے کا ہاتھ لینے والے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔

اسلامی حکومتوں کا فرض ہے کہ جو لوگ کمانے کے قابل ہیں انہیں کسی نہ کسی کام پر لگائیں اور مسلمانوں کو حتی الامکان سوال کرنے کی ذلت سے بچائیں جیسا کہ فخر دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس انصاری کو محنت کے راستے پر لگا کر سوال کرنے کی ذلت و رسوائی سے بچایا۔ نیز ہمارے حکمرانوں کو بھی خُدا عقل اور اسلامی غیرت دے کہ وہ بغیر ضرورت دوسرے ملکوں سے قرضے مانگنے اور اللہ و رسول کے دشمنوں، اسلام دشمن طاقتوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی عادتِ بد سے اجتناب واحتراز کیا کریں۔ غور فرمائیں کہ کافروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے کہیں اسلامی غیرت کا جنازہ تو نہیں نکلتا؟ خُدا پر بھروسہ کرکے اپنے وسائل کو بُروئے کار لائیں اور بیکار کاموں میں ملکی خزانے کو نہ لٹائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں کسی کا دست نگر ہونا پڑے۔ دوستو! کیا خُدا سے بڑھ کر کوئی ہمارا خیر خواہ اور مددگار ہے؟۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات
﴿14﴾

﴿14﴾ حاشیہ سنن ابوداؤد، جلد 1 صفحہ 606-607

تین اشخاص کی امداد کرنا اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ فرمالیا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَوْنُهٗ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ وَ الْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَآءَ ۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین اشخاص کی امداد کرنا اللہ جل شانہٗ نے اپنی ذات مقدس پر فرض فرمایا ہے (1) اول تو اللہ جل شانہٗ کی راہ میں مجاہد او (2) دوسرا گناہ سے بچنے کے لئے نکاح کرنے والا اور (3) تیسرا مکاتیب جس کی نیت ادا کرنے کی ہو۔ ﴿15﴾

﴿15﴾ سنن نسائی، جلد 2 صفحہ 308 حدیث نمبر 3124، باب فضل الروحۃ فی سبیل اللہ

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تین شخصوں کی مدد کرنا اپنی ذات مقدس پر فرض فرمایا ایک وہ جو اللہ کی راہ میں لڑنے والا مجاہد، اس سے مجاہد کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت کو وہ مجاہد کتنا پسند ہے جو کہ اسلام کی خاطر اللہ رب العزت کے دین کی سر بلندی کیلئے لڑے۔اسی طرح وہ شخص بھی پسند ہے جو اپنے نفس کو گناہ سے بچانے کیلئے نکاح کرے۔

صاحب مترجم لکھتے ہیں۔

نوٹ، مکاتیب وہ غلام ہے جس کا مالک اور آقا اُسے یہ کہے کہ اگر تو اتنا مال مجھے تنی مدت میں ادا کردے تو تو آزاد ہے اور جس قدر مال و دولت کتاب کے عوض ٹھہرے اُسے بدل کتابت کہتے ہیں۔ ﴿16﴾

﴿16﴾ سنن نسائی، جلد 2 صفحہ 308

تین باتیں اللّٰہ کی تعظیم سے ہیں

عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم، وحامل القرآن غیرالغالی فیہ والجافی عنہ، واکرام ذی السلطان المقسط۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ کی تعظیم سے ہے (1) بوڑھے مسلمان کی عزت کرنی (2) اور حافظ قرآن کی کہ نہ اس میں حد سے بڑھے اور نہ اس سے دوری کرے (3) حاکم عادل کی۔ ﴿17﴾

﴿17﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 94-95 حدیث نمبر 2154

مسلمان کا دل کن باتوں میں دھوکا نہیں دیتا؟

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بِالْخَیْفِ مِنْ مِنًی فَقَالَ نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاھَا ثُمَّ اَدَّاھَا اِلٰی مَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَّا فِقْهَ لَهٗ وَرَبُّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰی مَنْ

ایک حدیث تین باتیں

هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ ثَلَاثٌ لَّا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ اِخْلَاص الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَطَاعَةُ ذَوِى الْاَمْرِ وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تَكُوْنُ مِنْ وَّرَائِهِمْ۔

محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ منیٰ میں خیف کے مقام پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جو ہمارے بات سن کر اسے محفوظ رکرلے اور اسے پھر دوسرے اس شخص تک پہنچا دے جس نے اسے براہ راست نہ سنا ہو کیونکہ بعض علم والوں کو حقیقی علم نہیں ہوتا اور بعض اوقات ایک علم والا دوسرے ایسے شخص تک علم منتقل کرتا ہے جو زیادہ سمجھدار ہوتا ہے۔ تین باتوں میں مسلمان کا دل دھوکا نہیں دیتا (1) ایک عمل کا اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کرنا (2) دوسرا حاکم وقت کی پیروی (3) اور تیسرا مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا چونکہ ان کی دعا غیر موجود لوگوں کے لئے بھی ہوتی ہے۔ ﴿18﴾

﴿18﴾ سنن دارمی، جلد 1 صفحہ 131، حدیث 234، المقدمۃ، باب 24

قربانی کے سو اونٹ

عن امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجهه الکریم قَالَ: اهدی النبی صَلَّی اللّٰهُ تعالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مائة بدنة فامرنی بلحومها فقسمتها، ثم امرنی بجلالها فقسمتها ثم بجلودها فقسمتها۔

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سو اونٹ قربانی کرکے (1) مجھے گوشت تقسیم کرنے کا حکم دیا تو میں نے اسکو بانٹ دیا (2) پھر حکم ملا کہ جھولیں خیرات کروں تو وہ بھی

میں نے تقسیم کر دیں (3) پھر حکم ملا کہ کھالیں بھی بانٹ دو تو میں نے ان سب کو بھی تقسیم کر دیا۔ [19]

[19] جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 526 حدیث نمبر 1923

تین اشخاص کا ضامن اللّٰہ تعالیٰ

حَدَّثَنِی سُلَیْمَانُ بْنُ حَبِیبٍ عَنْ أَبِی أُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ کُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَی اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلٌ خَرَجَ غَازِیًا فِی سَبِیلِ اللَّهِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللَّهِ حَتَّی یَتَوَفَّاهُ فَیُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ یَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِیمَةٍ وَرَجُلٌ رَاحَ إِلَی الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللَّهِ حَتَّی یَتَوَفَّاهُ فَیُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ یَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِیمَةٍ وَرَجُلٌ دَخَلَ بَیْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

سیلمان بن حبیب نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین شخص ایسے ہیں جن کا ضامن خود اللہ تعالیٰ ہے (1) ایک وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے نکلا تو اس کی ضمانت خود اللہ تعالیٰ پر ہے یہاں تک کہ اس موت دے تو جنت میں داخل کرے یا ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ اسے واپس لوٹائے (2) دوسرا وہ آدمی جو مسجد کی طرف گیا تو اس کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے یہاں تک کہ اسے وفات دے تو جنت میں داخل کرے ورنہ اجر اور غنیمت دے کر واپس لوٹائے (3) تیسرا وہ آدمی ہے کہ اپنے گھر میں داخل ہوا تو اس نے سلام کیا۔ اس کا ضامن بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ [20]

[20] سنن ابوداؤد، جلد 2 صفحہ 272-273، حدیث نمبر 722، باب 264، کتاب الجہاد

علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ ابوداؤد شریف کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

حدیث پاک کے مطابق ان تینوں کاموں کا کرنے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے یعنی مجاہد اپنے گھر واپس لوٹ آنے تک۔ جب کہ موجودہ دور کے مسلمان اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر جہاد کو سرے سے خیر باد کہہ چکے اور صرف ملک کی خاطر لڑنا یا خانہ جنگی باقی رہ گئی ہے۔ دوسرے مسجد کی طرف جانے والا جب کہ مسلمان کہلانے والوں کی اکثریت یہ راستہ بھی بھول چکی ہے۔ تیسرے وہ شخص جو گھر میں آئے تو السلام علیکم کہے۔ اِتنے آسان کام کو کرکے بھی اگر ہم اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں تو ہمیں اپنی دانشمندی کا ماتم ہی کرنا چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم۔ ﴿21﴾

﴿21﴾ حاشیہ سنن ابوداؤد، جلد 2 صفحہ 273

ایمان معتبر نہیں ہوگا جب تین نشانیاں ظاہرہوں گی

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ الْآيَةَ الدَّجَّالُ وَالدَّابَّةُ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا أَوْ مِنَ الْمَغْرِبِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس وقت تین نشانیاں ظاہر ہوں گی اس وقت ان لوگوں کو ایمان نفع نہ دے گا جو اس سے

پہلے نہیں لائے ہوں گے (1)دجال (2) دابۃ الارض اور(3)مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا۔ [22]

[22] جامع ترمذی، جلد2 صفحہ 409 حدیث نمبر996،ابواب تفسیر القرآن

شارح مشکوٰۃ شریف مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

چونکہ ان علامات کا ظہور پر قیامت کا سب کو یقین ہو جاوے گا اس لئے اب قیامت غیب نہ رہے گی بلکہ شہادت بن جاوے گی اور ایمان بالغیب معتبر ہے اس لئے اب نہ ایمان معتبر ہو گا نہ اس وقت کی توبہ قبول ہو گی۔ خیال رہے کہ توبہ کا دروازہ سورج کے مغرب سے نکلنے پر بند ہو گا یہاں ثلث فرمانا ایسا ہے جیسے قرآن کریم فرماتا ہے ۔ **یخرج منھما اللولوء والمرجان** کہ موتی مونگے کھاری سمندر سے نکلتے ہیں نہ میٹھے سے مگر فرمایا دونوں سے نکلتے ہیں ایسے ہی توبہ قبول نہ ہونے کو تغلیباً ان تینوں علامتوں کی طرف نسبت فرمایا گیا سورج کا یہ طلوع دجال اور دابہ کے بعد ہے مگر چونکہ دروازہ توبہ اسی پر بند ہو گا اسی لئے اس کا ذکر پہلے فرمایا(مرقات) سورج کا یہ طلوع دجال اور دابہ پہلے ہیں طلوع بعد میں دجال کے نکلنے پر توبہ کا دروازہ بند نہ ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام دجال کے قتل کے بعد دُنیا بھر کے کفار کو مسلمان کریں گے اس وقت جزیہ کا مسئلہ ختم ہو جاوے گا۔ اسلام یا قتل ہو گا جیسا کہ دوسری احادیث میں ہے اگر اس وقت ایمان و توبہ قبول نہ ہوں تو مسلمان کرنے کے کیا معنی۔ [23]

[23] مرآۃ المناجیح، جلد7 صفحہ 279

دابۃ الارض کے متعلق لکھتے ہیں۔

یہ جانور مکہ معظّمہ کے حرم کعبہ سے نمودار ہو گا صفا مروہ پہاڑوں کے درمیان سے یہ چوپایہ ہے ساٹھ گز قد اس کے مختلف اعضاء بدن مختلف جانوروں کے سے ہوں گے۔اس کے پاس عصاء موسوی مہر سیلمانی ہو گی۔ ہر شخص کو پکڑ کر اس کی پیشانی پر مہر

سیلمانی لگائے گا جس پر سفید نقش نمودار ہوں وہ مومن ہو گا سیاہ نقش والا کافر۔ اس جانور کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ اخرجنا لهم دابة من الارض تکلمهم۔ مرقات نے فرمایا کہ یہ جانور تین بار نکلے گا۔ امام مہدی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے زمانہ میں۔ پھر نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پھر آفتاب کے مغرب سے نکلنے کے بعد۔ [24]

---

[24] مرآۃ المناجیح، جلد 7 صفحہ 277

اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کو قیامت تک کا علم غیب عطا فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ خبر مستقبل یعنی قرب قیامت کی ہے تو جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں طعن کرتے ہیں دراصل وہ لوگ منافق ہوتے ہیں کیونکہ منافقین ہی حضور ﷺ کے علم میں طعن کرتے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بس یہی عقیدہ تھا کہ اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

اولاد کا نام "محمد" رکھنا

عن عثمان العمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرسلا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ تعالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ماضر احدکم لو کان فی بیته محمد و محمدان و ثلثة۔

حضرت عثمان عمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلا روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں (1) ایک محمد (2) دو محمد (3) یا تین محمد ہوں۔ [25]

---

[25] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 166 حدیث نمبر 2283

افضل شخص کو حاکم بنانا چاہیے

عن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: اَیُّمَا رَجُلٌ اِسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰی عَشَرَۃِ اَنْفُسٍ وَعَلِمَ اَنَّ فِی الْعَشَرَۃِ اَفْضَلُ مِمَّنِ اسْتَعْمَلَ فَقَدْ غَشَّ اللّٰہَ وَغَشَّ رَسُوْلَہٗ وَغَشَّ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مسلمانوں کی جماعت کے دس افراد پر بھی کسی ایسے شخص کو حاکم بنایا کہ اسکے علم میں ان میں سے افضل بھی موجود تھا تو (1) اس نے اللہ کی خیانت کی (2) اللہ کے رسول کی خیانت کی (3) اور تمام مسلمانوں کی خیانت کی۔ [26]

---

[26] جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 482 حدیث نمبر 1833

تین کام ایسے جس نے کیا ایمان کا ذائقہ چکھ لیا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُعَاوِیَۃَ الْغَاضِرِیِّ مِنْ غَاضِرَۃِ قَیْسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الْإِیمَانِ مَنْ عَبَدَ اللّٰہَ وَحْدَہُ وَأَنَّہُ لَا إِلَہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَعْطَی زَکٰوۃَ مَالِہِ طَیِّبَۃً بِہَا نَفْسُہُ رَافِدَۃً عَلَیْہِ کُلَّ عَامٍ وَلَا یُعْطِی الْہَرِمَۃَ وَلَا الدَّرِنَۃَ وَلَا الْمَرِیضَۃَ وَلَا الشَّرَطَ اللَّئِیمَۃَ وَلَکِنْ مِنْ وَسَطِ أَمْوَالِکُمْ فَإِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَسْأَلْکُمْ خَیْرَہُ وَلَا یَأْمُرْکُمْ بِشَرِّہِ۔

حضرت عبداللہ بن معاویہ غاضری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین کام ایسے ہیں جس نے انہیں کیا اس نے ایمان

کا ذائقہ چکھا یعنی (1) صرف ایک خُدا کی عبادت کرنا اور (2) کہنا کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور (3) بطیّب خاطر اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہر سال اور نہ دے بوڑھا جانور اور نہ خارشی اور نہ بیمار اور نہ بُری قسم کا، درمیانی مال دے کیونکہ اللہ تعالیٰ نہ تم سے بڑھیا مال مانگتا ہے اور نہ گھٹیا مال کا حکم دیتا ہے۔ ﴿27﴾

﴿27﴾ سنن ابوداؤد، جلد 1 صفحہ 585، حدیث نمبر 1567، باب 521، کتاب الزکوٰۃ

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا جس نے مذکورہ بالا تینوں کام کئے اُس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا یعنی اگر کوئی پوجنے اور عبادت کے لائق ہے وہ صرف اور صرف اللہ رب العزت جل جلالہ کی ذات پاک ہے جو کہ پوری کائنات کا پالنہار ہے جو یکتا ہے صرف اُسی کی عبادت کی جائے۔ اسی طرح جو زکوٰۃ دینی ہے تو اپنے ردی مال سے زکوٰۃ نہ نکالو بلکہ درمیانہ مال سے نکالو اور ہو سکے تو اچھا مال نکالو اور جانور نکالو تو صحیح و تندرست نکالو بیمار لاغر کمزور نہ نکالو کیونکہ اللہ رب العزت تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

ایمان کی لذت

حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَحَتَّى أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللهُ وَحَتَّى يَكُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (1) کوئی آدمی اس وقت تک ایمان کی لذت نہیں پا سکتا جب تک اس کا کسی آدمی سے محبت کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے نہ ہو اور (2) جب تک آگ میں پھینک دیا جانا

اسے کفر کی طرف لوٹنے سے زیادہ پسند نہ ہو اسکے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اسسے نجات دی ہے اور (3) جب تک اللہ اور اس کا رسول اسے ان کے سوا دوسروں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔ ﴿28﴾

﴿28﴾ صحیح بخاری، ج3 صفحہ 386 حدیث نمبر 978، باب 598، کتاب الادب

اس حدیث مبارکہ میں جن تین باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بغیر کوئی شخص ایمان کی لذت سے بہرہ مند نہیں ہو سکتا۔ ایک یہ کہ آدمی کا آدمی سے محبت کرنا صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہو کسی ذاتی غرض و مقاصد کیلئے نہ ہو۔ جب ایک مومن دوسرے مومن سے محبت کرے گا تو مسلمانوں کے اندر اتفاق و اتحاد پیدا ہو گا اور یہ چیزیں جبھی پیدا ہو نگی کہ محبتیں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہوں۔ دوسرا یہ کہ ایمان لانے کے بعد کفر کی جانب لوٹنے کو ناپسند کرتا ہو اگرچہ اُس کو آگ میں پھینک دیا جائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی مثالیں اس کی زندہ منہ بولتی ثبوت ہیں۔ تیسری اہم چیز جو ہے وہ آدمی کو سب سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے محبت ہونی چاہیے جو دینِ اسلام کی اہم بنیاد ہے جس کے بغیر نہ تو عبادت عبادت ہے نہ کوئی نیکی نیکی ہے۔ بنیاد تو اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے اگر اِسی میں خرابی پیدا ہو جائے تو سب کیا دھرا اکارت ہو جائے۔

علامہ مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہاں پوری علیہ الرحمۃ بخاری شریف کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

افسوس! ہماری بدنصیبی کہ آج کتنے ہی مسلمان کہلانے والوں کو اللہ اور رسول سب سے زیادہ محبوب نہ رہے زندگی میں کتنے ہی مواقع ایسے آتے ہیں جبکہ آج کے مسلمان اللہ اور رسول کے واضح احکامات کو ایک طرف رکھ کر اُن کے خلاف دوسروں

کے کہنے پر عمل کرتے ہیں کوئی دولت سمیٹنے کے جنون میں اس درجہ مبتلا ہے کہ اللہ اور رسول کے احکام کی پرواہی نہیں کرتا۔ کوئی ذہینی آوارگی میں اللہ اور رسول کو بھلائے ہوئے ہے کوئی تفرقہ بازی کی بیماری میں اتنا مبتلا ہے کہ اپنے علماء کی غلط باتوں کو عین اسلامی ثابت کرنے میں شب وروز کوشاں ہے اور اس کے خلاف اللہ اور رسول کے فرمودات کی پرواہ نہیں کرتابلکہ مسلمانوں کو دھوکا دینے کی خاطر مسلمانوں کو باور کرائے گا کہ اللہ اور رسول نے بھی وہی فرمایا ہے جو ہمارے علماء نے کہا ہے کوئی وہ ہے جو سیاسی لیڈروں کی غلط باتوں کو آسمانی وحی کی طرح سر جھکا کر تسلیم کرتے ہیں اور ان کے درست ہونے پر جان ودل سے یقین رکھتے ہیں خواہ وہ باتیں اللہ اور رسول کے احکام سے ٹکراتی ہوں__________ ایک سچے مسلمان کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ اور رسول کے حکم کو مانتا ہے اور ان کے خلاف خواہ کوئی لیڈر کہے یا عالم، مولوی کہے یا پیر، اپنا کہے یا بیگانہ، اس کی بات نہ مانی جائے۔ بات صرف اُسی کی مانی جائے جو اللہ اور رسول کا حکم سنائے اور جو اللہ اور رسول کے خلاف کہے اُس کی بات ہر گز نہ مانی جائے۔ اسے ہر گز اپنا نہ سمجھا جائے۔ اسے اپنا بڑا یا خیر خواہ نہ مانا جائے، اُسے اپنا اُستاد، پیر رہنما اور لیڈر وغیرہ ہر گز نہ مانا جائے۔ اُسے ہر گز قابلِ احترام شمار نہ کیا جائے۔ احترام تو اس کا کرنا چاہیے جو اللہ اور رسول کے احکام کی پیروی کرتا ہے جو اللہ اور رسول کی طرف بلاتا ہے جو اللہ اور رسول سے بغاوت پر اُبھارے وہ قابل احترام نہیں قابلِ نفرت ہے۔ مسلمان کا شیوہ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ۔ وہ اللہ کے لئے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مدعیان اسلام کو یہی زاویہء نظر اور طریقہء کار مرحمت فرمائے۔ آمین۔ ﴿29﴾

﴿29﴾ حاشیہ صحیح بخاری، جلد 3 صفحہ 386-387

علامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی مجددی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

ایک حدیث تین باتیں

اس حدیث کا حاصل مطلب یہ کہ جس طرح ''شکر'' اور چیز ہے اور ''شکر کی مٹھاس'' اور چیز ہے۔ اسی طرح ایمان اور چیز ہے اور ایمان کی لذت اور چیز ہے۔ جس شخص کے منہ کا ذائقہ بالکل درست ہو۔ اگر وہ شکر کھائے گا تو اس کو شکر کی مٹھاس کا لطف و مزہ بھی محسوس ہوگا۔ لیکن اگر کوئی صفراوی بخار کا مریض جس کے منہ کا ذائقہ بگڑ کر تلخ ہو چکا ہو۔ اگر وہ شکر کھائے گا تو اس کو شکر کی مٹھاس محسوس نہیں ہوگی۔ ظاہر ہے کہ پہلا شخص تو شکر کھانے والا بھی کہلائے گا اور شکر کی لذت پانے والا بھی ہوگا۔ اور دوسرا شخص اگرچہ شکر کھانے والا تو کہلائے گا مگر شکر کی مٹھاس کی لذت سے محروم ہوگا۔

بس بالکل یہ مثال ایمان کی ہے جو شخص کلمہ پڑھ کر مومن ہو گیا اور ایمان کے بعد اس میں تین خصلتیں پیدا ہو گئیں تو وہ شخص ایمان کی مٹھاس یعنی ایمانی لذت کا لطف ومزہ بھی پالے گا اور جس شخص میں یہ تینوں خصلتیں نہیں پیدا ہوئیں تو وہ شخص اگرچہ صاحبِ ایمان تو ہوگا مگر ایمان کی مٹھاس یعنی ایمان کی لذتِ خاص کے لطف و مزہ سے محروم رہے گا۔

وہ تین چیزیں جن پر ایمان کی مٹھاس اور لذت کا پایا جانا موقوف ہے وہ کون کون ہیں؟ اب ان کی کچھ تفصیل ملاحظہ کیجئے اور انتہائی جذبۂ اخلاص کے ساتھ انتہائی جدوجہد اور پوری پوری کوشش کیجئے کہ آپ میں یہ تینوں خصلتیں پیدا ہو جائیں تاکہ ایمان کی مٹھاس، یعنی ایمان کی لذتِ خاص سے لطف اندوز ہو سکیں۔

اللہ و رسول کی محبت کا سارے عالم سے بڑھ کر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مومن کے دل کی گہرائیوں میں اللہ و رسول کی محبت اس طرح گھر کر جائے اور اس قدر مضبوط و مستحکم ہو جائے کہ اپنے آباء واجداد، ازواج و اولاد، مکان و دکان، مال و سامان، جسم و جان یہاں تک کہ سارے جہان کو اللہ و رسول کی راہ میں قربان کر دینے کا سچا جذبہ پیدا

ہو جائے۔
علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرماں برداری میں ایسی استقامت اور اوامر ونواہی کی تعمیل میں ایسا التزام ہو کہ کسی حال میں بھی جذبہء استقامت اور جوش التزام متزلزل نہ ہو۔

صوفیہ کرام نے فرمایا ہے کہ "حب فی اللہ" اور "بغض للہ" یعنی اللہ ہی کے لئے دوستی اور اللہ ہی کے لئے دشمنی یہ تصوف کی جان ہے۔ ایک مومن کے کامل ایمان کی یہ ایک بہت بڑی نشانی ہے کہ وہ اگر کسی سے دوستی کرتا ہے تو اپنی کسی غرض نفسانی کے لئے نہیں بلکہ خالص رضائے الٰہی کے لیے دوستی کرتا ہے اور اگر وہ کسی سے دشمنی رکھتا ہے تو محض اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لیے رکھتا ہے۔ مثلاً ہم لوگ انبیاء صدیقین، شہدا اور صالحین سے جو محبت رکھتے ہیں تو اس لیے نہیں کہ یہ لوگ ہمارے رشتہ دار ہیں یا یہ لوگ ہماری مالی امداد کر چکے ہیں بلکہ صرف اس لیے ہم ان حضرات سے محبت کرتے ہیں کہ یہ لوگ اللہ کے محبوب بندے ہیں۔ اور اگر ہم ابو جہل، ابو لہب اور دوسرے کافروں یا منافقوں یا بدمذہبوں سے بغض رکھتے ہیں تو اس لیے نہیں کہ ان لوگوں نے ہم کو مارا پیٹا ہے یا ہم لوگوں کا مال واسباب لوٹ لیا بلکہ ہم ان ظالموں سے صرف اس لیے دشمنی رکھتے ہیں کہ یہ اللہ کے دشمن ہیں۔

اللہ ہی کے لیے دوستی اور اللہ ہی کے لیے دشمنی، اسی کا دوسرا نام اخلاص ہے مومن کے لیے ہر عمل میں اخلاص و للّٰہیت کا جذبہ رکھنا یہ ایمان کی لذت پا لینے کی دوسری شرط ہے اور یاد رکھیئے کہ مومن کے جذبہء اخلاص کی وہ طاقت ہے کہ اس کی روحانی توانائیوں کے مقابلہ میں، ہزاروں شیطانوں کی طاغوتی طاقتیں لرزہ براندام رہتی ہیں۔ شیطان خود ہی خدا کے دربار سے یہ کہہ کر نکلا ہے کہ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ

الْمُخْلَصِینَ۔ یعنی اے اللہ ! میں قیامت تک اولادِ آدم کو گمراہ کرتا رہوں گا مگر تیرے اخلاص والے بندوں پر میرا جادو نہیں چل سکے گا۔۔۔۔

تیسری چیز جس پر ایمان کی لذت و حلاوت کا پایا جانا موقوف ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کفر سے اتنا ہی بیزار اور متنفر ہو۔ جتنا کہ آگ کے شعلوں میں ڈالے جانے سے بیزار و متنفر رہتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جسطرح کوئی انسان کبھی کسی حالت میں بھی اس کو گوارا نہیں کر سکتا کہ کوئی اس کو جلتی ہوئی آگ کے شعلوں میں جھونک دے۔ اسی طرح کسی حالت میں بھی ایک سچا مومن کفر کرنے کو کبھی ہر گز ہر گز کر ہی نہیں سکتا۔ کفر کرنا اور آگ میں داخل ہونا دونوں اس کے نزدیک برابر ہوں۔ جب کسی مومن کو کفر سے اتنی نفرت اور بیزاری پیدا ہو جائے تو اس کی حلاوتِ ایمان کا مزہ نصیب ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو حلاوتِ ایمان کی لذت سے لطف اندوز فرمائے (آمین)۔ [30]

---

[30] نوادر الحدیث المعروف منتخب حدیثیں، صفحہ 99

تین مواقع پر کسی بندے کی دُعا ردّ نہیں ہوتی

عن ربیعة بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ثلثه مواطن لا ترد فیها دعوة عبد، رجل یکون فی بریة حیث لا یراه احد الا اللہ فیقوم فیصلی، ورجل یکون معه فئة فیفر عنه اصحابه فیثبت، ورجل یقوم اخر اللیل۔

حضرت ربیعہ بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین مواقع پر کسی بندے کی دُعا رد نہیں ہوتی (1)

ایک حدیث تین باتیں

ایک وہ شخص جو خشکی کے کسی ایسے مقام پر ہو جہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اسے نہ دیکھ رہا ہو وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھے (2) دوسرا وہ شخص جو اس کے ساتھ کوئی جماعت معروف جہاد ہو لیکن سب اس کو چھوڑ کر چلے جائیں اور وہ ثابت قدم رہے (3) تیسرا وہ شخص کہ آدھی رات کے بعد عبادت میں مصروف ہو۔ ﴿31﴾

﴿31﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 310 حدیث نمبر 2553

اسلام کے معاملات اور دین کے قواعد تین ہیں

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلَّی اللهُ تعالیٰ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ: عُرَی الْاِسْلَامِ وَقَوَاعِدُ الدِّیْنِ ثَلٰثَةٌ، عَلَیْهِنَّ اُسِّسَ الْاِسْلَامُ، مَنْ تَرَكَ وَاحِدَةً مِّنْهُنَّ فَهُوَبِهَا کَافِرٌ حَلَالُ الدَّمِ۔ شَهَادَةُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااللهُ، وَالصَّلَاةُ الْمَکْتُوْبَةُ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وفی روایة، مَنْ تَرَكَ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً فَهُوَ بِاللهِ کَافِرٌ وَلَا یَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَقَدْ حَلَّ دَمُهٗ وَمَالُهٗ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کے معاملات اور دین کے قواعد تین ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے جس نے ان میں سے ایک کو ترک کیا اس نے اس کو جھٹلایا اور مباح الدم ہے (1) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دینا (2) فرض نماز ادا کرنا (3) اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ ایک روایت میں ہے جس نے ان میں سے کسی ایک کو ترک کیا وہ اللہ کو جھٹلانے والا ہے اس کا نفل و صدقہ کچھ قبول نہیں اس کا خون اور مال حلال ہے۔ ﴿32﴾

﴿32﴾ جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 210-211 حدیث نمبر 1390

لعنت کے تین کام

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ الْبَرَازَ فِی الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةِ الطَّرِیقِ وَالظِّلِّ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لعنت کے تین کاموں سے بچو یعنی (1) لوگوں کے اترنے (2) راستہ چلنے اور (3) سائے کی جگہوں میں قضائے حاجت کرنے سے۔ [33]

[33] سنن ابوداؤد، جلد 1 صفحہ 70، حدیث نمبر 26، باب 14، کتاب الطہارة

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں کام لعنتی ہیں کیونکہ ان کاموں سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور انسان کو تکلیف دینا بلاوجہ ستانا موجب گناہ ہے لہٰذا ایسے کاموں سے بچنا چاہیے جن سے لوگوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

تین باتوں سے ممانعت

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَہَی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الْمَغَانِمِ حَتّٰی تُقْسَمَ وَعَنْ الْحَبَالٰی أَنْ یُوطَیْنَ حَتّٰی یَضَعْنَ مَا فِی بُطُونِہِنَّ وَعَنْ لَحْمِ کُلِّ ذِی نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور (ﷺ) نے (1) مال غنیمت کی فروخت سے منع فرمایا جب تک کہ یہ تقسیم نہ ہو اور (2) آپ نے (جہاد میں قید ہو کر آنے والی) حاملہ عورتوں سے جماع کرنے سے بھی منع فرمایا جب تک کہ وہ بچہ نہ جنیں اور (3) آپ نے ہر ڈاڑھوں والے درندے کے گوشت سے بھی منع فرمایا (جیسے بھیڑیا، شیر، چیتا وغیرہ)۔ [34]

[34] سنن نسائی، جلد 3 صفحہ 270 حدیث نمبر 4651، باب بیع المغانم قبل ان یقسم

ایک حدیث تین باتیں

اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ جب تک غنیمت کا مال تقسیم نہ ہو جائے تو فروخت نہیں کیا جاسکتا اور دوسرے یہ کہ اُن قیدی حاملہ عورتوں سے جماع کرنے کی ممانعت فرمائی جو کہ قید ہو کر آئیں ہوں جب تک کہ بچہ جن نہ لیں اور تیسرے یہ کہ ہر وہ درندہ حرام ہے جو کہ ڈاڑھوں والا ہو جیسے بھیڑیا، شیر، چیتا وغیرہ۔ واللہ ورسول اعلم۔

تین قسم کے قاضی

ابو حنیفه عن الحسن بن عبید الله من خبیب بن ابی ثابت عن ابن بریدة من ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم القضاة ثلثة قاضیان فی النار وقاضٍ یقضی فی الناس بغیر علم ویوکل بعضهم مال بعضٍ وقاضٍ یترك علمه ویقضی بغیر الحق لهذا ان فی النار وقاض یقضی بلتاب الله فهو فی الجنة۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قاضی تین قسم کے ہیں دواِن میں دوزخی ہیں (یعنی) (1) وہ قاضی جو فیصلے دیتا ہے لوگوں میں بغیر علم وسنت کے اور ایک کو دوسرے کا مال (ناحق) کھلاتا ہے اور (2) وہ قاضی جو اپنے علم کو پس پشت ڈالتا ہے اور ناحق فیصلے دیتا ہے تو یہ دونوں قسم کے قاضی، (3) جو کتاب اللہ کی روسے فیصلہ کرتا ہے تو وہ جنتی ہے۔ ﴿35﴾

﴿35﴾ مسند امام اعظم، صفحہ 365 حدیث نمبر 489، باب 225، کتاب الاحکام

مولانا دوست محمد شاکر صاحب لکھتے ہیں۔

۔۔۔۔ قاضی تین قسم کے دو دوزخی اور ایک جنتی۔ وہ شخص جس نے حق پہچانا اور اس کے تحت فیصلہ کیا تو وہ جنتی ہے اور وہ شخص جس نے لوگوں میں جہالت سے فیصلہ دیا وہ دوزخی ہے اور وہ شخص جس نے حق کو تو پہچانا مگر حق رسی میں ظلم کیا تو وہ بھی

دوزخی ہے کہ جس نے حق وانصاف سے ہٹ کر اور اس سے جاہل رہ کر فیصلہ کیا تو وہ خود بھی گمراہ ہوا اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور ایسے گمراہ کی سزا عذاب دوزخ ہی ہے اور جو جان بوجھ کر عالم بد عمل بنکر لوگوں کو گمراہ کرے اور غلط فیصلے دے تو یہ تو پہلے سے بڑھ کر بڑا مجرم ہے کیونکہ علم کو چھپانے کا ایک علیحدہ سنگین جرم ہے جو اس کی بالا استقلال عائد ہوتا ہے اور جس کی پاداش میں یہ بالا دلی مستحق عذاب دوزخ ہے۔اب رہا تیسرا تو کیا کہنے یہ اللہ (عزوجل) کی کتاب کی روسے فیصلے دیتا ہے اور لوگوں میں اللہ کا سچا فرمان جاری کرتا ہے اور یوں زمین میں اللہ (عزوجل) کی سچی خلافت کے فرائض انجام دیتا ہے تو ایسا قاضی جنت کا حقدار کیوں نہ ہو (آجکل کے حاکم و قاضی کو اس مبارک حدیث سے سبق سیکھنا چاہیے اور فیصلہ یا فتویٰ دیتے وقت انصاف کا ترازو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے ورنہ آخرت میں رسوائی اور عذاب دوزخ سے چھٹکارا پانا ممکن نہیں)۔ [36]

[36] حاشیہ مسند امام اعظم، صفحہ 365

عبادات کے لئے رات کے حصوں کی تقسیم

وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنِّیْ لَاجَزِّی اللَّیْلَ ثَلَاثَةَ اَجْزَاءٍ فَثُلُثٌ اَنَامُ وَثُلُثٌ اَقُوْمُ وَثُلُثٌ اَتَذَكَّرُ اَحَادِيْثَ رَسُوْلِ اللهِ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔میں نے اپنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے (1) ایک تہائی حصے میں سوتا ہوں (2) ایک تہائی حصے میں نوافل ادا کرتا ہوں (3) اور ایک تہائی حصے میں نبی اکرم ﷺ کی احادیث یاد کرتا ہوں۔ [37]

[37] سنن دارمی، جلد 1 صفحہ 140، حدیث 272، المقدمۃ، باب 27

اُمت سے تین خصلتیں نہ چھوٹیں گی

ایک حدیث تین باتیں

عن الحسن البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرسلا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ثلث لم تسلم منہا ہذہ الامۃ، الحسد، الظن، والطیرۃ۔ الانبئکم بالمخرج منہا، اذا ظننت فلا تحقق، واذا حسدت فلا تبغ، واذا تطیرت فامض۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلا روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین خصلتیں اس امت سے نہ چھوٹیں گی (1) حسد (2) بدگمانی (3) بدشگونی۔ کیا میں تمہیں اس کا علاج نہ بتادوں؟ بدگمانی آئے تو اس پر کاربند نہ ہو اور حسد آئے تو محسود پر زیادتی نہ کرو اور بدشگونی کے باعث کام سے رک نہ رہو۔ [38]

[38] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 151 حدیث نمبر 2252

اُمت پر تین چیزوں سے ڈرتا ہوں

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ ثَلٰثَۃٌ أَخَافُ عَلٰی أُمَّتِی الْاِسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ وَحِیْفُ السُّلْطَانِ وَتَکْذِیْبٌ بِالْقَدْرِ۔ (رواہ احمد)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں اپنی اُمت پر تین چیزوں سے ڈرتا ہوں (1) برجوں سے بارش مانگنا (2) بادشاہ کا ظلم کرنا اور (3) تقدیر کا انکار کرنا۔ [39]

[39] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 199 حدیث نمبر 3540، کتاب الامارۃ والقضاء، تیسری فصل

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میری اُمت ان تین چیزوں کو اپنالے گی تو مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو پہلے ہی خبردار کر دیا تاکہ بچنے کی بھرپور سعی کرتی

رہے۔ پہلی چیز جو بتائی وہ برجوں سے بارش مانگنا کیونکہ عرب کے لوگ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ بارش فلاں منزل سے ہوئی اللہ عزوجل کا نام نہ لیتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کفر قرار دیا۔ ہاں اگر کوئی بارش کو رب تعالیٰ کا عطیہ سمجھے اور ان چیزوں کو اسباب یا علامات مانے تو حرج نہیں۔ جیسے جب بادل آتا ہے تو اس کو بارش کی علامت سمجھا جاتا ہے لیکن پھر بھی ایسے الفاظ اچھی نیت سے بھی استعمال نہ کرے جو ایسے معانی کا وہم پیدا کرے کیونکہ رب العزت جل جلالہ جب چاہے بارش بھیجے اسباب اُس کے محتاج ہیں وہ اسباب کا پابند نہیں۔ دوسری بات یہ کہ فرمایا مجھے اس کا بھی خطرہ ہے کہ میرے بعد بادشاہ ظلم کیا کریں گے اور رعایا بغاوت کرے گی اور جس سے امن قائم نہ ہوگا اس دور میں اس بات کی حقیقی تصویر دیکھی جاسکتی ہے کہ جو صاحب اقتدار ہے وہ مظلوم لوگوں پر کس طرح ظلم ڈھا رہے ہیں اور اسی ظلم کی ایک شکل مہنگائی ہے کہ جس سے ایک غریب آدمی کا جینا دوبھر ہوا جارہا ہے اور تیسرا یہ کہ تقدیر کا انکار کرنے والے پیدا ہوتے رہیں ہیں اور اس میں لاحاصل گفتگو کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھے آمین۔

مذاق میں تین چیزیں واقع ہوجاتی ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ جَدُّهُنَّ جَدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جَدٌّ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں واقع ہوجاتی ہیں خواہ انہیں کوئی قصداً کرے یا ہنسی مذاق میں (1) نکاح (2) طلاق اور (3) رجعت۔ [40]

[40] سنن ابوداؤد، جلد 2 صفحہ 163، حدیث نمبر 428، باب 137، کتاب الطلاق

ایک حدیث تین باتیں

مولانا دوست محمد شاکر صاحب لکھتے ہیں۔

جس شخص نے مثلاً مزاح و دل لگی میں طلاق دی یا نکاح کیا یا عورت سے رجوع کر لیا تو تینوں اثرات مرتب ہوئے۔ گویا طلاق واقع ہو گئی اور شوہر و زوجہ میں جدائی ثابت ہو گئی۔ نکاح بندھ گیا اور رجعت شرعاً مان لی گئی۔ خواہ شوہر کس قدر عذر کرتا رہے کہ میں نے یہ سب کچھ مزاح کے طور پر کیا تھا میری نظر ان الفاظ کے معانی یا ان کے نتائج پر ہرگز نہ تھی۔ شریعت میں اس کا یہ عذر نہ سنا جائے۔ عقود و تصرفات کا یہ ہی حکم ہے مثلاً بیع ہبہ وغیرہ۔ ان میں مذکورہ بالا سہ اشیاء کو اس لئے بیان کے ساتھ مخصوص فرمایا کہ ان کی اہمیت دیگر تصرفات سے زائد ہے ان معاملات میں مزاح ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ [41]

---

[41] حاشیہ مسند امام اعظم، صفحہ 229

نیک فال و بدشگونی

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ: کان رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یتفاءل ولا یطیر و کان یحب الاسم الحسن۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (1) نیک فال لیتے (2) اور بدشگونی نہ مانتے (3) اور اچھے نام کو دوست رکھتے۔ [42]

---

[42] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 162 حدیث نمبر 2273

تین اشخاص کی نماز قبول نہیں ہوتی

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ثَلَاثَۃٌ لَا تُقْبَلُ لِھُمْ صَلٰوۃٌ وَلَا تُصْعَدُ لَھُم حَسَنَۃُ الْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰی یَرْجِعَ إِلٰی مَوَالِیْہِ

فَيَضَعُ يَدَه فِيْ أَيْدِيْهِمْ وَالْمَرْأَةُ السَّاخِطُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا وَالسَّكران حَتّٰى يَصْحُوَ۔ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانَ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا تین آدمی ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ کوئی نیکی اُوپر اُٹھتی ہے (1) فرار ہونے والا غلام یہاں تک کہ اپنے مالکوں کی طرف واپس لوٹے اور اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھوں میں رکھے (2) وہ عورت جس کا خاوند اُس سے ناراض ہو (3) نشے والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔ [43]

---

[43] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 105 حدیث نمبر 3131، باب عشرۃالنسآء، باب تیسری

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ یہ تین اشخاص ایسے ہیں جن کی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی نیکی خدا کی بارگاہ میں شرف قبولیت کا حق رکھتی ہے۔ پہلا وہ شخص جو کسی کا غلام تھا اور بھاگ گیا یہاں تک کہ اپنے مالکوں کے پاس واپس آجائے اور اُنکی فرمانبرداری کرے۔ دوسری وہ عورت جس کا خاوند اُس سے ناراض ہو کیونکہ عورت پر سب سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہوتا ہے اگر وہ کوئی ایسا حکم دیتا ہے جو شریعت کے مخالف نہ ہو تو عورت کا اُس کے حکم کو بجالانا ضروری ہے ہاں اگر شوہر اُس کو فرض نماز پڑھنے سے منع کرے یا فرض روزہ رکھنے سے منع کرے تو پھر شوہر کا حکم ماننا نہیں چاہیے اگر شوہر نفل نماز و روزہ کو منع کرے تو عورت کو چاہیے کہ شوہر کا حکم مانے اسی میں عورت کی بھلائی مضمر ہے۔ تیسرا وہ شخص جو نشہ کرنے والا ہو کیونکہ گناہ کی حالت میں غضب الٰہی متوجہ ہوتا ہے لیکن پھر اُسے احساس ندامت ہو کہ میں نے اس کام کو کر کے رحمت خداوندی سے دور ہو چکا ہوں تو فوراً توبہ کرے اور سچے دل سے اللہ رب العزت

کی بارگاہ میں معافی چاہتا ہے تو توبہ کرنے سے رحمت الٰہی بندے کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔

تین باتیں جفاو بے ادبی ہیں

عن بردۃ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ثَلٰثٌ مِنَ الْجَفَاءِ، اَنْ یَّبُوْلَ قَائِمًا اَوْیَمْسَحُ جَبْھَتَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّفْرُغَ مِنْ صَلوٰتِہٖ، اَوْ یَنْفَخَ مِنْ سُجُوْدِہٖ۔

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین باتیں جفاو بے ادبی سے ہیں (1) یہ کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے (2) یا نماز میں اپنی پیشانی سے (مثلاً مٹی یا پسینہ) پونچھے (3) یا سجدہ کرتے وقت زمین پر (مثلاً غبار صاف کرنے کو) پھونکے۔ [44]

[44] جامع الاحادیث، جلد 2 صفحہ 232-233 حدیث نمبر 334

تین سوار قافلہ ہیں

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ أَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ أَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ الرَّاکِبُ شَیْطٰنٌ وَّالرَّاکِبَانِ شَیْطَانَانِ وَالثَلٰثَۃُ رَکْبٌ۔ (رَوَاہُ مَالِکٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ)

عمرو بن شعیب، اُن کے والد ماجد، اُن کے جدِّامجد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (1) ایک سوار ایک شیطان ہے (2) دو سوار دو شیطان ہیں اور (3) تین سوار قافلہ ہیں۔ [45]

[45] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 240 حدیث نمبر 3732، باب اداب السفر، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

جنگل میں اکیلا مسافر آفات کے نرغہ میں ہوتا ہے نماز باجماعت سے محروم ہے ضرورت کے وقت اسے مددگار کوئی نہ ملے۔ بلاؤں آفتوں کے خطرے میں ہے خصوصاً اس زمانہ پاک میں جب کہ راستے پُر خطر تھے اب اس امن کے زمانہ میں بھی ریل کے ڈبہ میں اکیلے سفر کرنے والے چلتی ٹرین میں لٹ گئے۔۔۔دو مسافر بھی آفات کے خطرے میں ہیں کہ اگر ایک بیمار ہو جائے تو دوسرا بے یارومددگار رہ جائے یعنی تین مسافر ہیں جنہیں صحیح معنی میں قافلہ کہا جاوے۔۔۔اس فرمان عالی میں بھی بڑی حکمتیں ہیں سفر میں کسی کی رضا قضا واقع ہو جائے تو باقی اور دو آسانی سنبھال سکتے ہیں۔ [46]

---

[46] مراۃ المناجیح، جلد 5 صفحہ 492

تین چیزوں کا نفع مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے

عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أُرَاهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ۔

سیلمان بن بلال کے خیال میں علاء بن عبدالرحمٰن کے والد ماجد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا (1) ایک وہ صدقہ جس کا نفع جاری رہے (2) دوسرے وہ علم جس سے فائدہ اُٹھائے جائے (3) تیسرے نیک اولاد جو اس کے لئے دُعا کرے۔ [47]

---

[47] سنن ابوداؤد، جلد 2 صفحہ 421، حدیث نمبر 1106، باب 478، کتاب الوصایا

⏮ ایک حدیث تین باتیں ⏭

علامہ مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہاں پوری علیہ بخاری شریف کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

فرمانِ رسالت اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ کے تحت نے لوگوں کو علم پڑھایا یا نیکی کی باتیں بتائیں تو جب تک اُن پر علم ہو گا اور جتنا اُن علم کرنے والوں کو ثواب ملے گا اتنا ہی اُس بتانے والے کے نامہء اعمال میں درج ہوتا رہے گا خواہ اُسے وفات پائے ہوئے کتنا ہی عرصہ کیوں نہ گزر گیا ہو۔ اسی طرح صدقہ جاریہ کا ثواب بھی مرنے کے بعد جاری رہتا ہے اور دُعا صرف بیٹے پر ہی موقوف نہیں بلکہ جو بھی اس کے حق میں دُعائے خیر کرے گا اس سے متوفی کو فائدہ پہنچے گا اور ایصالِ ثواب کرے تو اُسے ثواب پہنچے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ﴿48﴾

﴿48﴾ حاشیہ سنن ابوداؤد، جلد 2 صفحہ 421

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

انسان سے مراد مسلمان ہے علم سے مراد نیکیوں کا ثواب جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض مقبول قبر میں نماز و قرآن پڑھتے ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے کہ کیونکہ ان اعمال پر ثواب نہیں اسلئے ہی مردے زندوں سے ثواب بخشنے کی تمنا کرتے ہیں جیسا کہ روایات میں ہے کیونکہ ثواب زندگی کے اعمال پر ہے۔ یہ وہ تین چیزیں ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد خواہ مخواہ پہنچتا رہتا ہے کوئی ایصال ثواب کرے یا نہ کرے۔ صدقہء جاریہ سے مُراد اوقاف ہیں جیسے مسجدیں، مدرسے وقف کئے باغ جن سے لوگ نفع اُٹھائے رہتے ہیں۔ ایسے ہی علم سے مراد دینی تصانیف، نیک شاگرد جن سے دینی فیضان پہنچتے رہیں۔ نیک اولاد سے مُراد عالم عامل بیٹا۔ مرقاۃ نے

فرمایا کہ یَدْعُوْا کی قید ترغیبی ہے یعنی بیٹے کو چاہیے کہ باپ کو دُعائے خیر میں یاد رکھے حتی کہ نماز میں ماں باپ کو دُعائیں پہلے دے بعد میں سلام پھیرے ورنہ اگر نیک بیٹا دعا نہ بھی کرے ماں باپ کو ثواب ملتا رہے گا۔ خیال رہے کہ حدیث اس کے خلاف نہیں جسمیں ارشاد ہوا کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اُسے قیامت تک ثواب ملتا ہے یا فرمایا گیا کہ نمازی کو ہمیشہ ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ وہ سب چیزیں صدقہ جاریہ ہیں یا نافع علم میں داخل ہیں۔ ﴿49﴾

﴿49﴾ مراٰۃ المناجیح، جلد 1 صفحہ 189-188

علامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی مجددی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

انسان جب تک زندہ رہتا ہے۔ قسم قسم کے اعمال صالحہ کرتا رہتا ہے اوراس کے نیک اعمال کا ثواب ملتا ہے مگر جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔اس کے اجر وثواب کا سلسلہ بھی کٹ جاتا ہے۔ لیکن تین آدمی ایسے خوش نصیب ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ان کے اعمال کے اجر وثواب کا سلسلہ قائم رہتا ہے اور برابر ان کی قبروں میں ثواب پہنچتا ہے۔

ان میں سے پہلا شخص تو وہ ہے جو اپنی زندگی میں کوئی ''صدقہ جاریہ'' کر کے مرا ہو تو اگرچہ وہ مر کر قبر میں سو رہا ہے۔اور کوئی عمل نہیں کر رہا ہے، مگر اُس کے نامہء اعمال میں اس کے ''صدقہء جاریہ'' کا ثواب برابر درج ہوتا رہتا ہے۔

''صدقہء جاریہ'' کیا ہے؟ مثلاً مسجد بنوانا۔ مدرسہ بنوانا، کنواں بنوانا، مسافر خانہ ان کے ثواب کا سلسلہ قائم رہے گا اور ہر لحظہ اور ہر لمحہ اس کا ثواب ملتا رہے گا۔اس کی بنوائی ہوئی مسجد میں جو نمازیں پڑھی جائیں گی اور جتنی نمازیں پڑھی جائیں گی جس طرح نماز پڑھنے والوں کو ثواب ملے گا اسی طرح مسجد بنوانے والے کو بھی اس کا ثواب ملتا رہے گا۔اس کے بنوائے

ہوئے مدرسہ میں جو لوگ پڑھیں۔پڑھائیں گے اس کے بنوائے ہوئے کنویں سے جتنے پیاسے سیراب ہوں گے۔ جتنے لوگ وضو کریں گے ان سب کا ثواب مدرسہ اور کنواں بنوانے والے کو ملے گا۔اسی طرح جائداد موقوفہ سے جتنے کارِ خیر ہوں گے۔ سب کا ثواب واقف کو ملتا رہے گا اور وقف کرنے والے کی قبر میں اجر وثواب پہنچتا رہے گا۔

دوسرا شخص وہ ہے جو کوئی ایسا علم چھوڑ کر مرا ہو جس سے امت رسول کو نفع حاصل ہوتا ہو۔ مثلاً کوئی مفید کتاب لکھ کر مرا ہو یا کچھ شاگردوں کو علم پڑھا کر مر گیا ہو یا علم دین کی کتاب خرید کر وقف کر گیا ہو تو جس طرح علمِ دین پڑھنے پڑھانے والوں کو ثواب ملے گا۔ اس طرح اُس شخص کو قبر میں بھی اجر وثواب ملتا رہے گا۔

تیسرا شخص وہ ہے جس نے اپنی اولاد کو تعلیم وتربیت دے کر نیک اور صالح بنا دیا ہو تو اس کے مرنے کے بعد اس کی سب اولاد جو اس کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرتی رہے گی اس کا اجر وثواب اس کو ہمیشہ ملتا رہے گا۔ خداوند کریم ہر مسلمان کو دنیا میں ان تینوں اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ! ﴿50﴾

﴿50﴾ نوادرالحدیث المعروف منتخب حدیثیں، صفحہ 191

ایک اور جگہ علامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی مجددی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

صدقہء جاریہ سے مُراد اُس کی وقف کردہ چیزیں ہیں۔ مثلاً مسجد و مدرسہ سرایوں اور مسافر خانوں کی عمارتیں یا پلوں اور کنوؤں کی تعمیرات یا دینی کتب خانوں وغیرہ کی عمارت یا دینی کتابوں کو وقف کر دینا کہ علماء کرام اور طلبہ اُس سے علمی فوائد اٹھاتے رہیں۔ علم سے مراد یا تو شاگردوں کو پڑھا کر تیار کر دینا یا کوئی دینی تصنیف کر دینا کہ جس سے لوگ دینی فائدہ حاصل کرتے رہیں نیک اولاد سے مُراد وہ کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد فاتحہ و ایصال ثواب کرتے رہیں تو مرنے والا مر گیا اور مرنے کے بعد اس کے تمام

اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے کہ وہ نہ اب نماز پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے نہ صدقہ دیتا ہے نہ کوئی دوسرا ثواب کا کام کرتا ہے لیکن اگر زندگی میں اس نے کوئی چیز وقف کر دی ہے یا کوئی علم چھوڑ کر مرا ہے یا نیک اولاد چھوڑ کر وفات پا گیا ہے تو وہ اگرچہ خود کوئی عمل نہیں کر رہا ہے مگر اس کی قبر میں ان چیزوں کا ثواب برابر پہنچتا رہے گا اس لئے ضرورت ہے کہ اہلِ دولت مسلمان اپنی طاقت بھر ضرور کوئی نہ کوئی صدقۂ جاریہ کر کے دنیا سے سفر کریں۔ اس زمانہ میں خاص طور سے مدرسوں کی تعمیر اور مذہبی کتابوں کا کتب خانہ قائم کر کے اس کو وقف کر دینا بہترین صدقہء جاریہ ہے۔

اور غریب مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو علم دین پڑھائیں تاکہ علمِ دین سیکھ کر ان کی اولاد صالح بنے اور وہ اپنے ماں باپ کے لئے ایصالِ ثواب اور فاتحہ و دعاء مغفرت کر کے اپنے والدین کی قبروں میں ثواب کا ذخیرہ اور خزانہ بھیجتے رہیں مگر نہایت افسوس ورنج و قلق ہوتا ہے کہ مالدار مسلمان شادی بیاہ اور ناموری کی فضول رسموں میں اپنی دولت کو خوب دل کھول کر خرچ کرتے ہیں مگر ثوابِ آخرت کیلئے نہ کوئی صدقہء جاریہ کرتے ہیں نہ دینی کاموں میں اپنی دولت لگا کر ثوابِ آخرت کی دولت اور دین و دنیا کی برکت حاصل کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ اپنی اولاد کو علم دین پڑھانا اس کا اجر و ثواب بہت ہی بڑا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص قرآن مجید کا علم حاصل کر کے اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں، باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہو گی۔ اس سے اندازہ کر لو کہ خود علمِ قرآن مجید پڑھنے والے کو جو قرآن پر عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکو کتنے بڑے بڑے عظیم اجر و ثواب سے سرفراز فرمائے گا (مشکوٰۃ، ص186 بحوالہ ابوداؤد) اس لئے مالداروں سے تو اس کی کوئی امید نہیں ہے مگر غریبوں کو چاہیے

کہ وہ اپنے بچوں کو کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم نہیں دلا سکتے تو اپنے بچوں کو مدارس اسلامیہ میں داخل کر کے انہیں علمِ دین ضرور پڑھائیں اور اجر و ثواب سے مالا مال ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ﴿51﴾

﴿51﴾ جواہر الحدیث، صفحہ 31

تین چیزوں میں دیر نہ کرو

عن امیر المؤمنین علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: ثَلَاثٌ لَاتُؤَخِّرُوْھُنّ، الصَّلٰوۃُ اِذَا اَتَتْ وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ، وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدْتَ لَھَا کُفُوًا۔

حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزوں میں دیر نہ کرو (1) نماز جب اسکا وقت آجائے (2) جنازہ جس وقت حاضر ہو (3) اور زن بے شوہر جب اسکا کفو ملے۔ ﴿52﴾

﴿52﴾ جامع الاحادیث، جلد 2 صفحہ 317 حدیث نمبر 480

میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں (1) اُس کے اہل و عیال (2) اُس کا مال اور (3) اُس کے اعمال۔ پس اُس کے اہل و عیال اور اُس کا مال تو واپس آجاتے ہیں اور اس کا نامۂ عمل اُس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ ﴿53﴾

﴿53﴾ صحیح بخاری، ج3 صفحہ 557-558 حدیث نمبر 1434، باب 848، کتاب الرقاق

اس حدیث مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ میت ک ساتھ تین چیزیں ساتھ جاتی ہیں اُس کے اہل و عیال اور مال تو واپس آجاتے ہیں لیکن جو اُس نے توشہء آخرت کے لئے نیک اعمال کیے وہ اُس کے ساتھ جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ مسلمان کو زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرے اللہ و رسول کی خوشنودی حاصل کرے کیونکہ یہی خوشنودی باعثِ نجات ہو گی۔

کونسے عمل افضل ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيمَانٌ بِاللّٰهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا، سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ (ﷺ) نے جواب دیا (1) اللہ پر ایمان رکھنا۔ پوچھا گیا، اس کے بعد کون سا ہے؟ آپ (ﷺ) نے جواب دیا (2) اللہ کی راہ می جہاد کرنا۔ پوچھا گیا، پھر کون سا ہے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا (3) مقبول حج۔ [54]

---

[54] صحیح مسلم، جلد 1 صفحہ 112-113، حدیث 156، کتاب الایمان، باب 362

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ مذکورہ بالا باب 362 کے تحت لکھتے ہیں۔

افضل اعمال کی احادیث میں تعارض کے جوابات:۔

اس باب کی بعض روایات میں افضل عمل میں اللہ پر ایمان لانا، پھر جہاد کرنا، اور اس کے بعد حج کرنے کا ذکر ہے۔ اور بعض روایات میں افضل عمل وقت پر نماز پڑھنا، پھر والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور پھر حج کرنے کا ذکر ہے اور اس سے پہلے ابواب میں سے

بعض ابواب میں افضل عمل کھانا کھلانا اور بہ کثرت سلام کرنا اور بعض ابواب میں کسی شخص کے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کا محفوظ رہنا افضل عمل بتلایا گیا ہے۔ ان روایات میں تعارض کی وجہ سے یہ اشکال ہوا کہ حقیقت میں افضل عمل کون سا ہے؟۔اس کا جواب تو یہ ہے کہ یہ مختلف جوابات سوال کرنے والوں کے احوال کے اختلاف کی وجہ سے ہیں یعنی اگر کسی شخص میں مال خرچ کرنے اور لوگوں سے میل جول رکھنے کی کمی تھی تو اس کے حق میں افضل عمل کھانا کھلانے اور بہ کثرت سلام کرنے کو قرار دیا، اسی طرح جہاد، حج اور والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم ہے۔ یعنی جس شخص میں جس عمل کی کمی تھی اس کے حق میں اسی عمل کو افضل قرار دیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ تمام اعمال افضل اعمال سے ہیں جہاں جس کو مناسب سمجھا بیان کہہ دیا۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ جوابات حالات کے اعتبار سے ہیں بعض حالات میں جہاد افضل ہے، بعض حالات میں حج اور بعض میں والدین کی اطاعت۔ اور ایک جواب یہ بھی ہے کہ عقائد کے باب میں ایمان باللہ سب سے افضل ہے اور اعمال میں بعض حقوق اللہ ہیں اور بعض حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں بعض صرف بدنی عبادات ہیں، بعض صرف مالی اور بعض بدنی اور مال کا مجموعہ اور حقوق العباد میں ماں باپ اور عام مسلمانوں کے حقوق ہیں۔

حقوق اللہ کے اعتبار سے بدنی عبادات میں نماز کو اپنے وقت میں پڑھنا سب سے افضل ہے اور مالی عبادات میں زکوٰۃ سب سے افضل ہے اور مالی اور بدنی کے مجموعہ میں حج اور جہاد سب سے افضل ہیں اور حقوق العباد کے اعتبار سے والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور عام لوگوں کو کھانا کھلانا اور لوگوں سے میل جول رکھنا اور ان کو اپنے شر سے محفوظ رکھنا افضل اعمال ہیں۔ ﴿55﴾

﴿55﴾ شرح صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 543

ایک حدیث تین باتیں

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

افضل سے مراد درجہ اور ثواب میں زیادہ، چونکہ ایمان عقائد کا نام ہے اور عقیدہ دل کا عمل ہے اس لئے ایمان کو اعمال میں داخل کیا گیا۔۔۔چونکہ سارے اعمال کی صحت و قبولیت ایمان پر موقوف ہے اسلئے ایمان کا سب سے پہلے ذکر کیا گیا۔ اللہ کی راہ کا جہاد وہ جنگ ہے جس میں محض رب کو راضی کرنا اور اسلام کی اشاعت منظور ہو۔ مال ملک عزت حاصل کرنے کے لئے جنگ کرنا فتنہ ہے جہاد نہیں۔ ؎

جنگ شاہاں فتنہ و غارت گری است
جنگ مومن سنت پیغمبری است

چونکہ حج بدنی و مالی عبادت کا مجموعہ ہے اس لئے اس کا بھی بڑا درجہ ہے۔ حج مقبول و مبرور وہ ہے جو لڑائی جھگڑے گناہ و ریاء سے خالی ہو اور صحیح ادا کیا جائے۔ خیال رہے کہ بعض احادیث میں ایمان کے بعد نماز کا ذکر ہے مگر یہاں جہاد کا ذکر آیا اس لیے کہ جہاد فی سبیل اللہ اکثر نمازی ہی کرتے ہیں یا بعض ہنگامی حالت میں جہاد نماز سے افضل ہو جاتا ہے۔ دیکھو حضور ﷺ نے غزوۂ خندق میں زیادہ مشغولیت کی بنا پر پانچ نمازیں قضاء فرمادیں۔ لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ ہنگامی حالات اور ہوتے ہیں معمول پر پہنچنے کے بعد دوسرے حالات۔ ﴿56﴾

﴿56﴾ مرآۃ المناجیح، جلد 4 صفحہ 87

اُمت کے کیلئے تین چیزوں کا سوال، دو منظور ایک سے روک دیا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً فَأَطَالَهَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّيْتَ صَلٰوةً لَمْ

تَكُنْ تُصَلِّيهَا قَالَ أَجَلْ إِنَّهَا صَلٰوةُ رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ إِنِّي سَأَلْتُ اللّٰهَ فِيهَا ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً سَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِسَنَةٍ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُذِيقَ بَعْضَهُمْ بَأْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِيهَا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي الْبَاب عَنْ سَعْدٍ وَابْنِ عُمَرَ۔

حضرت عبداللہ اپنے والد خباب بن ارت (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) نہایت طویل نماز پڑھی صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ! اس سے قبل آپ نے کبھی ایسی نماز نہیں پڑھی جیسے آج پڑھی ہے آپ نے فرمایا ہاں یہ رغبت اور خوف کی نماز تھی میں نے اللہ تعالیٰ سے اس نماز میں تین چیزوں کا سوال کیا اللہ تعالیٰ نے دو عطا فرمادیں ایک چیز روک دی۔ میں نے سوال کیا کہ (1) میری امت کو قحط سے نہ ہلاک کرے اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا۔ میں نے سوال کیا (2) ان پر کسی غیر قوم سے دشمن مسلط نہ کرے یہ دُعا بھی قبول فرمائی۔ میں نے سوال کیا کہ (3) انہیں ایک دوسرے کا عذاب نہ چکھائے (یعنی باہمی تفرقہ بازی سے محفوظ رہیں) اسے روک دیا۔ [57]

[57] جامع ترمذی، جلد 2 صفحہ 36-37 حدیث نمبر، 49، باب 29، ابواب الفتن

اس حدیث مبارکہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا ثبوت ملتا ہے کہ ایسے تینوں سوال کر دیئے جس سے کسی بھی وقت امت دوچار ہو سکتی تھی مگر رؤف و رحیم اُمت کے غمخوار نے ہمیشہ اپنی اُمت کو یاد رکھا۔ دیکھ لیجئے چودہ سو برس گزر جانے کے بعد یہ اُمت نہ تو قحط سے ہلاک ہوئی اور نہ غیر قوم سے کوئی دشمن مسلط ہوا۔ البتہ

ایک دُعا سے روک دیا گیا۔ آج کے دور میں مسلمانوں کی پستی اور زوال کی وجہ صرف اور صرف ان کی بد عملی اور احکام خداوندی سے رو گردانی ہے۔ واللہ و رسول اعلم۔

تین باتیں کبیرہ گناہوں سے ہیں

عن ابی قتادۃ العدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت قراۃ کتاب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ. ثلث من الکبائر الجمع بین الصلوتین والفرار من الزحف والنھبۃ۔

حضرت ابو قتادہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شقہ وفرمان سُنا کہ تین باتیں کبیرہ گناہوں سے ہیں (1) دو نمازیں جمع کرنا (2) جہاد میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنا (3) اور کسی کا مال لوٹ لینا۔ [58]

[58] جامع الاحادیث، جلد 2 صفحہ 339 حدیث نمبر 517

سوتے وقت شیطان کا تین گرہیں لگانا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَۃِ رَاْسِ اَحَدِکُمْ اِذَا ھُوَ نَامَ ثَلٰثَ عُقَدٍ یَّضْرِبُ عَلٰی کُلِّ عُقْدَۃٍ عَلَیْکَ لَیْلٌ طَوِیْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللہَ انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ اِنْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاِنْ صَلّٰی اِنْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ کَسْلَانَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اسکے سر میں تین گرہیں لگاتا ہے اور گرہ یہ ہوتی ہے کہ رات لمبی ہو سوتا رہے لیکن (1) جب کوئی اُٹھ کر

اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور (2) جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھلتی ہے اور (3) جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ پاک صاف خوش و خرم صبح کو اُٹھتا ہے ورنہ خبیث النفس اور سست اُٹھتا ہے۔ ﴿59﴾

﴿59﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 1 صفحہ 260 حدیث نمبر 1151، باب التحریض علی قیام اللیل، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یہاں گرہ کے ظاہری معنی ہی مراد ہیں بلاوجہ تاویل کی ضرورت نہیں۔ جادوگر دھاگے یا بالوں میں کچھ دم کر کے گرہ لگا دیتے ہیں جس کا اثر مسحور پر ہو جاتا ہے ایسے ہی شیطان انسان کے بالوں میں یا دھاگے میں صبح کے وقت غفلت کی تین گرہیں لگا دیتا ہے اسی لئے صبح کے وقت بڑے مزے کی نیند آتی ہے۔ حضور ﷺ ان تین گرہوں کے کھولنے کے لئے تین عمل ارشاد فرمائے یعنی یہ لفظ (ابھی رات بہت ہے سو جا) کہہ کر دم کرتا ہے اور گرہ لگا دیتا ہے جس کے اثر سے انسان پر غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ مشائخ اللہ کا ذکر کر کے دھاگے پر پھونکتے اور گرہ لگاتے ہیں پھر مریض کے گلے میں ڈال دیتے ہیں۔ اس کا ماخذ حضورانور ﷺ کا یہ فرمان ہے۔ معلوم ہوا کہ گنڈا حق ہے جس گنڈے کی حدیث شریف میں بُرائی آئی ہے وہ وہ گنڈا ہے جس پر شرکیہ الفاظ پڑھ کر دم کیا جائے۔ یہاں اللہ کے ذکر سے وہ ذکر مراد ہے جو اُٹھتے ہی مومن کرتا ہے ــــــ یہ ذکر اس جادو کا اُتار ہے۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ کا ذکر اور آپ پر درود شریف بھی اللہ کا ذکر ہے اگر درود پر آنکھ کھلے تب بھی یہ ہی فائدہ ہو گا۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں نماز سے تہجد کی نماز مراد ہے اسی لئے صاحب مشکوٰۃ یہ حدیث تہجد کے باب میں لائے اور اگر کوئی نماز فجر کے لیے اُٹھے اور یہ عمل کرے تب بھی انشاء اللہ یہ فوائد ہوں گے بعض روایات میں اس جگہ عُقَدُ ہے عُقدَۃ کی جمع، معنی یہ ہوئے کہ اگر نماز پڑھ لے تو ساری گرہیں کھل جاتی ہیں کیونکہ جب تیسری گرہ کھل گئی تو

سب ہی کھل گئیں یا چونکہ نمازی آدمی وضو بھی کرتا ہے ذکر اللہ بھی۔ لہٰذا نماز میں وہ دونوں چیزیں آگئیں۔ خیال رہے کہ جن عورتوں کی نماز معاف ہے وہ بھی معافی کے زمانہ میں جلد جاگیں اللہ کا ذکر کریں وضو کرلیں تو بہت اچھا ورنہ تڑکے ہی منہ ہاتھ دھولیں (پھر کیا ہوگا) یعنی نماز تہجد کی برکت سے دل میں خوشی، نفس میں پاکی نصیب ہوتی ہے جو اس سے محروم ہے وہ ان دونوں کے کمال سے محروم ہے (مرقاۃ) اور جو نماز فجر سے غافل رہا اسے سستی بہت ہی ہوتی ہے۔ صبح کا اُٹھنا تندرستی کی اصل ہے صبح سوتے رہنا بیماریوں کی جڑ ہے اسی لئے سمجھ دار کفار بھی اندھیرے منہ جاگتے ہیں۔ [60]

---

[60] مراٰۃ المناجیح، جلد 2 صفحہ 253

تین اشخاص کے پاس فرشتے نہیں آتے

عَنْ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ جِيفَةُ الْكَافِرِ وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوقِ وَالْجُنُبُ إِلَّا أَنْ يَتَوَضَّأَ۔

حسن بن ابوالحسن نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن کے پاس فرشتے نہیں آتے (1) کافر کی لاش (2) زعفران کا خلوق لگانے والا اور (3) جنبی مگر جب کہ وہ وضو کرے۔ [61]

---

[61] (سنن ابوداؤد، جلد 3 صفحہ 266، حدیث نمبر 778، باب 275، کتاب الترجل)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا یہ تین ایسے اشخاص ہیں جن کے پاس فرشتے نہیں آتے۔ ایک تو کافر کی لاش کے پاس دوسرے زعفران کا خلوق لگانے والا۔ خلوق عرب کی مشہور خوشبو ہے جو زعفران وغیرہ سے تیار کی جاتی ہے رنگت دیتی ہے۔ اور

تیسرا وہ شخص جو کہ جنبی ہو جب تک کہ وہ وضو یا غسل نہ کرلے۔ یہاں رحمت کے فرشتے مُراد ہیں اور یہ چیزیں رحمت کے فرشتوں سے دوری کا سبب بنتی ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس حدیث مبارکہ سے عبرت حاصل کریں اور مذکورہ بالا چیزوں سے بچ کر اللہ و رسول کی خوشنودی حاصل کریں۔ اللہ پاک سب مسلمانوں کو پاک و صاف رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

تین ناپسندیدہ اشخاص

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّى اللّٰهُ تعالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ابغض الناس الی اللہ تعالیٰ ثلثة، ملحد فی الحرم، ومبتغ فی الاسلام سنة الجاهلية ومطب دم امرء بغير حق ليهريق دمه۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند لوگوں میں تین شخص ہیں (1) حرم میں بے دینی پھیلانے والا (2) مذہب اسلام میں ایام جاہلیت کے طریقوں کا خواہش مند (3) اور ناحق کسی کا خون بہانے والا۔ [62]

---

[62] (جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 183 حدیث نمبر 2314)

اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو تین آفتوں سے بچا لیا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ ابْنُ عَوْفٍ وَقَرَأْتُ فِي أَصْلِ إِسْمَعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ عَنْ شُرَيْحٍ عَنْ

ایک حدیث تین باتیں

أَبِي مَالِكٍ يَعْنِي الْأَشْعَرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ أَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثٍ أَنْ لَا يَدْعُوَ عَلَيْكُمْ نَبِيُّكُمْ فَتَهْلَكُوا جَمِيعًا وَأَنْ لَا يَظْهَرَ أَهْلُ الْبَاطِلِ عَلَى أَهْلِ الْحَقِّ وَأَنْ لَا تَجْتَمِعُوا عَلَى ضَلَالَةٍ۔

حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین آفتوں سے بچالیا (1) ایک یہ کہ تمہارا نبی تمہارے لئے بددُعا نہ کرے کہ تم سارے ہلاک ہو جاؤ (2) دوسرے یہ کہ اہل باطل اہل حق پر غالب نہ ہوں گے (3) تیسرے یہ کہ تم گمراہی پر متفق نہیں ہوگے۔ [63]

---

[63] سنن ابوداؤد، جلد 3 صفحہ 293، حدیث نمبر 850، باب 296، کتاب الفتن

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت جل جلالہ کو اپنے حبیب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کتنی پیاری ہے اور اس اُمت کو تین بڑی آفتوں سے بچالیا کیونکہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی کسی نبی نے اپنی قوم کے لئے بددعا کی وہ ہلاک ہوئی اور دوسرا اکرم یہ فرمایا کہ قیامت تک اہل باطل اہل حق پر مسلط نہ ہو سکیں گے حالانکہ آج مسلمان اپنی بد عملی کے باعث پستی کی گہرایوں میں ڈوبے ہوئے ہیں مگر اس کے باوجود غیر مسلم اقوام کی مجال نہیں کہ وہ اہل حق کو دبا سکیں۔ تیسرا اکرم یہ فرمایا یہ اُمت کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی اس میں ایک فرقہ ایسا موجود رہے گا جو حق پر ہوگا اور آج جو فرقہ نظر آتا ہے وہ اہل حق فرقہ اہلسنت والجماعت کا ہے کیونکہ اسی فرقہ کا دامن محبت رسول (ﷺ)، محبت صحابہ، محبت اہل بیت اور محبت سلف صالحین (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) پر ہے اور اسی جماعت میں اولیاء اللہ ہیں اور یہی

سچے فرقے کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ سلف صالحین کے عقیدے پر زندہ رکھ کر ایمان کی حالات میں موت عطا فرمائے آمین۔

تین باتوں کا اختیار (زخمی یا مقتول کے ورثاء کو)

وَعَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ أُصِيْبَ بِدَمٍ أَوْ خَبْلٍ وَالْخَبْلُ الْجُرْحُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدٰى ثَلٰثٍ فَإِنْ أَرَادَ الرَّابِعَةَ فَخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ بَيْنَ أَنْ يَّقْتَصَّ أَوْ يَعْفُوْ أَوْ يَأْخُذَ الْعَقْلَ فَإِنْ أَخَذَ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا ثُمَّ عَدَا بَعْدَ ذَالِكَ فَلَهُ النَّارُ خَالِدًا فِيْهَا مُخَلَّدًا أَبَدًا ۔ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا۔ جس کو خون یا خبل پہنچایا گیا اور خبل زخم کو کہتے ہیں تو اُسے تین میں سے ایک بات کا اختیار ہے اگر چوتھی بات کا ارادہ کرتے تو اُس کے ہاتھ پکڑ لو یعنی (1) قصاص لے یا (2) معاف کردے یا (3) دیت وصول کرے اگر ان میں سے ایک چیز لے لی اور اس کے بعد پھر زیادتی کی تو اُس کے لیے جہنم ہے جس میں ہمیشہ رہے گا۔ [64]

[64] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 148 حدیث نمبر 3324، کتاب القصاص، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

عمداً قتل و زخم مراد ہے کیونکہ خطاءً قتل وزخم میں قصاص نہیں ہوتا۔ قتل کی صورت میں ولی مقتول کو اختیار ہے اور زخم کی صورت میں خود مجروح کو اختیار ہے جیسا کہ ظاہر ہے مثلاً قصاص بھی لے اور دیت بھی چاہے یا معاف بھی کرے قصاص بھی لے

یہ اجتماع چوتھی صورت ہے یا مثلاً ظالم نے اس کی انگلی کاٹی تھی یہ مجروح اس کا پورا ہاتھ کاٹنا چاہے۔۔(زیادتی کرنے کا مطلب یہ ہے) کہ معاف کر چکنے کے بعد قصاص یا دیت لے لے یا دیت کے بعد قصاص یا قصاص کے دیت لے لے۔ اگر اُس نے یہ ظلم حلال سمجھ کر کیا تو اس کا دوزخ میں ہمیشہ ابدآلاباد تک رہنا ظاہر ہے اگر حرام جان کر کیا تو یہاں خلود سے مراد بہت عرصہ تک دوزخ میں رہنا ہے کیونکہ دوزخ ہمیشگی صرف کفار کے لئے ہے۔ [65]

---

[65] مرآۃ المناجیع، جلد 5 صفحہ 230

تین فتنوں کی اقسام

قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ النَّاسِ بِكُلِّ فِتْنَةٍ هِيَ كَائِنَةٌ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ السَّاعَةِ وَمَا بِي إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسَرَّ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يُحَدِّثْهُ غَيْرِي وَلٰكِنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ مَجْلِسًا أَنَا فِيهِ عَنِ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَعُدُّ الْفِتَنَ مِنْهُنَّ ثَلَاثٌ لَا يَكَدْنَ يَذَرْنَ شَيْئًا وَمِنْهُنَّ فِتَنٌ كَرِيَاحِ الصَّيْفِ مِنْهَا صِغَارٌ وَمِنْهَا كِبَارٌ قَالَ حُذَيْفَةُ فَذَهَبَ أُولَئِكَ الرَّهْطُ كُلُّهُمْ غَيْرِي۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں اب سے لے کر، قیامت تک آنے والے ہر فتنے کے بارے میں سب لوگوں سے زیادہ واقفیت رکھتا ہوں اور وہ بھی اس وجہ سے کہ نبی اکرم ﷺ ایک محفل میں فتنوں کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے میں بھی اس میں موجود تھا آپ (ﷺ) نے فتنوں کو گنواتے ہوئے فرمایا کہ ان میں تین ایسے فتنے ہوں گے جو کچھ نہیں چھوڑیں گے اور ان میں سے

بعض فتنے (1) گرمی کے موسم کی ہوا(لُو) کی طرح ہوں گے۔ ان میں سے بعض (2) چھوٹے ہوں اور بعض (3) بڑے ہوں گے پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اس مجلس کے شرکاء میں میرے علاوہ تمام حضرات انتقال کر چکے ہیں۔ [66]

[66] صحیح مسلم، جلد 3 صفحہ 656، حدیث 7132، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب 1014

تین اشخاص کی دُعا ردّ نہیں ہوتی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَسَعْدَانُ الْقُمِّيُّ هُوَ سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو عَاصِمٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ كِبَارِ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَأَبُو مُجَاهِدٍ هُوَ سَعْدٌ الطَّائِيُّ وَأَبُو مُدِلَّةَ هُوَ مَوْلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ وَإِنَّمَا نَعْرِفُهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَيُرْوَى عَنْهُ هَذَا الْحَدِيثُ أَطْوَلَ مِنْ هَذَا وَأَتَمَّ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں کی دُعا رد نہیں ہوتی (1) روزہ دار جب کہ افطار کرے (2) عادل حکمران اور (3) مظلوم کی دُعا اللہ تعالیٰ اس کو بادلوں سے بھی اُوپر اُٹھاتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ ایک مدّت کے بعد ہو۔ [67]

[67] جامع ترمذی، جلد 2 صفحہ 659-660 حدیث نمبر 1523، باب 502، ابواب الدعوات

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

شخصوں سے مراد مسلمان ہیں مرد ہوں یا عورت۔ کفار اس میں داخل نہیں (روزہ دار کی دُعا) کیونکہ یہ عبادت سے فراغت کا وقت ہے بعد عبادت دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اسی لئے نماز، حج، زکوۃ سے فراغت پر دُعائیں کرنا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ بعد نماز جنازہ بھی دُعا کی جائے کہ وہ بھی رب کی عبادت ہے اور عبادت کے بعد دُعا قبول ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ مسلمان حاکم کا ایک گھڑی عدل و انصاف کرنا ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے کہ اس عدل سے خلق خُدا کا نظام قائم ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ مظلوم جانور بلکہ مظلوم کافر و فاسق کی بھی دُعا قبول ہوتی ہے اگرچہ مسلمان مظلوم کی دُعا زیادہ قبول ہے کیونکہ مظلوم مضطر و بے قرار ہوتا اور بے قرار کی دُعا عرش پر قرار کرتی ہے۔۔۔دُعا کو بادلوں پر اُٹھانے اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جانے کا مطلب بہت جلد سنتا اور اس کی دُعاء کی عزت افزائی کا اظہار فرمانا (اگرچہ ایک مدت کے بعد کا) مطلب یہ ہے کہ میں حلیم ہوں لہٰذا ظالم کو جلد نہیں پکڑتا اسے توبہ اور مظلوم سے معافی مانگنے کا وقت دیتا ہوں اگر وہ اس مہلت سے فائدہ نہ اُٹھائے تو پکڑتا ہوں۔ [68]

---

[68] مرآۃ المناجیع، جلد صفحہ

کن لوگوں کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں آتے

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّى اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: ثَلٰثَۃٌ لَاتَقْرُبُھُمُ الْمَلآئِکَۃُ بِخَیْرٍ، اَلْجُنُبُ، وَالسَّکْرَانُ وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوْقِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین لوگوں کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں

جاتے (1) جنبی (2) شراب وغیرہ کے نشہ میں مدہوش (3) خلوق پیلے رنگ کی خوشبو جو عورتوں کیلئے خاص تھی اسکو استعمال کرنے والا۔ [69]

[69] جامع الاحادیث، جلد3 صفحہ 454 حدیث نمبر 1797

تین اشخاص کی دُعا ہر حالت میں قبول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ لَا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تین دُعائیں ہیں جو ہر حال میں قبول ہوتی ہیں (1) مظلوم کی دُعا (2) مسافر کی دُعا اور (3) والد کی اپنے بیٹے کے حق میں دُعا۔ [70]

[70] ابن ماجہ شریف مترجم، ج2 ص445 حدیث نمبر 1658، باب 690، دعوۃ الوالدی دعوۃ المظلوم

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ۔

خیال رہے کہ پہلی حدیث میں تین دُعا کرنے والوں کا ذکر تھا اور یہاں تین دعاؤں کا تذکرہ ہے یعنی یہ تین دُعائیں بذات خود قابل قبول ہیں اور اپنے فاعلوں کے برکت سے بھی لائق قبول، اسی لئے وہاں عدل اور روزے کا ذکر فرمایا جس میں فاعل بہ تکلف مشقت اُٹھاتا ہے یہاں مسافر اور باپ کا ذکر ہے جس میں تکلف و مشقت نہیں (مرقات) اولاد کے حق میں باپ کی دُعا قبول ہے اور بددُعا بھی مگر چونکہ باپ اکثر دُعائیں ہی دیتا ہے اس لئے دعاء کا ذکر فرمایا۔ والد سے مراد ماں باپ دونوں ہیں دادا بھی اس میں داخل ہے کہ بالواسطہ وہ بھی والد ہے۔ ماں کی دُعا بہت زیادہ قبول ہوتی ہے۔ یوں

تو مسافر کی بحالتِ سفر تمام دُعائیں ہی قبول ہیں مگر اپنے محسن کے لئے اور اپنے ستانے والے پر بددُعا بہت قبول ہے (مرقات) اسی طرح مظلوم کی بددُعا قبول مگر ستانے والے کے لئے بددُعا اور امداد کرنے والے یا بچانے والے کے لئے دُعا بہت قبول ہے۔ ﴿71﴾

﴿71﴾ مرآۃ المناجیع، جلد 3 صفحہ 301

رب کی طرف سے تین دُعائیں عطا ہوئیں

عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّم: ان اللہ قد اعطانی الا سئلۃ الثلاثۃ، فقلت مرتین فی الدنیا، اللھم اغفر لامتی، اللھم اغفر لامتی واخرت الثالثۃ لیوم یرغب الی فیہ الخلق حتی ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے تین دُعائیں عطا فرمائیں میں نے دُنیا میں دو مرتبہ دُعا کرلی کہ (1) اللھم اغفر لی لامتی (2) اللھم اغفر لی لامتی (3) تیسری دُعا اس دن کے لئے اُٹھا رکھی ہے جس دن تمام مخلوق کو میری ضرورت ہوگی یہاں تک کہ حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی۔ ﴿72﴾

﴿72﴾ جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 535 حدیث نمبر 3433

اصل عالم تین چیزوں سے پرہیز کرتا ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ یَکُوْنُ الرَّجُلُ عَالِمًّا حَتّٰی لَا یَحْسُدَ مَنْ فَوْقَہٗ وَلَا یَحْقِرَ مَنْ دُوْنَہٗ وَلَا یَبْتَغِیَ بِعِلْمِہٖ ثَمَنًا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کوئی شخص اس وقت تک عالم نہیں ہوسکتا (1) جب تک وہ اپنے سے اوپر والے سے حسد کرنے سے باز نہ آجائے

(2)اور اپنے سے کمتر شخص کو حقیر سمجھنے سے باز نہ آجائے (3)اور اپنے علم کے عوض میں معاوضے کا طلبگار نہ ہو۔ ﴿73﴾

﴿73﴾ سنن دارمی، جلد 1 صفحہ 147-148، حدیث 298، المقدمۃ، باب 29

قیامت میں کہاں تلاش کروں، تین مقامات میں

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّشْفَعَ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَأَيْنَ أَطْلُبُكَ قَالَ اُطْلُبْنِيْ أَوَّلَ مَا تَطْلُبْنِيْ عَلَى الصِّرَاطِ قُلْتُ فَإِنْ لَّمْ أَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قُلْتُ فَإِنْ لَّمْ أَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَإِنِّيْ لَا أُخْطِيءُ هٰذِهِ الثَّلٰثَ الْمَوَاطِنَ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا آپ میری شفاعت فرمائیں گے؟ فرمایا کہ میں کرنے والا ہوں۔ عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا کہ (1) سب سے پہلے مجھے پلصراط پر تلاش کرنا۔ عرض گزار ہوا کہ اگر پلصراط پر نہ پاؤں فرمایا (2) تو مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا۔ عرض گزار ہوا کہ اگر میزان پر بھی نہ پاؤں؟ فرمایا (3) تو پھر مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا کیونکہ اِن تینوں مقامات کے سوا میں اور کسی جگہ نہیں جاؤں گا۔ ﴿74﴾

﴿74﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 3 صفحہ 78-79 حدیث نمبر 5355، باب الحوض والشفاعۃ، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ۔

یہاں شفاعت سے مُراد خاص شفاعت ہے جو خاص غلاموں کی ہو گی۔ شفاعت عامہ تو ہر مومن کی ہو گی خیال رہے کہ حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک شفاعت مانگ کر ایمان، تقویٰ، حسن خاتمہ، قبر کے امتحان میں کامیابی سب کچھ مانگ لی کہ یہ چیزیں شفاعت خاصہ کی تمہیدیں ہیں۔ شعر۔ ؎

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی دو جہاں کی خیر
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

اس ایک کلمہ (میں شفاعت کروں گا) میں بہت سے وعدے ہیں تم ایمان پر جیو گے، تمہاری زندگی تقویٰ میں گزرے گی، تمہارا خاتمہ ایمان پر ہو گا، تمہاری خطائیں قابل معافی ہوں گی، تمہاری شفاعت میرے ذمّہ ہو گی کیونکہ کفر، حقوق العباد کی شفاعت نہیں ہو گی۔ آج بھی مسلمان روضہ ٔ اطہر پر عرض کرتے ہیں۔ یارسول اللہ (ﷺ) ہم آپ سے شفاعت کی بھیک مانگتے ہیں۔ یہ حدیث اس مانگنے کی اصل ہے معلوم ہوا کہ حضور (ﷺ) کسی سائل کو محروم نہیں کرتے۔ واما السائل فلا تنہر۔

حضور (ﷺ) سے اولاد مانگو، دین و دُنیا کی ہر نعمت مانگو جو مانگو گے پاؤ گے۔ وہاں سے محروم کوئی نہیں پھرتا۔ خیال رہے کہ قیامت میں ایک وقت تو وہ ہو گا جب سارا جہاں حضور (ﷺ) کو ڈھونڈیگا پھر وہ وقت آوے گا حضور ﷺ اپنے ایک ایک گنہگار کو ڈھونڈیں گے۔ شعر ؎

عزیز بچے کو ماں جس طرح تلاش کرے
خُدا گواہ یہ ہی حال آپ کا ہوگا!

؎ وہ لیں گے چھانٹ اپنے نام لیواؤں کو محشر میں
غضب کی بھیڑ میں انکی میں اس پہچان کے صدقے

ایک حدیث تین باتیں

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا سوال غالباً پہلے وقت کے متعلق ہے کبھی ایسا بھی ہو گا کہ گنہگار حضور (ﷺ) کو اور غمخوار محبوب اپنے گنہگار کو تلاش کریں گے دو طرفہ تلاش ہو گی۔ حضور (ﷺ) پلصراط کے کنارے پر کھڑے ہوں گے تاکہ گرتوں کو سہارادیں۔ شعر ؎

سیس پہ گٹھڑی ڈگر گھائل میرے پاؤں
پیارے تمہیں سنبھالیو جب ڈگمگ میں ہو جاؤں

حضور (ﷺ) میزان پر اپنی امت کے عمل کا وزن اپنے اہتمام سے کرائیں گے کہ اگر کسی اُمتی کی نیکیاں ہلکی ہوں اور وہ دوزخ میں لے جایا جانے لگیں گے تو اپنا کوئی عمل اپنا قدم رکھ کر شفاعت فرما کر اس کی نیکیاں وزنی کرادیں۔ دوزخ سے بچالیں گے کیونکہ حضور (ﷺ) کے اعمال کا وزن نہ ہو گا۔

سبحان اللہ کیا پیارا سوال (یعنی میزان کے پاس نہ پاؤں) یعنی آپ کو اس دن ایک جگہ تو مستقل قرار ہو گا نہیں کبھی ان مجرموں کے پاس کبھی دوسروں کے پاس۔

کوئی قریب ترازو کوئی لب کوثر
کوئی صراط پہ ان کو پکارتا ہو گا
کسی طرف سے سدا آئیگی حضور (ﷺ) آؤ
نہیں تو دم میں غریبوں فیصلہ ہو گا
کوئی کہے گا دوہائی یا رسول اللہ (ﷺ)
تو کوئی تھام کے دامن مچل رہا ہو گا

غرضکہ ایک جان اور فکر جہان۔ اللھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم۔

تو اگر آپ (ﷺ) میزان پر نہ ملیں تو پھر کہاں تلاش کروں (فرمایا حوض کے پاس تلاش

کرنا) غالباً یہاں حوض سے مراد حوض کوثر کی وہ نہر ہے جو میدانِ حشر میں ہو گی۔ اصل حوض کوثر تو جنت میں ہے محشر میں پیاسے پانی پئیں گے حضور (ﷺ) اپنے اہتمام سے انہیں پلوائیں گے یہاں وہ ہی موجود گی مراد ہے۔

اس حدیث کے متعلق چار باتیں خیال میں رکھو ایک یہ کہ حضور ﷺ خصوصی شفاعت کے اوقات میں ان تین جگہ ہوں گے ورنہ عمومی شفاعت کی جگہ تو مقام محمود ہے۔ رب فرماتا ہے ۔عسٰی ان یبعثك ربك مقاما محمودا۔ حاکم کا مقام مقدمات کے وقت کچہری ہوتا ہے۔ کھانے وغیرہ کے وقت گھر، نماز کے وقت مسجد۔

لہٰذا یہ حدیث نہ تو قرآن مجید کے خلاف ہے نہ دوسری احادیث کے۔ دوسرے یہ یہاں تین مقاموں کا ذکر وہاں کی ترتیب کے مطابق نہیں۔ کیونکہ میزان پہلے ہے حوض کی نہر اس سے آگے، پلصراط اس کے آگے۔ تیسرے یہ کہ حضور (ﷺ) کی شفاعت سے ہمارے نیک اعمال ایسے بھاری ہو جائیں گے جیسے روئی پانی میں بھیگ کر وزنی ہو جاتی ہے۔ چوتھے یہ کہ یہ حدیث اس حدیث حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے خلاف نہیں کہ حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ ان تین مقام پر کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا وہاں عام شوہروں کا ذکر ہے نہ حضور انور۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ [75]

---

[75] مرآۃ المناجیح، جلد 7 صفحہ 458-460

تین چیزوں کی حفاظت کرو

عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : ثَلٰثٌ مَنْ حَفِظَهُنَّ فَهُوَ وَلِيٌّ حَقًّا وَمَنْ ضَيَّعَهُنَّ فَهُوَ عَدُوٌّ حَقًّا، الصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالْجَنَابَةُ۔

⏮ایک حدیث تین باتیں⏭

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ہیں کہ جو انکی حفاظت کرے وہ سچا ولی ہے اور جو انہیں ضائع کرے وہ پکا دشمن (1) نماز (2) روزے (3) اور غسل جنابت۔ [76]

---

[76] جامع الاحادیث، جلد 2 صفحہ 318 حدیث نمبر 484

دین کی عزت کے لئے تین چیزوں سے بچو

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّکْرِمَ دِیْنَہٗ فَلَا یَدْخُلُ عَلَی السُّلْطَانِ وَلَا یَخْلُوَنَّ بِالنِّسْوَانِ وَلَا یُخَاصِمَنَّ اَصْحَابَ الْاَھْوَاءِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص اپنے دین کی عزت افزائی کرنا چاہتا ہو (1) وہ کسی حکمران کے پاس نہ جائے اور (2) تنہائی میں عورتوں کے پاس موجود نہ ہو اور (3) بد عقیدہ لوگوں کے ساتھ بحث ومباحثہ نہ کرے۔ [77]

---

[77] سنن دارمی، جلد 1 صفحہ 150، حدیث 309، المقدمۃ، باب 29

کونسے عمل زیادہ محبوب؟

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَلصَّلٰوۃُ لِوَقْتِھَا قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِھِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّہٗ لَزَادَنِیْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل زیادہ محبوب ہے آپ نے فرمایا

ایک حدیث تین باتیں

(1) وقت مقررہ پر نماز ادا کرنا۔ میں نے دوسرا سوال کیا کہ اس کے بعد تو آپ نے فرمایا (2) والدین کے ساتھ حسن سلوک، میں نے ایک اور سوال کیا اس کے بعد تو آپ نے فرمایا (3) جہاد فی سبیل اللہ۔ راوی حدیث فرماتے ہیں کہ میں نے یہی باتیں معلوم کیں اگر میں کچھ اور بھی معلوم کرتا تو آپ کچھ اور بھی فرماتے۔ [78]

[78] مشکوٰۃ شریف، جلد 1 صفحہ 126 حدیث نمبر 522، کتاب الصلوٰۃ، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یعنی ہمیشہ نمازیں وقت پر ادا کرنا۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ایمان کے بعد نماز کا درجہ ہے انکی دلیل یہی حدیث ہے جن روایتوں میں جہاد کو نماز سے پہلے بیان کیا گیا وہ بعض ہنگامی حالات میں ہے جب جہاد فرض عین ہو چکا ہو اور دشمن کی یلغار بڑھ گئی ہو ورنہ ظاہر ہے کہ جہاد نماز ہی کے لئے ہوتا ہے یا یوں کہا جائے یا سائلین کے لحاظ سے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جواب مختلف ہوئے کسی کیلئے جہاد افضل تھا کسی کیلئے غریبوں کو کھانا کھلانا کسی کے لئے زبان کی حفاظت کسی کیلئے چھپ کر خیرات۔ لہٰذا احادیث متعارض نہیں۔ یہ ترتیب سیدنا ابو مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حال کے لحاظ سے ہے ورنہ بعض روایات میں اس کے برعکس بھی آیا ہے۔ یعنی میں نے سوال ہی اتنے کئے۔ خیال رہے کہ ماں باپ کی خدمت کو نماز سے بہت مناسبت ہے کہ نماز عبادت ہے اور یہ خدمت مرّبی کی اطاعت اسی لئے قرآن شریف میں اس خدمت کو عبادت کے ساتھ بیان فرمایا گیا۔ وقضی ربك الا تعبدوا الا ایه۔ [79]

[79] مراٰۃ المناجیع، جلد 1 صفحہ 363

تین لوگ جنت میں پہلے جائیں گے اور تین جہنم میں

ایک حدیث تین باتیں

عن ابی ھریرۃ رضیٰ اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ :عُرِضَ عَلَیَّ اَوَّلُ ثَلَاثَۃٍ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَ اَوَّلُ ثَلَاثَۃٍ یَدْخُلُوْنَ النَّارَ، فَاَمَّا اَوَّلُ ثَلَاثَۃٍ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ فَالشَّھِیْدُ وَعَبْدٌ مَّمْلُوْکٌ اَحْسَنَ عِبَادَۃَ رَبِّہٖ وَنَصَحَ لِسَیِّدِہٖ وَعَفِیْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْعَیَالٍ، وَاَمَّا اَوَّلُ ثَلٰثَۃٍ یَدْخُلُوْنَ النَّارَ فَامِیْرٌ مُّسَلِّطٌ، وَذُوْ ثَرْوَۃٍ مِنْ مَالٍ لَا یُؤَدِّیْ حَقَّ اللہِ فِیْ مَالِہٖ، وَفَقِیْرٌ فَخُوْرٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر پیش ہوا کہ تین لوگ جنت میں پہلے جائیں گے اور تین لوگ جہنم میں پہلے داخل کئے جائیں گے۔ جنت میں پہلے جانے والے تین شخص یہ ہوں گے (1) شہید (2) غلام جو اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتا تھا اور اپنے آقا کے حقوق بھی ادا کرتا تھا (3) اور عیال دار پاکدامن اور جہنم میں پہلے جانے والے تین شخص یہ ہوں گے (1) زبردستی حاکم بننے والا (2) مالدار زکوۃ نہ دینے والا (3) بدکار نادار [90]

---

[90] جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 160 حدیث نمبر 1296

مردوں کو دفن کرنے کی تین اوقات میں ممانعت

وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ثَلٰثُ سَاعَاتٍ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْھٰنَا اَنْ نُّصَلِّیَ فِیْھِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِیْھِنَّ مَوْتَانَا حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَۃً حَتّٰی تَرْتَفِعَ وَحِیْنَ یَقُوْمُ قَآئِمُ الظَّھِیْرَۃِ حَتّٰی تَمِیْلَ الشَّمْسُ وَحِیْنَ تَضَیَّفَ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰی تَغْرُبَ۔ (رَاوَہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو تین اوقات میں نماز پڑھنے اور قبر میں مُردوں کو دفن کرنے سے منع فرماتے تھے (1)

طلوع آفتاب کے وقت یہاں تک کہ ظاہر ہو (2) زوال آفتاب کے وقت یہاں تک کہ دن ڈھلنے لگے اور (3) اس وقت کہ سورج غروب ہونے کے لئے ڈھلنے لگے یہاں تک غروب ہو جائے۔ [91]

---

[91] مشکوٰۃ شریف، جلد1 صفحہ 220-221 حدیث نمبر973، باب اوقات النّہی، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ۔

تمام علماء کے نزدیک یہاں دفن سے مُراد نماز جنازہ ہے کیونکہ ان وقتوں میں دفن کرنے کو کوئی منع نہیں کرتا اور ان اوقات میں نماز جنازہ بھی جب ہی مکروہ ہو گی جبکہ جنازہ پہلے سے تیار ہو اور نماز میں دیر کیجائے لیکن اگر جنازہ آیا ہی اس وقت ہے تو نماز پڑھ لے۔اس سے پہلے پہلی حدیث میں فرماتے ہیں کہ یعنی جن وقتوں میں نماز منع ہے۔خیال رہے کہ تین وقت وہ ہیں جن میں فرض، نفل ہر نماز منع ہے۔ طلوع آفتاب۔

غروب اور نصف النہار (بیچ دوپہری) پانچ وقت وہ ہیں جن میں فرض جائز نفل منع، صبح صادق سے سورج نکلنے تک، نمازِ عصر کے بعد سے سورج ڈوبنے تک پھر آفتاب ڈوبنے کے بعد سے مغرب کے فرض پڑھنے تک۔ جمعہ کے خطبہ کے وقت عید کے دن نماز عید سے پہلے، یہ کراہیت ہر جگہ ہے مکہ معظّمہ میں بھی اور دیگر مقامات میں بھی۔ یہ حدیث گزشتہ حدیث (جس کی شرح کا کچھ حصہ اوپر گزر چکا ہے) کی تفسیر ہے وہاں طلوع و غروب سے مراد صرف نکلنا و ڈوبنا نہ تھا بلکہ اس سے بعد اور پہلے کا کچھ وقت بھی تھا۔ خیال رہے کہ ٹھیک دوپہر شریعت میں نماز شرعی گیارہ بجے ہوا اور نہار نجومی نصفوں کا فاصلہ ہے مثلاً آج نصف النہار شرعی گیارہ بجے ہوا اور نصف النہار نجومی پونے بارہ بجے تو

یہ پنتالیس (45) منٹ نیچ دوپہر ہیں ان میں نماز مکروہ شرعی دن پو پھٹنے سے شروع ہوتا ہے اور نجومی دن سورج چمکنے سے اور دونوں غروب آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں۔ [92]

[92] مراۃ المناجیح، جلد2 صفحہ 158-159

تین لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی

عن عطاء بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرسلا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ثَلٰثَۃٌ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْھُمْ صَلٰوۃً وَلَا تَصْعَدُ اِلَی السَّمَآءِ وَلَا تُجَاوِزُ رُؤُسَھُمْ، رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَھُمْ لَہٗ کَارِھُوْنَ وَرَجُلٌ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ وَلَمْ یُؤْمَرْ وَامْرَاۃٌ دَعَاھَا زَوْجُھَا مِنَ اللَّیْلِ فَاَبَتْ عَلَیْھَا۔

حضرت عطاء بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی آسمان پر نہیں جاتی اور سروں سے تجاوز نہیں کرتی (1) ایک وہ امام جس سے مقتدی ناراض ہوں (2) دوسرے وہ جس نے ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ پڑھی (3) تیسرے وہ عورت کہ شوہر نے اسے اپنے پاس رات کو بلایا اور اس نے انکار کر دیا۔ [93]

[93] جامع الاحادیث، جلد2 صفحہ 542 حدیث نمبر 810

علماء کی اقسام

قَالَ قَالَ اَبُوْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِیُّ الْعُلَمَاءُ ثَلَاثَۃٌ فَرَجُلٌ عَاشَ فِیْ عِلْمِہٖ وَعَاشَ مَعَہُ النَّاسُ فِیْہِ وَرَجُلٌ عَاشَ فِیْ عِلْمِہٖ وَلَمْ یَعِشْ مَعَہٗ فِیْہِ اَحَدٌ وَّرَجُلٌ عَاشَ النَّاسُ فِیْ عِلْمِہٖ وَکَانَ وَبَالًا عَلَیْہِ۔

ابو مسلم خولانی ارشاد فرماتے ہیں علماء تین طرح کے ہوتے ہیں (1) ایک وہ شخص جو اپنے علم میں زندگی بسر کرے اور اس کے ساتھ لوگ اس میں زندگی بسر

کریں (2) دوسرا وہ شخص جو اپنے علم میں زندگی بسر کرے اور اس کے ساتھ کوئی بھی اس میں زندگی بسر نہ کرے اور (3) تیسرا وہ شخص کہ لوگ اس کے علم میں زندگی بسر کریں اور اسکا وبال اس شخص پر ہو۔ ﴿94﴾

﴿94﴾ سنن دارمی، جلد 1 صفحہ 164، حدیث 373، المقدمۃ، باب 34

امیر کے ساتھ جہاد، امام کے پیچھے نماز نماز جنازہ

وَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْجِھَادُ وَاجِبٌ عَلَیْکُمْ مَعَ کُلِّ اَمِیْرٍ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرً وَاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ وَ الصَّلَاۃُ وَاجِبَۃٌ عَلَیْکُمْ خَلْفَ کُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا کَانَ اَوْفَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ وَالصَّلَاۃُ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا کَانَ اَوْفَاجِرً وَاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ۔ (رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (1) تم پر امیر کے ساتھ جہاد واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بدا گرچہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہو اور (2) نماز باجماعت واجب ہے ہر امام کے پیچھے خواہ وہ نیک ہو یا فاجرا گرچہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو اور (3) نماز (جنازہ) ہر مسلمان کیلئے واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا۔ ﴿95﴾

﴿95﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 1 صفحہ 238 حدیث نمبر 1057، باب الامامۃ، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کے لیے امیر شرط ہے لیکن امیر کے لیے قریشی یا متقی ہونا شرط نہیں ہر مسلمان امیر کے ماتحت جہاد جائز ہے یعنی اگر فاسق وفاجر امیر بن گیا ہو تو اس کیساتھ جہاد کرو۔ وہاں فاسق کو امام بنانا منع ہے دیکھو امام حسین (رضی اللہ

تعالیٰ عنہ) نے یزید کو امام نہ بنایا جان دے دی۔ لہٰذا ان کا وہ عمل اس حدیث کے خلاف نہیں۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ فاسق کو امام بنانا منع، لیکن اگر وہ امام بن چکا ہو تو اس کے پیچھے نماز جائز۔ اس مسئلے کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ خیال رہے کہ یہاں فاسق سے مُراد بد عمل ہے نہ کہ بدمذہب جیسے لہٰذا قادیانی، چکڑالوی، شیعہ امام کے پیچھے ہر گز نماز جائز نہیں۔ نیز اگر فاسق نماز میں کوئی ایسی بد عملی کر رہا ہو جس سے خود اس کی نماز مکروہ تحریمی ہو رہی ہے اس کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں جیسے کوئی سونا یا ریشم پہن کر یا داڑھی منڈائے، نیکّر پہنے، گھٹنا کھولے نماز پڑھائے کیونکہ جو نماز مکروہ تحریم فعل کے ساتھ ادا کی جائے اس کا لوٹانا واجب۔ یہاں حدیث میں فاسق سے مُراد وہ ہے جو نماز میں فسق نہ کر رہا ہو جیسے جھوٹا یا غیبت کرنے والا آدمی کہ وہ یہ جرم نماز میں نہیں کرتا۔۔۔ مسلمان میت کیسا ہی گنہگار ہو اس کا جنازہ ضرور پڑھا جائے گا۔ خیال رہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مقروض میت کا جنازہ نہ پڑھا تاکہ لوگ قرض سے بچیں مگر صحابہ سے پڑھوا دیا۔ آپ کا وہ عمل اس حدیث کے خلاف نہیں۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ چار شخصوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، ڈاکو جو مقابلے میں مارا جائے، ماں باپ کا قاتل جبکہ قصاص میں مارا جائے۔ خنّاق یعنی خفیہ طور پر لوگوں کا گلا گھونٹ کر مار دینے والا، باغی جو جنگ میں مارا جائے (درمختار) [96]

---

[96] مراۃ المناجیح، جلد 2 صفحہ 200

تین چیزوں کا حکم

عن عبداللہ بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم قَالَ:دخلنا علی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فَقَالَ:ما اختصنا رَسُوْلُ اللہِ صلَّی اللّٰہُ تَعالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بشیٔ دون الناس الا بثلث اشیاء اسباغ الوضوء، وان لا ناکل الصدقۃ، وان لا ننزی الحمر علی الخیل۔

ایک حدیث تین باتیں

حضرت عبد اللہ بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ ہمیں دیگر لوگوں کے مقابلہ میں خاص طور پر تین چیزوں کا حکم دیا (1) ہم وضو میں خوب مبالغہ کریں (2) صدقہ کا مال نہ کھائیں (3) گدھوں کی گھوڑیوں سے جفتی نہ کرائیں۔ [97]

---

[97] جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 172 حدیث نمبر 1322

جمعہ میں تین قسم کے لوگ

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْضُرُ الْجُمُعَۃَ ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ فَرَجُلٌ حَضَرَھَا بِلَغْوٍ فَذٰلِكَ حَظُّہٗ مِنْھَا وَرَجُلٌ حَضَرَھَا بِدُعَاءٍ فَھُوَ رَجُلٌ دَعَا اللّٰہَ اِنْ شَاءَ اَعْطَاہُ وَاِنْ شَاءَ مَنَعَہٗ وَرَجُلٌ حَضَرَھَا بِاِنْصَاتٍ وَسُکُوْتٍ وَلَمْ یَتَخَطَّ رَقَبَۃَ مُسْلِمٍ وَلَمْ یُؤْذِ اَحَدًا فَھِیَ کَفَّارَۃٌ اِلَی الْجُمُعَۃِ الَّتِیْ تَلِیْھَا وَزِیَادَۃُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ وَ ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا۔ (رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ نماز جمعہ میں تین قسم کے لوگ آتے ہیں (1) ایک تو وہ جو بیکار کاموں کے لیے آیا ہے تو اس کو اسکے مطابق حصہ ملے گا اور (2) ایک وہ جو دُعا کے لیے آیا اسنے اللہ سے دُعا کی تو اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو اسے دیگا ورنہ نہیں اور (3) ایک وہ شخص جو جمعہ کی نماز کے لیے آتا ہے اور خاموشی سے بیٹھ جاتا ہے نہ تو کسی کی گردن پھلانگتا ہے اور کسی کو ایذا نہیں دیتا ہے تو یہ عمل اسکے لیے متصل جمعہ تک کے لیے ہی نہیں بلکہ مزید تین

دن تک کیلئے کفارہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ایک نیکی کرے اس کے لیے دس گناہ اجر ہے۔ ﴿98﴾

﴿98﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 1 صفحہ 297 حدیث نمبر 1313، باب التنظیف والتبکیر، تیسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

بعض لوگ جمعہ میں محض شغل کے لئے جاتے ہیں اور مسجد و نماز کے آداب کا لحاظ نہیں رکھتے وہ بجائے ثواب کے گنہگار ہو کر لوٹتے ہیں۔ اس میں بہت صورتیں داخل ہیں۔ عورتیں کی تاک جھانک کرنے جوتا چرانے محض جلسہ و مجمع دیکھنے، مسجد میں دوستوں سے خوش گپیاں کرنے وغیرہ کے لئے وہاں جانا یا نمازی حکام سے عرض معروض کرنے کہ یہاں بآسانی ان سے ملاقات ہو جائے گی یا مالداروں سے بھیک مانگنے غرضکہ کسی فاسد نیت سے جمعہ میں جانا محرومی کا ذریعہ ہے (جملہ جس نے اللہ سے مانگی اگر چاہے دیدے چاہے منع کردے) یہ جملہ تصوف کی جڑ ہے کہ عبادات محض دعاؤں یا حاجت روائی یا مشکل کشائی کے لئے نہ کرو۔ رب کو راضی کرنے لے لئے کرو اگر اس کی رضا نصیب ہو گئی سب کچھ مل جائے گا۔ خیال رہے کہ خطبہ میں زبان سے دُعا مانگنا حرام ہے۔۔۔ ان لوگوں کی نیت صرف اطاعت اور عبادت ہے نہ کہ محض دُعا مانگنا یہ دُعا بھی مانگتے ہیں تو اس لئے کہ رب کا حکم ہے یہ لوگ بہت کامیاب لوٹتے ہیں۔ خیال رہے کہ یہاں انصاف اور سکوت علٰیحدہ معنیٰ میں ہے امام سے دور فقط خاموش رہے پاس والا بھی خاموش رہے اور سُنے بھی۔ ﴿99﴾

﴿99﴾ مراۃ المناجیح، جلد 2 صفحہ 339

عمروں کی زیادتی کے تین اسباب

ایک حدیث تین باتیں

عن ام المؤمنین عائشه الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنھا قَالَت:
قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: صلة الرحم، وحسن الخلق، وحسن الجوار یعمرن الدیار ویزدن فی الاعمار۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) صلہ رحمی (2) اور نیک خوئی (3) اور ہمسائے سے نیک سلوک شہروں کو آباد اور عمروں کو زیادہ کرتے ہیں۔ [100]

[100] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 144 حدیث نمبر 2239

مرنے کے بعد تین چیزوں کا فیض

عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ یَتْبَعُ الرَّجُلَ بَعْدَ مَوْتِہٖ ثَلَاثُ خِلَالٍ صَدَقَةٌ تَجْرِیْ بَعْدَہٗ وَصَلوٰۃُ وَلَدِہٖ عَلَیْہِ وَعِلْمٌ اَفْشَاہُ یُعْمَلُ بِہٖ بَعْدَہٗ۔

ابراہیم نخعی ارشاد فرماتے ہیں مرنے کے بعد تین چیزیں انسان تک پہنچتی ہیں (1) ایک وہ صدقہ جو اس کے بعد بھی جاری رہے (2) دوسرا اس کی اولاد کی اس کے بارے میں دعا اور (3) تیسرا وہ علم جسے اس نے پھیلایا ہو اور اس کے بعد بھی اس پر عمل ہوتا رہے۔ [101]

[101] سنن دارمی، جلد 1 صفحہ 209، حدیث 577، المقدمۃ، باب 46

عہد مبارک میں صدقہ فطر تین چیزوں سے

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قَالَ:لم تکن الصدقة علی عھد رَسُوْلُ اللہِ صلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الا التمر والزبیب والشعیر ولم تکن الحنطة۔

⏮ایک حدیث تین باتیں⏭

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صدقہ ء فطر (1) کھجور (2) منقی (3) اور جو سے دیا جاتا تھا اور گیہوں اس وقت عام مروج نہ تھا۔ ﴿102﴾

﴿102﴾ جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 194 حدیث نمبر 1368

قیامت کے جہنم سے گردن کا نکل کر تین شخصوں پر مسلط ہونا

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ يَقُولُ إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلٰثَةٍ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَّكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِينَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی دیکھنے والی اور دو کان ہوں گے سُننے والے اور ایک بولنے والی زبان ہو گی وہ کہے گا کہ مجھے تین شخصوں پر مقرر کیا گیا ہے (1) ہر اُس شخص پر جو سرکش اور ظالم ہو (2) ہر اُس شخص پر جو خُدا کے ساتھ دوسروں کی عبادت کرے اور (3) تصویریں بنانے والے پر۔ ﴿103﴾

﴿103﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 362 حدیث نمبر 4301، باب التصاویر، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یعنی پورا سر یا پورا جسم عذاب کے فرشتے کا یا آگ کا ایک حصہ بہ شکل سر، تیسرے معنی کچھ بعید سے ہیں یہ بڑا ہی خطرناک عذاب ہو گا یعنی ان تین قسم کے مجرموں کا عذاب میرے سپرد کیا گیا ہے جیسے بڑے سخت مجرم کے لیے حکومت دُرکی

جتھا مقرر کرتی ہے کہ بڑا مجرم ان کے حوالہ کیا جاتا ہے جو انھیں سخت سزا دیتا ہے لوگ اس جتھے کے نام سے ڈرتے ہیں۔ عنید وہ ظالم باغی شخص ہے جو جان بوجھ کر حق کا انکار کرے اس حدیث میں تصویر سازوں کیلئے انتہائی وعید ہے کہ ان کی سزا بت پرستوں کی سزا کے برابر کی گئی ہے خُدا کی پناہ۔ ﴿104﴾

﴿104﴾ مرآۃ المناجیع، جلد 6 صفحہ 205-206

امت میں تین کذاب

عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی، وانا خاتم النبیین لانبی بعدی۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) بیشک میری دعوت میں یا میری امت کے زمانہ میں تیس کذاب ہوں گے کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا (2) اور میں خاتم النبیین ہوں (3) کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ﴿105﴾

﴿105﴾ جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 450 حدیث نمبر 3320

مجاہد اور حاجی کی خدمت پر اجر وثواب

عن زید بن خالد الجھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَھَّزَ حَاجًّا اَوْ جَھَّزَ غَازِیًا اَوْ خَلَفَہٗ فِیْ اَھْلِہٖ اَوْفِطَّرَ صَائِمًا فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْءٌ۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) جس نے حاجی کو اور مجاہد کو زادِ راہ دیا (2)

انکے پیچھے انکے گھر والوں کی مدد کی یا (3) روزہ دار کو افطار کرایا تو اسکو انکے برابر ثواب ملے اور انکے ثواب میں کوئی کمی نہ ہو۔ ﴿106﴾

﴿106﴾ جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 254 حدیث نمبر 1477

غار میں پھنسنے والے تین آدمیوں کا واقعہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ یَتَمَاشَّوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا إِلَی غَارٍ فِی الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلَی فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ عَلَیْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ یَفْرُجُهَا فَقَالَ أَحَدُهُمْ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِی وَالِدَانِ شَیْخَانِ كَبِیرَانِ وَلِی صِبْیَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعَی عَلَیْهِمْ فَإِذَا أَرَحْتُ عَلَیْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَیَّ اَسْقَیْتُهُمَا قَبْلَ وَلَدِی وَإِنَّهُ قَدْ نَأَی بِیَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَیْتُ حَتَّی أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا وَأَكْرَهُ أَنْ اَبْدَاَ بِالصِّبْیَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْیَةُ یَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَیَّ فَلَمْ یَزَلْ ذَالِكَ دَأْبِی وَدَأْبَهُمْ حَتَّی طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّی فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَی مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتّٰی یَرَوْنَ السَّمَآءَ قَالَ الثَّانِی اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِیَ ابْنَةُ عَمٍّ أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدِّ مَا یُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ إِلَیْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتَّی اٰتِیَهَا بِمِائَةِ دِینَارٍ فَسَعِیْتُ حَتَّی جَمَعْتُ مِائَةَ دِینَارٍ فَلَقِیْتُهَا بِهَا فَلَمَّا وَقَعَدْتُ بَیْنَ رِجْلَیْهَا قَالَتْ یَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّی فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَّقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنِّی

ایک حدیث تین باتیں

كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ فَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرِاعِيَهَا فَجَآءَنِي فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِي وَاَعْطِنِي حَقِّي قُلْتُ اذْهَبْ إِلَى ذَالِكَ الْبَقَرِ وَرِاعِيهَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزِأُ بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا اَهْزِأُ بِكَ فَخُذْ ذَلِكَ الْبَقَرَ وَرِاعِيَهَا فَأَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین آدمی جارہے تھے کہ اُنھیں بارش نے آلیا تو وہ پہاڑ کی ایک غار میں چلے گئے پہاڑ سے لڑھک کر ایک بڑا سا پتھر اُس غار کے منہ پر آگیا اور اُن کا راستہ بند کر دیا۔ اُن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اپنے ایسے اعمال کو یاد کرو جو نیک نیتی سے خُدا کے لیے کئے ہوں اور اُن کے ذریعے سے خُدا سے دُعا کر شاید وہ اِسے ہٹا دے اُن میں سے ایک نے کہا۔ اے اللہ ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ میں بکریاں چراتا تھا جب شام کو اُنکے پاس آتا اُن کا دودھ نکالتا اور بچوں سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا تھا۔ ایک درخت نے ایک روز مجھے دیر کر دی اور میں شام کو لوٹا تو وہ دونوں سو چکے تھے میں نے حسب معمول دودھ دوہا۔ میں دودھ لے کر اُن کے سرہانے کھڑا ہو گیا اُنھیں جگانا پسند نہ کیا اور نہ اُن سے پہلے بچوں کو پلانا بھی مجھے پسند نہ آیا جبکہ میرے بچے میرے قدموں میں چلّاتے رہے۔ میری اور اُن کی صبح تک یہی حالت رہی۔ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے محض تیری رضا کے لیے کیا تو ہمیں اِتنا راستہ عطا فرما کہ ہم آسمان کو دیکھ لیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اتنا راستہ کھول دیا کہ اُنھوں نے آسمان دیکھ لیا۔ دوسرے نے کہا۔ اے اللہ ! میرے چچا کی بیٹی تھی جس سے میں محبت کرتا اِس سے

بھی زیادہ جتنی مرد عورتوں سے کرتے ہیں۔ میں نے اُس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو اُس نے انکار کردیا یہاں تک کہ میں اُسے سو دینار دوں۔ میں نے کوشش کر کے سو دینار جمع کیئے اور اُس سے ملا۔ جب میں اُس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو اُس نے کہا۔ اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مہر کو نہ کھول۔ میں اُسے چھوڑ کر کھڑا ہوگیا۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ ایسا میں نے تیری رضا کے لیے کیا تو ہمارا راستہ کھول دے پس کچھ راستہ اور کھل گیا۔ تیسرے نے کہا اے اللہ! میں نے ایک فرق چاولوں کے بدلے ایک آدمی کو مزدوری پر لگایا۔ کام پورا کرنے پر اُس نے کہا کہ میرا حق دو میں نے اُس کا حق سامنے رکھا تو وہ چھوڑ کر چلا گیا۔ میں برابر اُس سے زراعت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس سے گائیں اور چرواہے جمع ہوگئے۔ وہ میرے پاس آیا اور کہا کہ اللہ سے ڈرو، مجھ پر ظلم نہ کرو اور میرا حق دو۔ میں نے کہا کہ اِن گایوں اور چرواہوں کی طرف جاؤ۔ اُس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور مجھ سے مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کرتا۔ یہ گائیں اور چرواہے لے لو۔ چنانچہ وہ اُنھیں لے کر چلا گیا۔ اگر تُو جانتا ہے کہ میں ایسا صرف تیری رضا کے لیے کیا تھا تو باقی راستہ بھی کھول دے پس اللہ تعالیٰ نے اُن کا راستہ کھول دیا۔ (یہ واقعہ بخاری شریف میں بھی موجود ہے) [107]

---

[107] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 447-448 حدیث نمبر 4719، باب البر والصلۃ، تیسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اپنے نیک اعمال کے توسل سے دُعا کرنا چاہیے کہ یہ بھی ذریعہ قبولیت ہے اور جس کے پاس اپنی نیکیاں نہ ہوں جیسے ہم گنہگار تو وہ مقبول بندوں کی نیکیوں کے توسل سے دُعا کریں جیسے ہم کہیں کہ خُدایا حضور محمد مصطفےٰ ﷺ کے مقبول سجدوں کا توسل، حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی پیاری شہادت کا صدقہ، حضور

ایک حدیث تین باتیں

غوث پاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اطاعتوں کا طفیل ہم کو اچھا خاتمہ اور تقویٰ توفیق دے۔ان کے نیک اعمال یقیناً مقبول ہیں۔

یعنی ماں باپ بوڑھے تھے بچے چھوٹے ، دونوں کمزور تھے میری خدمت کے حاجت مند ان سب کا میں ہی کفیل تھا۔ معلوم ہوا کہ بوڑھے ماں باپ کو اپنی چھوٹی اولاد پر ترجیح دینا بھی نیکی ہے کہ پہلے ان کی خدمت کرے بعد میں بچوں کو سنبھالے۔۔۔یعنی اپنی بکریاں چرانے کیلئے مجھے دور جانا پڑا قریب میں مجھے کوئی درخت نہ ملا جس کے پتے جھاڑ کر بکریاں چراؤں اس لیے گھر دیر میں لوٹا یعنی میں جنگل سے رات گئے واپس ہوا پھر دودھ دھوتے ہوئے دیر ہوئی دودھ گرم کرنے میں اور وقت لگا حتی کہ جب میں والدین کے پاس لاتا تو وہ سو چکے تھے یا یہ مطلب ہے کہ میرے آتے وقت ہی وہ سو چکے تھے اگر جاگتے ہوتے تو انھیں جلدی دھو کر پلادیتا۔۔۔خیال رہے کہ یہ بچوں پر ظلم نہیں بلکہ ماں باپ کا احترام ہے بوڑھے ماں باپ بھی بچوں کی طرح ہی ہو جاتے ہیں جو انھیں تکلیف دے تو اس کی اولاد اس کے بڑھاپے میں اس کو ایذا دے دے گی یہ خدمت یا ایذا رسانی نقد سودا ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے (مرقات) صبح کو وہ اُٹھے تو میں نے پہلے انھیں دودھ پلایا پھر بچوں کو دیا۔ظاہر یہ ہے کہ یہ شخص رات بھر کھڑا رہا بچے کچھ دیر چیخ چلا کر سو گئے ہو سکتا ہے کہ بچے بار بار سوتے جاگتے رہے ہوں والدین سوتے رہے ہوں یہ کھڑا رہا ہو۔اس عرض و معروض میں رب کے علم میں تردد نہیں بلکہ اپنے اخلاص میں تردد ہے یعنی اگر میرے دل میں اخلاص ہو گا تب تو جانتا ہی ہو گا کیونکہ اس بند غار میں ہمارا دل گھٹ رہا ہے اس بیکسی بے دردی میں تو ہی ہمارا والی وارث ہے اس طرح کہ پتھر میں قوی جنبش پیدا ہوئی اور وہ خود بخود سرک گیا یا کسی فرشتے نے کام کیا بہ ہر حال رب تعالیٰ نے ان کی دستگیری کی۔

(دوسرے شخص کی محبت) یہ محبت چچازاد بہن ہونے کی نہ تھی بلکہ میں اس کا عاشق ہوگیا تھا عشق بھی شہوت کا تھانہ وہ عشق مجازی جو عشق حقیقی کا ذریعہ ہے۔۔۔یہاں طلب ہی ارسال کے معنی ہیں اسی لئے بعد میں ایسا ارشاد ہوا یعنی میں نے اسے کہلا بھیجا کہ تو اپنی ذات میرے حوالے کردے زنا کے لئے (مرقات) یعنی اس نے زنا کرانے کی اُجرت سو اشرفیاں مانگیں اسی اُجرت کو خرچی کہتے ہیں۔ اس طرح کہ میں نے اسے سو اشرفیاں کما کردے دیں اس نے اپنا نفس مجھے حوالہ کر دیا اور ہم دونوں تنہائی میں جمع ہوگئے اور زنا کیلئے بالکل تیار ہوگئے (پھر لڑکی گویا ہوئی) یعنی میں کنواری بھی ہوں پارسا بھی، ابھی تک نہ خاوند کے پاس گئی نہ کسی اجنبی کے پاس۔ مہر سے مراد پردہ بکارت ہے جو پہلی سمت پر ٹوٹتا ہے یعنی مجھ سے زنا نہ کر رب یہاں بھی دیکھ رہا ہے۔گناہ نہ کرنا بھی کمال ہے مگر نازک حالات میں گناہ سے ہٹ جانا بڑا کمال (پھر) میں نے اپنی دی ہوئی نقدی بھی واپس نہ لی اسے بطور صدقہ اس کو دیدی۔ یہ اشرفیاں عورت کیلئے ابھی حرام تھیں اب حلال ہوگئیں۔ یہ ہے انقلاب حقیقت۔ چنانچہ اب اتنی کشادگی ہوگئی کہ دھوپ بھی غار میں آنے لگی مگر ابھی اتنی کشادگی نہیں ہوئی کہ یہ لوگ نکل سکتے۔اس لیے تیسرا بولا۔فرق اس پیمانہ کا نام ہے جس میں سولہ رطل یعنی قریباً آٹھ سیر دانہ سماتا ہے یعنی میں نے اسے آٹھ سیر دہان (منجی) کے عوض مزدور رکھا۔۔۔مزدور نے اپنی مزدوری مانگی میں نے پیش کردی مگر کسی وجہ سے اس نے مزدوری دھان پر قبضہ نہ کیا اور غائب ہوگا (پھر) اس طرح کہ وہ کئی سال تک نہ آیا میں اس زمانہ میں اسی کے دہان بوتا کاٹتا رہا ہر سال وہ بڑھتے رہے حتی کہ چند سالوں میں اس کا مال بہت بڑھ گیا۔ بیل اور غلام بھی اس آمدن سے خرید لیے گئے۔اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے مال کو فضول آدمی تجارت میں لگا کر بڑھادے تو جائز ہے اس میں گناہ نہیں۔ حضور ﷺ نے ایک صحابی کو ایک دینار بکری کو

ایک حدیث تین باتیں

دو دینار میں فروخت کردی پھر ایک دینار میں دوسری بکری خریدی پھر دینار اور بکری حضور (ﷺ) کی بارگاہ میں لائے سرکار نے اس عمل پر ناراضی نہ فرمائی بلکہ ان کے لئے دُعاءِ برکت کی (مرقات) اس سے بہت سے مسائل مستنبط ہوسکتے ہیں۔

1) مسجد، یتیم اور غائب آدمی کا متولی ان کا متولی ان کے مال کو تجارت میں لگا سکتا ہے۔
اس صورت میں سارا نفع مالک ہی کا ہوگا کام کرنے والے کو اس کا کچھ نہ ملے گا۔

2) اس صورت میں یہ متولی اُجرت نہ پائے گا کیونکہ مالک نے اسے اس کام کا حکم نہ دیا تھا۔

3) ماں باپ کی خدمت، پاک دامنی اور خدمت خلق اعلیٰ درجہ کی نیکیاں ہیں۔

4)
فی زمانہ حکومتیں اپنے ملازمین کی تنخواہ سے کچھ فنڈ کاٹتی ہیں ملازمت سے الگ رہنے پر یہ جمع شدہ رقم مع زیادتی دیتی ہیں یہ سود نہیں ملازم کے لیے حلال ہے کیونکہ ملازم قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے اس فنڈ کی رقم کا مالک قابض نہ بنا۔ لہٰذا وہ رقم دین نہیں یہ نفع سود۔ حکومت اس فنڈ سے تجارت کرتی ہے اس تجارتی نفع سے اس ملازم کو دیتی ہے اس عمل کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ (پھر وہ شخص کئی سالوں کے بعد آکر اپنی مزدوری طلب کرتا ہے تو یہ شخص سب چیزیں دے دیتا ہے) وہ سمجھا کہ میری مزدوری چند سیر دھان تھے یہ اتنی زیادہ دولت پیش کر رہا ہے مجھ سے دل لگی کر رہا ہے۔

بعض روایات میں کہ اسے دس ہزار درہم دیئے یا تو یہ مال اس قیمت کا تھا یا یہ نقدی بھی اس تمام مال کے ساتھ تھی نیک نیتی کی برکت سے یہ کثرت ہوئی۔ اس حدیث سے

ایک حدیث تین باتیں

جہاں اور مسائل معلوم ہوئے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ کرامات اولیاء حق ہے اور حضرات اولیاء مقبول الدّعا ہوتے ہیں۔ یہ تینوں اس زمانہ کے اولیاء تھے (مرقات) حدیث شریف میں ہے کہ مظلوم کی بددُعا سے بچو اگرچہ کافر ہی ہو کہ مظلوم کی بددُعا رائگاں نہیں جاتی اس کی نفیس تحقیق مرقات میں دیکھو۔ [108]

---

[108] مرآۃ المناجیح، ج6 ص539 تا 534

علامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی مجددی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک اور خدا کے خوف سے گناہوں کو چھوڑ دینا اور مزدور کی مزدوری کو اس طرح ادا کرنا کہ مزدور کا دل خوش ہو جائے اور اس کی مزدوری کی حفاظت کر کے اس کو بڑھا دینا یہ سب وہ نیکیاں ہیں کہ آخرت میں تو ان کا اجر عظیم ضرور ہی ملے گا مگر دنیا میں بھی اس کا ثمرہ اور پھل ملتا ہے کہ انہی نیکیوں کے طفیل میں ان تینوں کی دعائیں مقبول ہو گئیں اور ناامیدی کے باوجود ان تینوں کی سلامتی اور نجات کا سامان اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس طرح کر دیا کہ لوگ اس کو سوچ بھی نہیں سکتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کو دُعاء میں وسیلہ بنانا ثابت ہو گیا تو خواہ دُعاء مانگنے والے کے اعمال صالحہ ہوں یا دوسرے بزرگوں کے اعمال صالحہ ہوں ہر ایک کو دعاء میں وسیلہ بنا سکتے ہیں۔ مثلاً یوں کہے کہ یااللہ! میری فلاں نیکی کے وسیلہ سے میری مصیبت کو دور فرما دے یا یوں دعا مانگے کہ یااللہ! حضرت غوثِ پاک کی عبادتوں کے وسیلہ سے میری مصیبت کو ٹال دے۔ دونوں طریقوں سے دُعا مانگی جاسکتی ہے کیونکہ اعمالِ صالحہ کو دعاؤں میں وسیلہ بنانا حدیث سے ثابت ہے۔

قرآن مجید میں بھی ہے۔ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار میں تم لوگ وسیلہ طلب کرو۔اس آیت نے فیصلہ کردیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعاء مانگنے والا اپنے اعمالِ صالحہ کو وسیلہ بنائے یا بزرگوں کے اعمالِ صالحہ کو وسیلہ بنائے یا اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی ذات کو وسیلہ بنائے سب جائز ہے اور سب دعاء کی مقبولیت کا سبب ہے، جو قرآن و حدیث اور سلفِ صالحین کے عمل سے ثابت ہے اور یہی اہلسنت و جماعت کا مذہب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ﴿109﴾

﴿109﴾ جواہر الحدیث، صفحہ 67

ملتے وقت جھکنے سے ممانعت

عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رجل :یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! الرجل منا یلقی اخاہ او صدیقہ، اینحنی لہ؟ قَالَ:لا،قَالَ:افیستلزمہ ویقبلہ؟ قَالَ:لا، قَالَ:فیاخذ بیدہ ویصافحہ؟قَالَ:نعم۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ ! (1) ہم میں کوئی آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لئے جھکے ؟ فرمایا : نہ (2) عرض کی ! اسے گلے لگائے اور پیار کرے ؟ فرمایا : نہ (3) عرض کی : اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے ؟ فرمایا ہاں۔ ﴿110﴾

﴿110﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 48-49 حدیث نمبر 2059

جہاد کے ارادے سے نکلنے والا اگر مرجائے تو ثواب کا مستحق

⏮ایک حدیث تین باتیں⏭

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَجْرٌ الْغَازِی،وَالْحَاجُّ،وَالْمُعْتَمِرُاِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادہ سے نکلااور پھر راستہ میں انتقال کر گیااسے (1) مجاہد (2) حاجی (3) حج یا عمرہ کرنے والے کی طرح قیامت تک ثواب ملتا رہے گا۔ ﴿111﴾

﴿111﴾ جامع الاحادیث، جلد3 صفحہ 251 حدیث نمبر1468

جنتی تین ہیں

وَعَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ أَہْلُ الْجَنَّۃِ ثَلٰثَۃٌ ذُوْ سُلْطَانٍ مُّقْسِطٌ مُّتَصَدِّقٌ مُّوَفَّقٌ وَّرَجُلٌ رَحِیْمٌ رَّقِیْقُ الْقَلْبِ لِکُلِّ ذِیْ قُرْبٰی وَمُسْلِمٍ وَّعَفِیْفٌ مُّتَعَفِّفٌ ذُوْ عِیَالٍ وَّأَہْلُ النَّارِ خَمْسَۃٌ الضَّعِیْفُ الَّذِیْ لَا زَبْرَ لَہُ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْکُمْ تَبَعٌ لَّا یَبْغُوْنَ أَھْلًا وَّلَا مَالًا وَّالْخَآئِنُ الَّذِیْ لَا یَخْفٰی لَہٗ طَمَعٌ وَّإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَہٗ وَرَجُلٌ لَّا یُصْبِحُ وَلَا یُمْسِیْ إِلَّا وَھُوَ یُخَادِعُکَ عَنْ أَھْلِکَ وَمَالِکَ وَذَکَرَ الْبُخْلَ وَالْکَذِبَ وَالشِّنْظِیْرُ الْفَحَّاشُ ۔(رَاوَہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتی تین ہیں (1)ایک حاکم جو انصاف کرنے والاخیرات کرنے والا اور نیکی کی توفیق والا ہو(2)دوسرا رحم دل آدمی جو ہر ایک رشتہ دار اور ہر مسلمان کے لیے نرم دل ہو(3) تیسرا پاک دامن جو عیال دار ہوکر سوال کرنے سے بچے۔ جہنمی پانچ ہیں ایک وہ کمزور رائے جن کا کوئی مقصد حیات نہیں تمہارے درمیان

رہیں تو تابع ہو کر رہیں نہ بیوی بچوں کی تمنا اور نہ مال کی۔ دوسرا وہ خائن کہ کوئی طمع اُس سے پوشیدہ نہ ہو معمولی چیزوں میں بھی خیانت کرتا ہے تیسرا وہ آدمی جو ہر صبح و شام کو تمہیں تمہارے بال بچوں اور مال میں دھوکا دے نیز بخل، جھوٹ اور بد خلق فحش گو کا ذکر کیا۔ (112)

---

(112) مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 452 حدیث نمبر 4741، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

میری امت میں تین قسم کے لوگ یقیناً جنتی ہیں یعنی جسے اللہ حکومت بھی دے تو وہ لوگوں کے ساتھ بھلائی اور سلوک کرے اسے خیر کرنے خیرات کرنے کی توفیق ملے کہ حاکم درست ہو جانے سے رعایا خود درست ہو جاتی ہے۔ (دوسرا) عوام مسلمانوں پر عموماً اور اپنے عزیز قرابت داروں پر خصوصاً مہربان ہو۔ (تیسرا) وہ مسلمان جو باوجود عیالدار ہونے کے کسی سے بھیک نہ مانگے گناہ کے قریب نہ جاوے۔

(جہنمی ایک وہ جس کی اپنی رائے نہ ہو) اس میں اتنی عقل نہ ہو جو اسے برائیوں سے بچائے کبھی آخرت کے نفع نقصان کو سوچتا ہی نہ ہو جانوروں کی طرف کھانے عیش کرنے کی فکر میں لگا رہے یعنی حلال بیوی رکھتے نہیں حلال روزی کھاتے نہیں محنت سے جی چراتے ہیں غیر عورتوں پر نظر حرام رکھتے ہیں۔ غیروں کا مال ناجائز طور کھانے کے درپے رہتے ہیں یہ لوگ نرے دوزخی ہیں (دوسرا جسے) ۔۔۔ خیانت کرنے کی عادت ہو گئی معمولی چیز، حقیر سی امانت میں خیانت کرنے سے باز نہیں رہتا یعنی وہ گنہگار بھی ہو ذلیل طبعیت والا بھی۔ یہ بھی دوزخی ہے یہ عادات خالص دوزخیوں کے ہیں (تیسرا وہ جو) ۔۔۔ دھوکہ دینے کا عادی ہو چکا ہو تم سے جب بھی کلام یا کوئی معاملہ کرے دھوکہ ہی دے یہ بھی دوزخی ہے۔ چونکہ راوی کو حضور ﷺ کے وہ الفاظ طیبہ یاد نہ رہے جو

حضور (ﷺ) نے بخل اور جھوٹ کے متعلق فرمائے اس لئے راوی نے اس طرح بیان کیا اگر اسے الفاظ یاد ہوتے تو باقاعدہ بطریق روایت ارشاد کرتے (الخ) [113]

[113] مرأۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 553-554

ہر کھیل حرام ہے سوائے تین چیزوں کے

عن عقبة بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کل شئ یلھوبه الرجل باطل الارمح بقوسه، وتأیبه فرسه، وملاعبته امراته، فانھن من الحق۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر کھیل حرام ہے مگر (1) تیر اندازی سیکھنا (2) گھوڑے کو سدھانا (3) اور اپنی عورت سے کھیلنا کہ یہ سب جائز ہے۔ [114]

[114] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 104 حدیث نمبر 2179

تین اشیاء میں نحوست

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِیهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّؤْمُ فِی ثَلَاثَةٍ الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ۔

سیدنا حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا تین اشیاء کی وجہ سے شومی اور نحوست ہوتی ہے (1) عورت (2) گھوڑے اور (3) گھر میں۔ [115]

[115] سنن نسائی، جلد 2 صفحہ 537 حدیث نمبر 3600، باب شوم الخیل

صاحب مترجم نسائی شریف لکھتے ہیں۔

گھوڑے کی شومی اور نحوست یہ ہے کہ وہ عیب دار ہو اور نقصان دہ ہو یعنی کاٹے یا لات مارے اور عورت کی شومی اور نقص یہ ہے کہ وہ زبان دراز اور بد خلق ہو اور گھر کی بد قسمتی اور شومی یہ ہے کہ وہ اچھے پڑوس میں نہ ہو یا وہ سخت دھوپ اور سخت سردی و برسات وغیرہ ہو اور اس میں آرام و سکون نہ ہو۔ ﴿116﴾

﴿116﴾ حاشیہ سنن نسائی، جلد 2 صفحہ 537

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

عورت کی نحوست اس کا بانجھ ہونا خاوند کا نافرمان ہونا گھر میں لڑائی رکھنا ہے۔ گھوڑے کی نحوست اس کا اڑیل ہونا سرکش ہونا ہے کہ مالک کو سواری نہ دے یوں ہی گھر کی نحوست یہ ہے کہ مسجد سے دور ہو وہاں آذان کی آواز نہ آتی ہو اور نہ وہاں ذکر اللہ ہوتا ہو۔ ﴿117﴾

﴿117﴾ مراۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 263

علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

نحوست کسی چیز میں نہیں۔۔۔۔۔۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو گھر اور عورت میں اور گھوڑے میں ہوتی۔ بعض لوگوں نے یہ تاویل کی ہے۔ عورت کی نحوستی یہ ہے کہ وہ بانجھ ہو اس کا مہر بہت ہو، بد خلق ہو۔ ﴿118﴾

﴿118﴾ نزھۃ القاری، جلد 8 صفحہ 35

بہتر وہ جو دُنیا اور آخرت سے حصہ لے

عن انس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلَّى اللهُ تعالىٰ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: لَيْسَ بِخَيْرِ كُمْ مَنْ تَرَكَ دُنْيَاهُ الاخِرَتِهٖ وَلَا اٰخِرَتَهٗ

لِدُنْيَاهُ حَتّٰى يُصِيبَ مِنْهُمَا جَمِيعًا. فَإِنَّ الدُّنْيَا بَلَاغٌ إِلَى الْآخِرَةِ. وَلَا تَكُونُوا كَلًّا عَلَى النَّاسِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) تمہارا بہتر وہ نہیں جو اپنی دنیا آخرت کیلئے چھوڑ دے (2) اور نہ جو اپنی آخرت دنیا کے لئے چھوڑ دے (3) بہتر وہ ہے جو دونوں سے حصہ لے کہ دُنیا آخرت کا وسیلہ ہے۔ اپنا بوجھ دوسروں پر ڈال کر نہ بیٹھے رہو۔ [119]

---

[119] جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 385 حدیث نمبر 1657

تین باتوں کے باعث اہل عرب سے محبت

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ لِأَنِّي عَرَبِيٌّ وَالْقُراٰنُ عَرَبِيٌّ وَكَلَامَ أَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ ۔(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتوں کے باعث اہل عرب سے محبت رکھو کیونکہ (1) میں عربی ہوں (2) قرآن مجید عربی میں ہے اور (3) اہل جنت کی زبان عربی ہو گی۔ [120]

---

[120] مشکوٰۃ شریف، جلد 3 صفحہ 219 حدیث نمبر 5751، باب مناقب قریش وذکر القبائل، تیسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

عرب سے مراد عرب کے مومنین ہیں کفار عرب اور عرب کے یہودی و نصاریٰ سے نفرت وعداوت ضروری ہے کہ یہ نفرت ان کے کفر سے ہے نہ کہ عربی ہونے سے۔ مومنین عرب ہمارے سروں کے تاج ہیں کہ حضور ﷺ کے پڑوسی

ہیں۔ یہاں مرقات میں فرمایا کہ حضور ﷺ عربی، قرآن مجید عربی، جنتیوں کی زبان عربی۔ قبر کا حساب عربی زبان میں ہے۔ عربی زبان تمام زبانوں سے زیادہ فصیح زیادہ مختصر ہے۔ عرب نے حضور (ﷺ) سے شریعت لی ہم کو پہنچائی۔ انہوں نے ہی کفار سے اولاً جہاد کیئے انہوں نے ہی حضور (ﷺ) کے اقوال و اعمال دیکھے اور سُنے۔ وہ اسلام کی اصل ہیں انہوں نے ہی اطراف و عالم میں اسلام پھیلایا۔ بدر و حنین بلکہ یرموک اور قادسیہ وغیرہ غزوہ انہوں نے ہی جیتے۔ وہ حضرت اسمٰعیل (علیہ السلام) کی اولاد ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کی زبان عربی نہیں ہوگی (مرقات) یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن وہ ہے جو عربی میں ہے۔ اس کے ترجمے قرآن نہیں نہ ان کی تلاوت نماز میں درست۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جو قرآن حضور (ﷺ) کو سنایا وہ عربی تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مرتے ہی سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے اس لئے قبر و حشر کے سارے کاروبار عربی میں ہوں گے اہل جنت کی زبان عربی ہی رہتی ہے دوزخیوں کی زبان بدل جاتی ہے۔ [121]

---

[121] مرآۃ المناجیح، جلد 8 صفحہ 333-334

صحابہ کرام کو ایذا دینے کی ممانعت

عن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ: من آذاھم فقد آذانی، ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ یوشك ان یاخذہ۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اسنے مجھے ایذا

دی (2) اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی (3) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے گرفتار کرے۔ ﴿122﴾

﴿122﴾ جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 601 حدیث نمبر 3538

قرآن حکیم پڑھنے کی تین صورتیں

قَالَ سَمِعْتُ عَمِّی اِیَاسَ بْنَ عَامِرٍ یَّقُوْلُ اَخَذَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ بِیَدِیْ ثُمَّ قَالَ اِنَّكَ اِنْ بَقِیْتَ سَیَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ثَلَاثَۃُ اَصْنَافٍ فَصِنْفٌ لِلّٰہِ وَ صِنْفٌ لِّلْجِدَالِ وَ صِنْفٌ لِلدُّنْیَا وَمَنْ طَلَبَ بِہٖ اَدْرَكَ۔

ایاس بن عامر بیان کرتے ہیں: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: اگر تم زندہ رہے تو عنقریب دیکھو گے کہ قرآن تین وجہ سے پڑھا جائے گا (1) ایک صورت اللہ کے لیے ہو گی (2) ایک بحث کے لیے ہو گی (3) اور ایک دنیا کے لیے ہو گی جو شخص جس مقصد کے لیے پڑھے گا اس پالے گا۔ ﴿123﴾

﴿123﴾ سنن دارمی، جلد 2 صفحہ 463، حدیث 3363، کتاب فضائل القرآن، باب 1

جنت سے محروم، دیوث، مردانی عورت، شرابی

عن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: ثَلٰثَۃٌ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اَبَدًا، اَلدَّیُّوْثُ وَالرَّجُلَۃُ مِنَ النِّسَآءِ وَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص کبھی جنت میں نہیں جائیں گے (1) دیوث (2) مردانی وضع بنانے والی عورت (3) اور شرابی۔ ﴿124﴾

﴿124﴾ جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 428-429 حدیث نمبر 1731

تین اشخاص سے قلم اُٹھالیا گیا

وَعَن عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّآئِمِ حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰی یَبْلُغَ وَعَنِ الْمَعْتُوْہِ حَتّٰی یَعْقِلَ۔(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَاہُ الدَّارِمِیُّ عَنْ عَآئِشَةَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْہُمَا)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخصوں سے قلم اُٹھالیا جاتا ہے (1) سونے والے سے یہاں تک کہ بیدار ہو جائے (2) بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور (3) دیوانے سے یہاں تک کہ عقل آجائے۔ [125]

[125] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 108 حدیث نمبر 3146، باب الخلع والطلاق، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یعنی ان (تینوں) پر سزا و جزا نہیں ہوتی۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ نابالغ بچہ، سوتا ہوا آدمی اور دیوانہ مرفوع العقل ہیں ان پر شرعی احکام جاری نہیں۔ لہٰذا اگر یہ لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دے دیں تو واقع نہ ہوگی اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ بچہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی یوں ہی سوتے میں اگر کوئی طلاق دیدے یا دیوانگی میں تو بھی طلاق نہیں ہوتی۔ [126]

[126] مرأۃ المناجیح، جلد 5 صفحہ 117

جائز کمائی کے لئے نکلنے والا اللہ کی راہ میں

عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: مر علی النبی رَسُوْلُ اللّٰہِ تعالیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رجل فرای اصحاب رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ

عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ من جلده نشطه، فقالوا: يارسول الله! لو كان هذا فى سبيل الله، فقال رَسُوْلُ اللهِ صلَّى اللهُ تعالىٰ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ :اِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعٰى عَلٰى نَفْسِهٖ يَعُفُّهَا فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللهِ، وَاِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعٰى عَلٰى ابَوَيْنِ شَيْخَيْنِ كَبِيْرَيْنِ فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللهِ، وَاِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعٰى رِيَاءً وَّمَفَاخِرَةً فَهُوَ فِي سَبِيْلِ الشَّيْطَانِ۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص کا گزر ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دیکھا کہ تیز و چست کسی کام کو جارہاہے عرض کی یارسول اللہ ! کیا خوب ہوتا کہ اگر اسکی یہ تیزی و چستی خُدا کی راہ میں ہوتی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (1) اگر یہ شخص اپنے لئے کمائی کو نکلا ہے کہ سوال وغیرہ کی ذلت سے بچے تو اسکی یہ کوشش اللہ کی راہ میں ہی ہے (2) اور اگر اپنے بوڑھے ماں باپ کیلئے نکلا ہے جب بھی خُدا کی راہ میں ہے (3) ہاں اگر ریا و تفاخر کیلئے نکلا ہے تو شیطان کی راہ ہے۔[127]

---

[127] جامع الاحادیث، جلد3 صفحہ 384-385 حدیث نمبر 1656

بنی اسرائیل کے تین اشخاص کوڑھی، گنجا اور اندھے کا واقعہ

وَعَنْهُ (أَبِي هُرَيْرَةَ) أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلٰثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى فَأَرَادَ اللهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ

حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْإِبِلُ أَوْ قَالَ الْبَقَرُ شَكَّ إِسْحٰقُ إِلَّا أَنَّ الْأَبْرَصَ أَوْ الْأَقْرَعَ قَالَ أَحَدُهُمَا الْإِبِلُ وَقَالَ الْآخَرُ الْبَقَرُ قَالَ فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا قَالَ فَأَتَى الْأَقْرَعَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ شَعَرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي هَذَا الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ وَأُعْطِيَ شَعَرًا حَسَنًا قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ فَأُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلًا فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا قَالَ فَأَتَى الْأَعْمَى فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ أَنْ يَرُدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَأُبْصِرَ بِهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَأُعْطِيَ شَاةً وَالِدًا فَأُنْتِجَ هَذَانِ وَوَلَّدَ هَذَا قَالَ فَكَانَ لِهَذَا وَادٍ مِنْ الْإِبِلِ وَلِهَذَا وَادٍ مِنْ الْبَقَرِ وَلِهَذَا وَادٍ مِنْ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِينٌ قَدْ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيرًا أَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِي سَفَرِي فَقَالَ الْحُقُوقُ كَثِيرَةٌ فَقَالَ إِنَّهُ كَأَنِّي أَعْرِفُكَ أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيرًا فَأَعْطَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ إِنَّمَا وَرِثْتُ هَذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلَى مَا كُنْتَ قَالَ وَأَتَى الْأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهَذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَى هَذَا فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلَى مَا كُنْتَ قَالَ وَأَتَى الْأَعْمَى فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ

ایک حدیث تین باتیں

بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللهُ إِلَيَّ بَصَرِيْ فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلّٰهِ فَقَالَ أَمْسِكْ مَالَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ عَنْكَ وَسُخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ ۔(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کے تین اشخاص (1)ایک کوڑھی (2)دوسرا گنجا اور(3) تیسرے اندھے کو اللہ نے آزمانے کا ارادہ کیا تو ان کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجا وہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے معلوم کیا کہ تجھے کونسی چیز بہت اچھی معلوم ہوتی ہے کہنے لگا کہ اچھا رنگ اور صحت مند جِلد اور چاہتا یہ ہوں کہ یہ مرض دور ہوجائے اور لوگوں کی نفرت بھری نظروں سے محفوظ ہو جاؤں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ سن کر اس فرشتے نے اسکے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اسکا رنگ صاف ہوگیا اور جِلد بھی ٹھیک ہوگئی اور وہ شخص تندرست ہوگیا پھر فرشتے نے اس سے معلوم کیا تمہیں کونسا مال پسند ہے تو اس نے کہا گائے یا اونٹ (شک راوی) مگر کوڑھی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ اور دوسرے نے گائے پسند کی تھی۔ لہٰذا فرشتے نے اس کو دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دے کر کہا اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت عطا فرمائے۔ اس کے بعد گنجے کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے اسنے کہا کہ میرا گنج دور ہو اور سر پر اچھے بال آئیں۔ لہٰذا فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کا گنج جاتا رہا اور سر پر عمدہ بال اُگ آئے پھر اس سے معلوم کیا کہ تجھے کونسا مال پسند ہے تو اسنے کہا گائے۔ لہٰذا اس کو گابھن گائے دیدی گئی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ اسکے بعد وہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے معلوم کیا کہ تجھے کیا چیز محبوب ہے تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی مجھ کو

عطا کر دے تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کو بصارت واپس آ گئی۔ فرشتے نے اس سے کہا تجھے کونسا مال پسند ہے تو اس نے کہا بکریاں۔ لہٰذا اس کو گابھن بکری دے کر کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ پہلے والے دونوں کے یہاں اونٹنی اور گائے نے بچے دیئے اور اسکی بکری نے بچے دیئے۔ اسطرح ان سب کا مال بڑھتا رہا اسکا اونٹوں سے جنگل بھر گیا تو اس کی گایوں سے اور اندھے کی بکریوں سے۔ آپ نے فرمایا کہ فرشتے نے آکر پہلے تو کوڑھی سے اس کی ہیئت میں آکر کہا کہ میں مسکین اور معذور ہوں سفر میں میرا سارا اسباب ختم ہو گیا اب اللہ کے کرم اور آپ کی عنایت کا طلبگار ہوں میں اس خدا کے نام پر تم سے سوال کرتا ہوں جس نے تمہیں اچھی جِلد اور رنگ عطا کیا اور اونٹ دیئے مجھے ایک اونٹ دے دو تا کہ میں منزل مقصود پر پہنچ جاؤں تو اس نے جواب دیا کہ ذمّہ داریاں بہت ہیں تب فرشتے نے کہا کہ میں نے تجھ کو پہچان لیا تو وہ کوڑھی ہے جس سے لوگ نفرت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کرم فرمایا ہے تو وہ کہنے لگا کہ اس مال کا میں باپ دادا سے وارث ہوں یہ سن کر فرشتے نے کہا اگر تو غلط کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر دے۔ اس کے بعد فرشتہ گنجا بن کر اس گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی ویسی گفتگو کی تو اس نے بھی اُسی طرح واپس لوٹا دیا جس طرح کوڑھی نے لوٹایا تھا اس سے فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا۔ اس کے بعد وہ اندھے کے پاس نابینا بن کر آیا اور اس سے کہا کہ میں غریب مسافر ہوں میرا سامان ختم ہو گیا اب منزل مقصود تک پہنچنا مشکل ہے۔ اب اس اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے آپکی آنکھوں میں روشنی لوٹائی اور بکریاں عطا کی ہیں میری مدد کریں کہ میں منزل پر پہنچ جاؤں تو اس سابقہ اندھے نے کہا بیشک میں اندھا تھا اللہ نے مجھے بصارت عطا کی اب تم جو چاہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو۔ خُدا کی قسم

اللہ کے لئے جو کچھ بھی تم مانگو گے میں تم کو تکلیف میں نہ ڈالوں گا۔ تب فرشتے نے کہا تمہارا مال تمہیں مبارک ہو میں تمہارا امتحان لینے آیا تھا تم سے اللہ راضی ہوا اور تمہارے ساتھیوں سے ناراض ہوا۔ ﴿128﴾

﴿128﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 1 صفحہ 405 تا 407 حدیث نمبر 1784، باب الانفاق و کراھیۃ الامساک، تیسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ۔

شفا اور مال دے کر اور پھر کچھ مال طلب فرما کر رب تعالیٰ دے کر شکر کا امتحان لیتا ہے لیکن صبر کا یہ امتحان خود رب تعالیٰ کے اپنے علم کے لئے نہیں ہوتا بلکہ دُنیا والوں کے سامنے مثال قائم کرنے کے لئے تاکہ لوگ ان واقعات سے عبرت پکڑیں۔ یہ فرشتہ شکلِ انسانی میں آیا تھا جیسا کہ حدیث کے اگلے مضمون سے ظاہر ہے غالباً طبیب کی شکل میں ہوگا یا مقبول الدُعاء ولی کی۔ تب ہی تو اس بیمار نے یہ خواہش ظاہر کی تاکہ وہ دوا یا دُعا دے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے کہ :۔

1) ایک یہ کہ مقبولوں کے ہاتھ پھیرنے سے بیماریاں جاتی ہیں مصیبتیں ٹل جاتی ہیں بلکہ اُن کے دھوون سے شفائیں ملتی ہیں۔ آبِ زمزم حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایڑی کا دھوون ہے جو تا قیامت شفاء ہے۔ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں کا غسالہ شفا تھا، رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ۔

2) دوسرے یہ کہ بزرگوں کا تکلیف کی جگہ ہاتھ رکھ کر فیض دینا جائز ہے اور عمل سلب امراض جائز ہے یعنی چھو کر بیماری دور کر دینا ان کی اصل یہ حدیث ہے۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے فرشتہ کے واسطہ سے اس کو شفا دی۔

ایک حدیث تین باتیں

۔۔۔اسحاق بن عبداللہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ہیں انہیں یہ شک ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ نے اونٹ کس کے لئے فرمایا اور گائے کس کے لئے۔ غالب یہ ہے کہ اُس گنجے نے اونٹ ہی مانگا تھا کیونکہ آگے گائے کا جزم سے آرہا ہے۔۔۔فرشتے نے یہ (گابھن) اونٹنی قدرتی اس کو دی۔ کہیں سے خرید کر یا کسی اور کا مال نہ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر دست غیب میں فرشتے کے ذریعے غیبی مال ملے تو حلال ہے۔ اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ جنّات کا لایا ہوا حلال نہیں کہ وہ اکثر دوسروں کا مال چوری کر کے لے آتے ہیں۔ فرشتہ نے اسے خیرات بھی دی اور دُعا بھی۔ اس دُعا کی برکت سے ہی اس کا مال بہت بڑھا۔ جوّاد مال بھی دیتے ہیں اور دُعا بھی۔۔۔ظاہر یہ ہے کہ فرشتہ نے اُس (دوسرے گنجے) کے سر پر ہاتھ پھیرا، کیونکہ شفا دینے کے لئے بیماری کی جگہ کو ہی چھُوا جاتا ہے۔ حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ کے چھوتے ہی گنج بھی جاتی رہی اور کھال پر فوراً بال بھی اُگ آئے اور بڑھ بھی گئے۔ دوسروں کے بالوں سے زیادہ خوش نما تھے۔۔۔(تو معلوم ہوا کہ)جب نوری فرشتہ کا یہ فیض ہو سکتا ہے تو نبی کریم ﷺ اور اولیاء امت کا فیض کیسا ہوگا۔۔۔فرشتے کے ہاتھ لگاتے ہی اُسکی (یعنی اندھے کی) دونوں آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اس حدیث سے (یہ بھی) معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے مقبول بندے اللہ کے حکم سے دافع البلاء ہوتے ہیں۔ دیکھو گنج، کوڑھ، اندھا پن سخت بلائیں ہیں جو فرشتہ کے ہاتھ لگتے ہی جاتی رہیں۔ یوسف علیہ السلام کی قمیص یعقوب علیہ السلام کی سفید آنکھ پر لگی تو آنکھ روشن ہو گئی (قرآن حکیم) عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان عام فرمایا تھا۔ اِنِّیۡۤ اُبۡرِئُ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ۔ درود تاج میں جو آتا ہے۔ دَافِعُ الۡبَلَآءِ وَالۡوَبَآءِ الخ۔ اس کا ماخذ قرآن کریم کی یہ آیات اور احادیث ہیں۔

جب اطباء کی گولیاں اور جنگل کی جڑی بوٹیاں دافع قبض، دافع جریان ہو سکتی ہیں، ایک شربت کا نام شربت فریادرس ہو سکتا ہے تو کیا اللہ کے محبوبوں کا درجہ ان چیزوں سے بھی کم ہے۔۔۔تو مطلب یہ ہوا کہ یہ (تینوں) لوگ اپنے شہر کے بڑے مالدار بن گئے (دوبارہ فرشتہ کس صورت میں آیا) ظاہر یہ ہے کہ دونوں ضمیریں فرشتہ کی طرف لوٹ رہی ہیں اور صورت سے مراد اس فرشتہ کی پہلی وہ صورت ہے جس صورت میں دینے کے وقت آیا تھا۔ مقصد یہ ہے کہ یہ شخص مال پاکر ایسا احسان فراموش ہو گیا کہ اس نے اپنے محسن کو ایسا کورا جواب دیا اور ہو سکتا ہے کہ ضمیر کا مرجع خود کوڑھی ہو یعنی یہ فرشتہ اس کوڑھی کی شکل میں آیا جو پہلے خود اُس کی اپنی شکل تھی تاکہ یہ اپنا کوڑھ یاد کرکے اس پر رحم کرے۔ پہلے معنیٰ زیادہ واضح ہیں۔اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

1) ایک یہ کہ فرشتے ہر شکل میں آ سکتے ہیں۔

2) دوسرے یہ کہ مغالطہ میں ڈال کر امتحان لینا جائز ہے یہ دھوکا نہیں بلکہ امتحان ہے۔

(فرشتہ کا کہنا مسکین ہوں، اسباب جاتے رہے) علمی لحاظ سے یہ جملہ خبریہ نہیں تاکہ اسے جھوٹ کہا جائے بلکہ تخییل ہے، یہ تخییل امتحانات اور سوالات میں آتی ہے جیسے مسئلہ پوچھا جاتا ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی حالانکہ شہر میں نہ کوئی زید ہوتا ہے نہ اس کی بیوی، فقط صورت مسئلہ پیش کی جاتی ہے قرآن کریم فرمارہاہے کہ داؤد علیہ السلام کے پاس دو فرشتے شکل انسانی میں آئے اُن میں سے ایک بولا۔اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً ۔ الآیہ۔ میرے اس بھائی کے پاس ننانوے بکریاں ہیں اور میرے پاس ایک، حالانکہ وہاں نہ بکریاں تھیں نہ کوئی جھگڑا، لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ فرشتہ نے

جھوٹ کیوں کہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے ساتھ بندوں سے بھی امداد لینا جائز ہے اور بندے کا ذکر رب تعالیٰ کے ساتھ ملا کر کر سکتے ہیں (جیسا کہ فرشتہ نے کوڑھی سے کہا) رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔ یعنی اپنے پرانے حال کو یاد کر اور اس تبدیلی حال کے شکر میں مجھے ایک اونٹ دیدے (تو کوڑھی جواب دیتا ہے) بال بچے نوکر چاکر بہت رکھتا ہوں جن کے باعث خرچ زیادہ ہے انہیں کا پورا نہیں ہوتا تجھے کہاں سے دوں۔ اس سوال و جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کو اپنی اصلی فقیری اور گذشتہ مصیبتیں یاد ہونی چاہئیں کہ یہ شکر کا ذریعہ ہے اور بدنصیب ہے وہ شخص جو عیش یا طیش میں اللہ کو بھول جائے اور کسی کے یاد دلانے پر جھوٹ بولے۔ یہ اگر مگر شک کے لئے نہیں بلکہ امتحان ہی کے لئے ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ فرشتہ کی بدعا اسے لگی اور وہ پھر فقیر اور کوڑھی ہو گیا۔ اس سے (یہ بھی) معلوم) ہوا کہ فقیروں کے بھیس میں کبھی صاحب دل بھی آ جاتے ہیں۔۔۔ (پھر ایسے ہی) گنجا اور فقیر بن کر آیا تھا یا خود فرشتہ وہ صورت میں دیتے وقت آیا تھا اس سے مقصود گنجے کی ناشکری کا اظہار ہے (اس کا بھی انجام ویسا ہی ہوا جیسے کہ کوڑھی کا ہوا تھا پھر فرشتہ نے اندھے کے پاس آ کر بکری کا سوال کیا)۔۔۔ عبارت حدیث سے دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ یہ شخص مادرزاد اندھا نہ تھا بلکہ پہلے انکھیارا تھا بعد میں نابینا ہوا ورنہ روشنی لوٹانے کے کیا معنیٰ ہوتے۔۔۔ دوسرے یہ کہ یہ صدقہ فرضی نہ تھا بلکہ نفلی تھا کیونکہ صدقہ فرضی مقرر ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سارا مال فقیر کے سامنے رکھ دینا جتنا چاہے وہ لے لے اوّل درجہ کی سخاوت ہے۔ سبحان اللہ یہ ہوا اس امتحان کا نتیجہ کہ وہ دونوں دینوی و اُخروی غضب میں آ گئے کہ اُن کا مال بھی گیا اور صحت بھی اور رب تعالیٰ کی ناراضی ان سب کے علاوہ۔ ادھر اس نابینا کے پاس مال بھی رہا۔ آنکھیں بھی، خُدا کی رضا

اسکے سوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کا ارادہ بھی اچھا ہے دیکھو اس سے صدقہ لیا نہ گیا مگر چونکہ وہ دینے پر تیار ہو گیا تھا اسلئے فائدہ پہنچ گیا۔ ﴿129﴾

﴿129﴾ مرآۃ المناجیح، جلد 3 صفحہ 81 تا 85

کیا چیز روکنا جائز نہیں؟

عن بهيسة عن ابيها رضی اللہ تعالیٰ عنهما قَالَت:استاذن ابی النبی صَلَّى اللّٰهُ تعالىٰ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فدخل بينه و بين قميصه فجعل يقبل ويلتزم، ثم قال: يانبی الله! ماالشئ الذی لا يحل منعه؟ قال: الماء، قال:يانبی الله! ماالشئ الذی لاحل منعه؟ قال: الملح، قال:يانبی الله! ماالشئ الذی لايحل منعه؟ قال:ان تفعل الخير خيرلك۔

حضرت بہیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اذن لیکر قمیص مبارک کے اندر اپنا سر لے گئے اور حضور کو گلے لگا کر بوسہ دینا شروع کیا اور عرض کی: (1) یارسول اللہ! کیا چیز روکنا جائز نہیں؟ فرمایا پانی (2) پھر عرض کی کیا چیز روکنا جائز نہیں؟ فرمایا نمک (3) پھر عرض کیا: کیا چیز روکنا جائز نہیں؟ فرمایا بھلائی کرتے رہو کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ ﴿130﴾

﴿130﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 62 حدیث نمبر 2084

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین باتوں سے رب نے موافقت کی

عَنۡ اَنَسٍ وَّابۡنِ عُمَرَ اَنَّ عَمَرؓ قَالَ وَافَقۡتُ رَبِّیۡ فِیۡ ثَلٰثٍ قُلۡتُ يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذۡنَا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهِيۡمَ مُصَلّٰی فَنَزَلَتۡ وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهِيۡمَ مُصَلًّی وَقُلۡتُ

ایک حدیث تین باتیں

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلٰى نِسَائِكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَهُنَّ يَحْتَجِبْنَ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ فَقُلْتُ عَسٰى رَبُّهٗ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبْدِلَهٗ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ فَنَزَلَتْ كَذَالِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلٰثٍ فِيْ مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ وَفِى الْحِجَابِ وَفِيْ أُسَارٰى بَدْرٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: تین باتوں میں میرے رب نے میری موافقت فرمائی ﴿نوٹ﴾ (1) میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ! کاش ہم مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ ٹھہرا لیں تو حکم نازل ہوا اور ٹھہرالو مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ (2: 125) (2) میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ! ہماری عورتوں کے پاس بھلے اور بُرے آتے ہیں۔ کاش ! آپ اُنہیں پردے کا حکم فرمائیں۔ پس پردے کی آیت نازل ہوگئی (3) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات غیرت کھا کر جمع ہوگئیں تو میں عرض گزار ہوا اگر آپ انہیں طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو ان سے بہتر بدلے میں عطا فرمائے پس اسی طرح حکم نازل ہوگیا۔ حضرت ابن عمر کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا تین باتوں میں میرے رب نے میری موافقت فرمائی۔ مقامِ ابراہیم، پردے اور بدر کے قیدیوں کے متعلق۔ ﴿131﴾

﴿نوٹ﴾ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ”جناب عمر نے فرمایا میں نے تین باتوں میں اپنے رب سے موافقت کی (یہ زیادتی اُولیٰ ہے اسی پر شرح کا پہلا حصہ ہے

﴿131﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 3 صفحہ 231 حدیث نمبر 5792، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، تیسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

سبحان اللہ کیسا پیارا ادب ہے یہ نہ کہا کہ رب نے میری موافقت فرمائی حالانکہ آپ کی رائے پہلے تھی نزول آیات بعد میں۔ اس میں اشارۃً یہ فرمایا کہ رب کا حکم قدیم تھا

میری رائے حادث۔ ادب کی انتہا ہے۔ یہاں تین کا ذکر زیادتی کی نفی کے لئے نہیں۔ کُل پندرہ آیتیں آپ کی رائے کے مطابق آئی ہیں (مرقات) بدر کے قیدیوں کے متعلق آیت، منافقوں کا جنازہ نہ پڑھنے کی آیت بھی آپ کی رائے کے مطابق آئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) یعنی میرا دل چاہتا ہے طواف کے نفل کہ ہم مقامِ ابراہیم کے سامنے اس طرح پڑھا کریں کہ کعبہ کی طرف نماز ہو مگر سامنے یہ پتھر بھی ہو جس پر جناب خلیل (علیہ السلام) کے قدم پڑے ہیں تاکہ عین نماز میں اس پتھر کا بھی ادب ہوتا رہے تو رب تعالیٰ نے اس ہی چیز کا حکم دیا کہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ۔ آج تک طواف کے نفل اس جگہ اسی طرح ادا ہوتے ہیں یہ ہے حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا احترام تبرکات۔ آپ کا سنگ اسود سے فرمانا کہ اے پتھر تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے نہ نقصان۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے دیکھا ہے اس لئے چومتا ہوں اس کا مقصد سنگِ اسود کی توہین فرمانا نہیں وہاں مقصد ہی کچھ اور ہے جو ہم حج کے بیان میں عرض کر چکے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے کہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بیعت رضوان والا درخت کٹوا یا وہ تبرکات کے دشمن نہ تھے۔ آپ تبرکات کا ایسا احترام کرتے تھے جو یہاں مذکور ہے۔

ابھی اسلام میں پردے کا حکم نہیں اس لئے ہر طرح کے آدمی آپ (ﷺ) کے دولت خانہ میں آجاتے ہیں۔ حضور (ﷺ) کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے آپ (ﷺ) اپنی ازواج پاک کو پردے کا حکم دیں۔ یہاں اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ عام مومنہ عورتوں کا پردہ یہ ہے کہ اپنا چہرہ اجنبی کو نہ دیکھنے دیں مگر ازواج پاک پردہ یہ تھا کہ برقع اوڑھ کر بھی کسی اجنبی کے سامنے نہ ہوں تاکہ ان کے جسم کا اندازہ بھی کسی کو نہ

ہو سکے (اشعۃ اللمعات) یہاں مرقات میں ہے کہ ایک بار حضور ﷺ اور جناب عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) ایک پیالہ میں حیس کھا رہے تھے۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حاضر ہوئے۔ فرمایا آؤ تم بھی کھاؤ وہ کھانے لگے کہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اُنگلی حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی اُنگلی سے چھو گئی آپ نے کہا اوہ کاش آپ کی بیویوں کو کوئی آنکھ نہ دیکھ سکتی اس پر آیت حجاب نازل ہوئی۔

(ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جمع ہونا) اس کا واقعہ یہ ہوا کہ جناب زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس شہد تھا۔ حضور ﷺ کو شہد بہت مرغوب تھا۔ حضور ﷺ روزانہ بعد عصر ان کے پاس تشریف لے جاتے شہد ملاحظہ فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ اور حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) وغیرہ کو اس سے بہت غیرت ہوئی کہ حضور (ﷺ) روزانہ وہاں کیوں جاتے ہیں انہوں نے حضور انور ﷺ کو وہاں سے روکنے کے لئے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس حضور ﷺ تشریف لائیں وہ یہ کہہ دیں کہ حضور انور (ﷺ) کے منہ شریف سے مغافیر گوند کی بُو آتی ہے ان دونوں نے یہ ہی عرض کیا حضور انور ﷺ نے اپنے پر شہد حرام فرمالیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔ وہ واقعہ یہاں مذکور ہے اس موقعہ پر حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ فرمایا تھا۔ جو الفاظ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ارشاد فرمائے تھے انہیں الفاظ میں آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ان مختلف روایتوں میں مختلف باتوں کا ذکر ہے اور سب روایات درست ہیں تقریباً پندرہ آیات حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی رائے کے مطابق آتی ہیں۔ متفرق روایات میں متفرق چیزوں کا ذکر ہے بدر کے قیدیوں کے متعلق جو واقعہ ہوا وہ تو مشہور ہی ہے۔ [132]

---

[132] مرآۃ المناجیح، جلد8 صفحہ 373 تا 375

علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

---یہاں بظاہر یہ شبہ ہوتا ہے کہ پہلے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی رائے ظاہر فرمائی اس کے بعد اس کے مطابق آیت نازل ہوئی اب واقعے کے پیشِ نظر یہ کہنا زیادہ مناسب تھا کہ میرے پروردگار نے میری موافقت کی۔ علامہ عینی وغیرہ نے فرمایا کہ ازراہ ادب حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے موافقت کی۔ مگر بنظر دقیق دیکھیں تو واقعہ یہی ہے کہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے قرآن مجید کی موافقت کی وہ اس طرح کہ قرآن مجید اللہ عزوجل کا کلام ہے اور اس کی صفت ہے جو قدیم ہے جو نازل ہوا وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا نہ اس کی ابتداء ہے نہ اس کی انتہا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو کچھ اپنی رائے دی یہ حقیقت میں واقعے کے اعتبار سے قرآن سے انھوں نے موافقت کی۔ [133]

---

[133] نزھۃ القاری، جلد 2 صفحہ 397

ختم نبوت

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: انا قائد المرسلین ولافخر، وانا خاتم النبیین ولافخر، وانا اول شافع ومشفع ولافخر۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور یہ کوئی فخر سے نہیں کہتا (2) میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا (3) اور میں سب سے پہلا

شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا شفاعت کیا گیا ہوں اور بروجہ فخر ارشاد نہیں کرتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ﴿134﴾

﴿134﴾ جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 468 حدیث نمبر 3343

تین کام جہاد، روزہ، سیر

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اُغْزُوْا تَغْنِمُوْا، وَصُوْمُوْا تَصِحُّوا، وَسَافِرُوْا تَسْتَغْنَوْا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) جہاد کرو غنیمت پاؤ گے (2) اور روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے (3) اور سیر کرو غنی ہو جاؤ گے۔ ﴿135﴾

﴿135﴾ جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 464 حدیث نمبر 1805

تین کاموں کی ممانعت کے بعد اجازت

عَنِ ابْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ أَبِیہِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہَیْتُکُمْ عَنْ ثَلَاثٍ وَأَنَا آمُرُکُمْ بِہِنَّ نَہَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُورِ فَزُورُوھَا فَإِنَّ فِي زِیَارَتِہَا تَذْکِرَۃً وَنَہَیْتُکُمْ عَنِ الْأَشْرِبَۃِ أَنْ لَاتَشْرَبُوا إِلَّا فِي ظُرُوفِ الْأَدَمِ فَاشْرَبُوا فِي کُلِّ وِعَاءٍ غَیْرَ أَنْ لَا تَشْرَبُوا مُسْکِرًا وَنَہَیْتُکُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ أَنْ تَأْکُلُوھَا بَعْدَ ثَلٰثٍ فَکُلُوا وَاسْتَمْتِعُوا بِہَا فِي أَسْفَارِکُمْ۔

حضرت ابن بریدہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تین کاموں سے تمہیں منع کیا تھا لیکن اب ان کے کرنے کا تمہیں حکم دیتا ہوں۔ (1) میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا لیکن اب

ان کی زیارت کر لیا کرو کیونکہ اس میں نصیحت ہے (2) میں نے تمہیں چمڑے کے سوا دوسرے برتنوں میں نبیذ پینے سے منع کیا تھا اب ہر برتن میں پی لیا کرو، ہاں نشہ لانے والی چیز نہ پیا کرو اور (3) میں نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع کیا تھا لیکن اب کھا لیا کرو اور اپنے سفر میں اس سے فائدہ اُٹھایا کرو۔ ﴿136﴾

﴿136﴾ سنن ابوداؤد مترجم، ج3 ص117-118 حدیث نمبر299، باب111، کتاب الاشربہ

علامہ مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہاں پوری علیہ الرحمۃ اس حدیث کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

یہاں دو باتیں خاص طور پر مد نظر رہیں کہ ہمیں کسی امر و نہی کی مصلحت معلوم ہو یا نہ ہو لیکن اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکہ بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہونے کا یہی ذریعہ ہے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے۔

ترجمہ :اے محبوب ! تم فرمادو، لوگوں ! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(3 : 13)

دوسری یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی تحلیل و تحریم کا اختیار مرحمت فرمایا تھا جس کے باعث آپ (ﷺ) بعض کاموں کا حکم فرماتے اور بعض کاموں سے منع فرمایا کرتے تھے ایسا وحی خفی کی روشنی میں ہوتا یا نورِ نبوت سے دیکھنے کے باعث قرآن مجید نے آپ (ﷺ) کی اسی پوزیشن کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے۔

ترجمہ :اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔(7 : 157)

ایک حدیث تین باتیں

لہٰذا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواہ کسی چیز کا حلال و حرام ہونا وحیٔ جلی کے تحت بتایا یا وحیٔ خفی کے باعث یا اپنے نورِ نبوت کی روشنی سے دیکھ کر۔ سب کے متعلق پروردگار عالم نے فرمادیا کہ میرا محبوب پاک چیزوں ہی کو حلال قرار دیتا اور ناپاک چیزوں ہی کو حرام فرماتا ہے اور تمام اوامر و نواہی کے بارے میں واضح طور پر یوں فیصلہ فرما دیا ہے۔

ترجمہ : جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (4 : 85)

لہٰذا اُمتی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ پوچھنے کی جرأت کرتا کہ حضور ! یہ آپ خُدا کی طرف سے بیان فرمارہے ہیں یا اپنی جانب ؟ کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے جس طرح بھی فرمایا وہ حکمِ خداوندی ہے اور اُمتی کے لیے اسی کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ دوسرے اُمتی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خداداد منصبِ تحلیل و تحریم کا انکار کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [137]

---

[137] حاشیہ سنن ابوداؤد، جلد 3 صفحہ 118

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

شروع اسلام میں زیارتِ قبور مسلمان مردوں عورتوں کو منع تھی کیونکہ لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے اندیشہ تھا کہ بُت پرستی کے عادی ہونے کی وجہ سے اب قبر پرستی شروع کر دیں جب ان میں اسلام راسخ ہو گیا تو یہ ممانعت منسوخ ہو گئی۔ جیسے جب شراب حرام ہوئی تو شراب کے برتن استعمال کرنا بھی ممنوع ہو گیا تاکہ لوگ برتن دیکھ کر پھر شراب یاد نہ کر لیں۔ جب لوگ ترک شراب کے عادی ہو گئے تو برتنوں کے استعمال کی ممانعت منسوخ ہوئی۔ یہ امر استحبابی ہے حق یہ ہے کہ اس حکم میں عورتیں بھی شامل ہیں کہ انہیں بھی زیارت قبور کی اجازت دی گئی (لمعات، اشعہ، مرقات) لیکن اب عورتوں کو

ایک حدیث تین باتیں

زیارتِ قبور سے روکا جائے یعنی گھر سے زیارتِ قبور کے لیے نہ نکلیں سوائے روضہء اطہر حضور انور ﷺ کی قبر کی زیارت کو نہ جائیں۔ہاں اگر کہیں جارہی ہوں اور راستہ میں قبر واقع ہو تو زیارت کرلیں جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے حضرت عبدالرحمٰن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قبر کی زیارت کی اور اگر کسی گھر میں ہی اتفاقاً قبر واقع ہو تو زیارت کرسکتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر میں حضور انور ﷺ کی قبر شریف تھی جہاں آپ مجاورہ و منتظمہ تھیں۔ خیال رہے رُورُوا مطلق امر ہے لہٰذا مسلمانوں کو زیارتِ قبر کے لئے سفر بھی جائز ہے۔ ﴿نوٹ﴾

﴿نوٹ﴾ بعض لوگ ''تین مساجد کے علاوہ سفر نہ کیا جائے'' سے غلط استدلال کرتے ہیں جسکا ہم پچھلے صفحات میں کرآئے ہیں

جب اسپتالوں اور حکیموں کے پاس سفر کرکے جاسکتے ہیں تو مزاراتِ اولیاء پر بھی سفر کرکے جاسکتے ہیں کہ ان کی قبور روحانی ہسپتال ہیں نیز اگر کہیں قبر پر لوگ ناجائز حرکتیں کرتے ہوں تو اس سے زیارتِ قبور نہ چھوڑے۔ ہوسکے تو ان حرکتوں کو بند کرے کیونکہ رُورُوا مطلق ہے۔ دیکھو حضور ﷺ نے ہجرت سے پہلے بتوں کی وجہ سے کعبہ نہ چھوڑا بلکہ جب موقعہ ملا تو بُت نکال دیئے آج بھی نکاح میں لوگ ناجائز حرکتیں کرتے ہیں مگر اس کی وجہ سے نہ نکاح بند کئے جاتے ہیں نہ وہاں کی شرکت۔ نکاح بھی سنت مطلقہ ہے اور زیارتِ قبور بھی۔ سنت مطلقہ نکاح و زیارت قبور دونوں کے لیے سفر بھی درست ہے اور ناجائز امور کی وجہ سے ان میں شرکت ممنوع نہیں۔ یہ دونوں مسائل شامی نے جلد اوّل باب زیارتِ قبور میں بہت تفصیل سے بیان فرمائے۔

شروع اسلام میں مسلمانوں پر غربت و افلاس کا غلبہ تھا اس لئے قربانی کرنے والوں کو حکم تھا کہ جس قدر گوشت تم تین دن کے اندر کھاسکو وہ کھالو باقی غرباء میں

خیرات کر دو۔ پھر جب مسلمانوں کو رب نے مال عام دیا اور عام مسلمان قربانی کرنے لگے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اب چاہے سال بھر تک قربانی کا گوشت کھاؤ۔

جب شراب حرام ہوئی تو اندیشہ تھا کہ مسلمان شراب کے برتن دیکھ کر پھر شراب نوشی شروع کر دیں گے اس لیے اس کے برتنوں میں پانی، دودھ یا شرابِ زلال جسے نبیذ کہتے ہیں پینا حرام کر دیا گیا پھر جب مسلمان شراب بھول گئے تب اس کے برتنوں کی اجازت دے دی گئی جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا اس حدیث میں تین چیزوں کی حرمت منسوخ کی گئی۔ فتویٰ اس پر ہے کہ پتلی نشہ والی چیز مطلّقاً حرام ہے نشہ دے یا نہ دے۔ لہٰذا جَو، جوار اور کھجور وغیرہ کی شرابیں ایک قطرہ پینا بھی حرام ہیں۔ امام اعظم (ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا یہ ہی قول ہے۔ جمی ہوئی نشہ آور چیزیں اگر نشہ میں حرام یا انہیں طرب کے لیے کھانا حرام ہے ورنہ حلال۔ چنانچہ افیون، بھنگ اور چرس وغیرہ دواءً استعمال کر سکتے ہیں بشرطیکہ نشہ نہ دیں۔ [138]

[138] مرآۃ المناجیح، جلد 2 صفحہ 522-523

علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ قربانی کے گوشت کے متعلق لکھتے ہیں

ابتداء میں جب عسرت اور تنگدستی تھی تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے کی اجازت نہ تھی لیکن جب فراخی اور خوشحالی آگئی تو اجازت مرحمت فرما دی گئی۔ یہی جمہور کا مذہب ہے۔ [139]

[139] نزھۃ القاری، جلد صفحہ

ماں باپ کی فضلیت

عن عبد الرحمن بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: من بر قسمھما وقضی دینھما ولم یستسب لھما کتب

بارا وان کان عاقا فی حیاتھما، ومن لایبر قسمھما ولم یقض دینھما واستسب لھما کتب عاقا وان کان بارا فی حیاتھما۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1)جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم سچی کرے (2)اور ان کا فرض ادا کرے (3) اور کسی کے ماں باپ کو بُرا کہہ کر انہیں بُرا نہ کہلوائے وہ والدین کے ساتھ نکوکار لکھا جاتا ہے اگرچہ ان کی زندگی میں نافرمان تھااور جو اِن کی قسم پوری نہ کرے اور ان کا قرض نہ اُتارے اور اوروں کے والدین کو بُرا کہہ کر انہیں بُرا کہلوائے وہ عاق (نافرمان) لکھا جاتا ہے اگرچہ ان کی حیات میں نکوکار فرمانبردار تھا۔ [140]

[140] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 209 حدیث نمبر 2371

پیٹ کیلئے چند لقمے کافی ہیں

عن المقداد بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَا مَلأ آدَمِیٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَّطْنِہٖ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ اُکُلَاتٌ یُقِمْنَ صُلْبَہٗ، فَاِنَّ کَانَ لَا مُحَالَۃَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِہٖ، وَثُلُثُ لِشَرَابِہٖ، وَثُلُثُ لِنَفَسِہٖ۔

حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے بدتر نہ بھرا آدمی کو بہت ہیں چند لقمے جو اس پیٹ کو سیدھی رکھیں اور اگر یوں نہ گزرے تو (1)تہائی پیٹ کھانے کے لئے (2) تہائی پانی کیلئے (3) اور تہائی سانس کیلئے رکھے۔ [141]

[141] جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 499 حدیث نمبر 1858

تین اشخاص کی نمازیں کانوں سے بلند نہیں ہوتیں

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ لَا تُجَاوِزُ صَلٰوتُہِمْ اٰذَانَہُمُ الْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰی یَرْجِعَ وَامْرَأَۃٌ بَاتَتْ وَزَوْجُھَا عَلَیْھَا سَاخِطٌ وَاِمَامُ قَوْمٍ وَّھُمْ لَہٗ کَارِھُوْنَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

حضرت ابوامامہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خُدا نے فرمایا کہ تین فرد ایسے ہیں جن کی نمازیں کانوں سے بلند نہیں ہوتیں (1) مالک سے بھاگا ہو غلام جب تک وہ واپس نہ آئے (2) وہ عورت جس نے اپنے شوہر کی ناراضگی کی حالت میں بسر کی (3) ایسا امام جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں۔ [142]

---

[142] مشکوٰۃ شریف، جلد1 صفحہ 237 حدیث نمبر 1054، باب الامامۃ، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

(ان تین اشخاص کی نماز) قبولیت تو کیا بارگاہِ الٰہی میں پیش بھی نہیں ہوتی جیسے دوسری نیکیاں پیش ہوتی ہیں۔۔۔چونکہ کان انسان کا سب سے قریب عضو ہے کہ اس سے ہی تلاوت کی آواز سُنی جاتی ہے اس لیے اس کا ذکر ہوا۔ عورت کی بد خلقی اور نافرمانی کی وجہ سے اور اگر بلاوجہ ناراض ہے تو عورت کا کوئی نقصان نہیں اور اگر ظلم مرد کی طرف سے ہے تو حکم برعکس ہوگا یعنی بغیر عورت کو راضی کیے۔ مرد کی نماز قبول نہ ہوگی۔

ظاہر یہ ہے کہ یہاں امام سے مُراد نماز کا امام ہے اور ناپسندگی سے مُراد امام کی جہالت یا بد عملی یا بدمذہبی کی وجہ سے ناراضی ہے اگر لوگ دنیاوی وجہ سے ناراض ہوں

تو اس کا اعتبار نہیں بلکہ اس صورت میں وہ لوگ گنہگار ہوں گے۔ خیال رہے کہ ناراضی میں اکثر کا اعتبار ہے دو چار آدمی تو ہر ایک سے ناراض ہوتے ہی ہیں۔ ﴿143﴾

﴿143﴾ مرأۃ المناجیح، جلد 2 صفحہ 198-199

داہنے ہاتھ سے ابتداء کرنی چاہیے

عن ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَت: کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یحب التیمن فی طھورہ و ترجلہ و تنعلہ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (1) طہارت حاصل کرنے (2) کنگھی کرنے (3) اور نعلین مبارک پہننے میں داہنی طرف سے ابتداء فرماتے۔ ﴿144﴾

﴿144﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 83 حدیث نمبر 2130

تین افراد کی نماز قبول نہیں ہوتی

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ لَا تُقْبَلُ مِنْہُمْ صَلٰوتُہُمْ مَّنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَّھُمْ لَہ کَارِھُوْنَ وَرَجُلٌ اَتَی الصَّلٰوۃَ دِبَارًا وَّالدِّبَارُ اَنْ یَأْتِیَھَا بَعْدَ اَنْ تَفُوْتَہ وَرَجُلٌ اِعْتَبَدَ مُحَرَّرَۃً۔ (رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ان تین افراد کی نماز قبول نہیں ہوتی (1) ایسا امام جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں (2) وہ شخص جو نماز کے لیے تاخیر کر کے آئے اور تاخیر سے مراد یہ ہے کہ وقت گزار کر (3) اور وہ شخص جس نے کسی آزاد فرد کو غلام بنا کر رکھا ہو۔ ﴿145﴾

﴿145﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 1 صفحہ 237، حدیث نمبر 1055، باب الامامۃ، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

نماز قضا کر دینے یا بلاوجہ جماعت چھوڑ دینے کا عادی ہو اس سے معلوم ہوا کہ جماعت واجب ہے اس کے چھوڑنے کی عادت فسق ہے۔۔۔آزاد کو غلام بنانے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ظلماً آزاد کو پکڑ کے غلام بنا لیا جائے جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ کے ساتھ کیا۔ دوسرے یہ کہ اپنے غلام کو خفیہ طور پر آزاد کر کے پھر غلام بنا لیا جائے۔ غلام ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکے ایسے ظالم کی نماز کیسے قبول ہو سکتی ہے چونکہ عرب میں اسلام سے پہلے اس قسم کی حرکتیں عام ہوتی تھیں۔ اس لیے یہ وعید ارشاد فرمائی گئی (ناپسند امام کی تشریح پچھلی حدیث میں ہو چکی ہے)۔ [146]

[146] مرآۃ المناجیح، جلد 2 صفحہ 199

رب کی طرف سے تین چیزیں عطا ہوئیں

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: اعطی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ثلثا، اعطی الصلوات الخمس واعطی خواتیم سورۃ البقرۃ، وغفر لمن لم یشرك باللہ من امتہ شیئا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں (1) پانچ نمازیں (2) سورۂ بقر کی آخری تین آیتیں (3) اور آپ کی اُمت کے ہر اس شخص کی مغفرت جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ [147]

[147] جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 441 حدیث نمبر 3310

تین کمائی پلید ہیں

وَعَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَمَنُ الْکَلْبِ خَبِیْثٌ وَمَہْرُ الْبَغِیِّ خَبِیْثٌ وَّ کَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِیْثٌ۔ (رَاوَہُ مُسْلِمٌ)

ایک حدیث تین باتیں

حضرت رافع بن خُدَیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (1) کتے کی قیمت پلید ہے (2) زانیہ کی کمائی پلید ہے (3) اور پچھنے لگانے والے کی کمائی پلید ہے۔ [148]

[148] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 8، حدیث نمبر 2643، باب الکسب وطلب الحلال، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

۔۔۔ رنڈی کے زنا کی اُجرت بالاتفاق حرام ہے اور فصد لینے والے کی اُجرت بالاتفاق ناپسند یا مکروہ ہے۔ کتے کی قیمت میں اختلاف ہے۔ امام شافعی (علیہ الرحمۃ) کے ہاں حرام ہے۔ ہمارے ہاں حلال مگر ناپسندیدہ۔ لہٰذا لفظ خبیث (پلید) یہاں بطریق عموم مشترک دونوں معنیٰ میں استعمال ہوا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود فصد لے کر اُس کی اُجرت عطا فرمائی اور یہاں اُسے خبیث (پلید) فرمایا بمعنیٰ ناپسندیدہ۔ وہ عمل بیان جواز کیلئے تھا یہ فرمانِ کراہیت کیلئے۔ لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ [149]

[149] مراۃ المناجیح، جلد 4 صفحہ 230

تین اشخاص کو دُگنا ثواب

عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ثَلٰثَۃٌ یُؤتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَرَّتَیْنِ، عَبْدٌ اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْہِ، فَذٰلِكَ یُؤتٰی اَجْرَہٗ مَرَّتَیْنِ، وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَہٗ جَارِیَۃٌ وَضِیْئَۃٌ فَاَدَّبَھَا فَحَسَّنَ اَدَبَھَا ثُمَّ اَعْتَقَھَا ثُمَّ تَزَوَّجَھَا یَبْتَغِی بِذٰلِكَ وَجْہَ اللّٰہِ فَذٰلِكَ یُؤتٰی اَجْرَہٗ مَرَّتَیْنِ، وَرَجُلٌ اٰمَنَ بِالْکِتَابِ الْاَوَّلِ ثُمَّ جَآءَہُ الْکِتَابُ الْاٰخَرُ فَاٰمَنَ بِہٖ فَذٰلِكَ یُؤتٰی اَجْرَہٗ مَرَّتَیْنِ۔

ایک حدیث تین باتیں

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین اشخاص کو دوگنا ثواب ملتا ہے (1) پہلا وہ بندہ جس نے اللہ تعالیٰ اور اپنے آقا کا حق ادا کیا ہو تو اسکو دوگنا ثواب ملتا ہے (2) دوسرا وہ شخص جس کے پاس حسین و جمیل باندی تھی پھر اس نے اسکو اچھی طرح ادب سکھایا پھر اس نے اس کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے آزاد کر کے اپنے نکاح میں لے لیا اس کو بھی دوگنا ثواب ملتا ہے (3) تیسرا وہ شخص کہ اہلِ کتاب تھا پھر اس نے قرآن کریم کو بھی کلام الٰہی تسلیم کیا اور اس پر ایمان لے آیا تو ایسے شخص کو بھی دوگنا ثواب ملتا ہے۔ [150]

[150] جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 293-294 حدیث نمبر 1518

تین کمائی سے ممانعت

وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ ںالْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَمَھْرِ الْبَغِیِّ وَحُلوان الکاھن۔(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابو مسعود انصای رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (1) کتے کی قیمت سے منع فرمایا اور (2) زانیہ کی کمائی سے اور (3) کاہن کی فیس سے۔ [151]

[151] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 8، حدیث نمبر 2644، باب الکسب وطلب الحلال، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

امام ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاں یہ ممانعت یا تو تنزیہی ہے یا اُس وقت کی ہے جب کتا پالنا اسلام میں مطلّقاً ممنوع تھا۔ جب شکار و حفاظت کے لیے اُسکی اجازت ہو گئی تو یہ ممانعت بھی منسوخ ہو گئی۔ امام شافعی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) و دیگر ائمہ کے ہاں

اب بھی کراہیت تحریمی باقی ہے۔ دیوانہ کتے کی قیمت ہمارے ہاں بھی ممنوع ہے کہ وہ قابلِ نفع مال نہیں جیسے گندا انڈا مال نہیں۔۔۔زانیہ کی اُجرت زنا ہے اور کاہن کی مٹھائی (فیس) سے مُراد اُس کے فال کھولنے، غیبی باتیں بتانے یا ہاتھ دیکھ کر تقدیر بتانے کی اُجرت ہے۔ چونکہ یہ اُجرت بغیر محنت حاصل ہو جاتی ہے اس لئے اُسے مٹھائی (فیس) فرمایا۔ یہ دونوں اُجرتیں بالاتفاق حرام ہیں کہ یہ دونوں کام حرام لہٰذا ان کی اُجرت بھی حرام۔ [152]

---

[152] مرآۃ المناجیح، جلد 4 صفحہ 230

رب کی طرف سے تین چیزیں عطا ہوئیں

عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: اعطيت ثلاث خصال، اعطيت الصلوٰة فی الصفوف، واعطيت السلام وهو تحية اهل الجنة، واعطيت آمين، ولم يعطها احد ممن كان قبلكم الا ان يكون الله اعطاها هارون، فان موسی كان يدعو و يومن هارون۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے تین چیزیں عطا ہوئیں (1) صف بندی کر کے نماز (2) سلام کہ اہل جنت کی آپس کی تحیت ہے (3) اور آمین عطا کی گئی۔ یہ تم سے پہلے کسی کو نہ ملی، ہاں صرف حضرت ہارون کو کہ حضرت موسیٰ دعا کرتے اور حضرت ہارون اس پر آمین کہتے تھے (علیہما السلام)۔ [153]

---

[153] جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 422 حدیث نمبر 3293

تین اشخاص سے روز قیامت اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا

وَعَنۡ أَبِیۡ هُرَيۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيۡهِمۡ وَفِیۡ رِوَايَةٍ وَّلَا يَنۡظُرُ إِلَيۡهِمۡ وَلَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيۡمٌ شَيۡخٌ زَانٍ وَّمَلِكٌ كَذَّابٌ وَّعَآئِلٌ مُّسۡتَكۡبِرٌ۔ (رَاوَهُ مُسۡلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کلام نہیں فرمائے گا اور نہ اُنھیں پاک کرے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اُن کی طرف نظر نہیں فرمائے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے یعنی (1) بوڑھا زانی (2) جھوٹا بادشاہ (3) اور مفلس متکبر۔ [154]

[154] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 479، حدیث نمبر 4880، باب الغضب والکبر، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یعنی ان تین قسم کے لوگوں سے کرم و محبت کا کلام نہ کریگا۔ غضب و قہر کا کلام کریگا۔ لہٰذا حدیث واضح ہے یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے اوّل وقت جب عدل الٰہی کا ظہور ہو گا تب اُن سے کلام نہ کرے گا یا مطلّقاً بلاواسطہ کلام نہ کرے گا، بواسطہ فرشتوں کے کرے گا۔۔۔اُن کے گناہ معاف نہ کرے گا یا اُن کی صفائی لوگوں پر ظاہر نہ کرے گا۔ تزکیہ کے یہ دونوں معنی ہی آتے ہیں۔۔۔ نظر رحمت نہ کرے گا نظر قہر کرے گا اسلئے کہ زنا اگرچہ بہر حال بُرا ہے سخت گناہ ہے مگر بڈھا آدمی کرے تو بدترین گناہ ہے اس کی شہوت قریباً ختم ہو چکی ہے وہ مغلوب و مجبور نہیں۔ جوان آدمی گویا معذور ہے (مرقات)

ایک حدیث تین باتیں

بعض لوگ مجبوراً جھوٹ بولتے ہیں بعض حاکم کے ڈر یا بادشاہ کے خوف سے جھوٹ بول دیتے ہیں۔ بعض لوگ تنگدستی سے تنگ آکر جھوٹ کے ذریعے روزی کماتے ہیں۔ بادشاہ کو ان میں سے کوئی مجبوری نہیں۔ وہ جھوٹ بولتا ہے تو بلاوجہ ہی بولتا ہے۔ حکومت والوں مال والوں کے پاس غرور تکبر کے اسباب موجود ہیں اگر فقیر (مفلس) غرور کرے تو محض دِلی خباثت کی وجہ سے ہی کریگا اس لیے اسکا تکبر بدترین جرم ہے بعض لوگ غریب ہوتے ہوئے معمولی نوکری معمولی کام نہیں کرتے۔ زکوۃ و خیرات قبول نہیں کرتے خود بھی بھوکے رہتے ہیں اور اپنے بال بچوں کو بھی بھوکا مارتے ہیں۔ وہ بھی اس وعید میں داخل ہیں۔ بعض لوگ بہت غریب ہوتے ہیں مگر اپنی لڑکیوں، لڑکوں کے لیے مالدار رشتے تلاش کرتے ہیں۔ اس تلاش میں اولاد بوڑھی ہو جاتی ہے مگر شادی نہیں کرتے جس کے نتیجے بہت بُرے ہوتے ہیں یہ سب اس فرمانِ عالی میں داخل ہیں۔ درود ہو اس حکیم مطلق محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، جو ہم پر ہمارے ماں باپ بلکہ خود ہم سے زیادہ مہربان ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرماوے۔ اس ایک کلمہ میں کیسی ہدایتیں ہیں۔ [155]

---

[155] مرآۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 658-659

سب سے پہلے قبر انور سے تشریف آوری

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انا اول من تنشق عنه الارض فاكسى حلة من حلل الجنة، اقوم عن يمين العرش ليس احد من الخلائق يقوم ذلك المقام غيرى۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) میں سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لاؤں گا (2) پھر

مجھے جنت کے جوڑوں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا (3) میں عرش کی داہنی جانب ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں تمام مخلوق الٰہی میں کسی کو بار نہ ہو گا۔ [156]

[156] جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 348 حدیث نمبر 3209

تین اشخاص پر لعنت

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مخنثی الرجال الذی یتشبھون بالنسآء المترجلات من النسآء المشبھات بالرجال، وراکب الفلاۃ وحدہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی (1) زنانہ مردوں پر جو عورتوں کی صورت بنیں (2) اور مردانی عورتوں پر جو مردوں کی شکل بنیں (3) اور جنگل کے اکیلے سوار کو یعنی جو خطرہ کی حالت میں تنہا سفر کو جائے۔ [157]

[157] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 12-13 حدیث نمبر 1968

مسلمان کا خون تین باتوں میں حلال

عَنۡ أَبِي أُمَامَةَ بۡنِ سَهۡلِ بۡنِ حُنَيۡفٍ أَنَّ عُثۡمَانَ بۡنَ عَفَّانَ أَشۡرَفَ يَوۡمَ الدَّارِ فَقَالَ أَنۡشُدُكُمۡ بِاللهِ أَتَعۡلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ دَمُ امۡرِئٍ مُسۡلِمٍ إِلَّا بِإِحۡدَى ثَلٰثٍ زِنًى بَعۡدَ إِحۡصَانٍ أَوۡ ارۡتِدَادٍ بَعۡدَ إِسۡلَامٍ أَوۡ قَتۡلِ نَفۡسٍ بِغَيۡرِ حَقٍّ فَقُتِلَ بِهٖ فَوَاللهِ مَا زَنَيۡتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا فِي إِسۡلَامٍ وَلَا ارۡتَدَدۡتُ مُنۡذُ بَايَعۡتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَلَا قَتَلۡتُ النَّفۡسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ فِيمَ تَقۡتُلُونَنِي وَفِي الۡبَاب عَنۡ ابۡنِ مَسۡعُودٍ

وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَاى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ هَذَا الْحَدِيثَ فَأَوْقَفُوهُ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف فرماتے ہیں عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس دن گھر میں محصور تھے چھت پر سے جھانک کر فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کا خون صرف ان تین باتوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے سے حلال ہوتا ہے (1) نکاح کے بعد زنا کا ارتکاب (2) اسلام کے بعد مرتد ہونا اور (3) ناحق قتل۔ اس کے بدلے میں قتل کیا جائے۔ اللہ کی قسم ! میں نے نہ تو زمانہ ء جاہلیت میں زنا کا ارتکاب کیا اور نہ ہی اسلام لانے کے بعد۔ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کے بعد دین اسلام سے نہیں پھرا اور نہ ہی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ پس تم مجھے کیوں قتل کرتے ؟ ایک روایت کے مطابق سب نے کہا ، ہاں آپ صحیح فرماتے ہیں الخ۔ ﴿158﴾

﴿158﴾ جامع ترمذی، جلد 2 صفحہ 29-30 حدیث نمبر 30، باب 17، ابواب الفتن

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور آپ کو شہید کرنے کے درپے ہوگئے تو آپ نے اپنی چھت پر سے خطاب کیا اور حجت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان کا قتل تین باتوں کے علاوہ جائز نہیں۔ پہلا یہ کہ نکاح کے بعد زنا کا ارتکاب کرنے والے کو سنگسار کر دیا جائے بشرطیکہ کہ شادی شدہ ہو اُس کا قتل جائز ہے جبکہ میں نے نہ تو یہ فعل زمانہ ء جاہلیت میں کیا اور نہ اسلام لانے کے بعد، پھر مجھے تم کیوں شہید کرنا چاہتے ہو ؟ دوسرا یہ کہ اسلام

کے بعد جو مرتد ہو جائے اُس کا قتل جائز ہے اور میں تو جب سے رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی جب سے دین اسلام سے نہیں پھرا۔ اور تیسرا یہ کہ ناحق قتل کرنے والے کو قصاص کے طور پر قتل کر دیا جائے اور میں نے نہ تو ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے تو اے لوگو ! ذرا بتاؤ تو سہی کیا میرا خون بہانا تمہارے لیے جائز ہوگا؟ مگر باغیوں نے بے دردی سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت کے بعد اُمت میں فتنہ و فساد کا دور شروع ہو گیا اور یوں امت افتراق و تفریق کا شکار ہو گئی۔

تین کپڑے لٹکانے کی ممانعت

وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خَيْلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

سالم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کپڑے کا لٹکانا (1) تہبند (2) قمیص اور (3) عمامہ میں ہے جس نے اِن میں سے کوئی چیز تکبر سے لٹکائی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ [159]

---

[159] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 333، حدیث نمبر 4137، کتاب اللباس، دوسری فصل

صاحب مترجم نسائی شریف لکھتے ہیں کہ ازار (تہبند) یا چادر کا لٹکانا یہ ہے کہ اسے ٹخنوں سے نیچے لٹکائے۔ کُرتے کا لٹکانا یہ ہے کہ وہ ازار سے بڑھ جائے یا آستینیں لمبی لمبی رکھے یا ضرورت سے زیادہ دامن چوڑا کرے۔ عمامے کا لٹکانا یہ ہے کہ شملے کو بہت طویل اور لمبا چھوڑے سرین تک آدھی پیٹھ سے زیادہ جیسے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے یہ نہی اس لیے ہے کہ کپڑا بے کار خرچ ہوتا ہے اور اس کی بجائے اگر یہی کپڑا

دوسرے کسی مسلمان بھائی کو دے دے تو بہتر ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر ازار یا کُرتا ٹخنوں سے نیچے ہو تو یہ اکثر مٹی میں خراب ہو جاتا ہے اور بعض اوقات آدمی چلتے چلتے اس میں اُلجھ کر گر پڑتا ہے۔ ﴿160﴾

﴿160﴾ حاشیہ سنن نسائی، جلد 3 صفحہ 440

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

صرف نیچا تہبند ہی مکروہ و ممنوع نہیں بلکہ عمامہ کا شملہ، کُرتے کا دامن بھی اگر ضرورت سے زیادہ نیچا ہو تو وہ بھی ممنوع اور اس پر بھی یہی وعید ہے۔ چنانچہ عمامہ کا شملہ نصف پیٹھ تک چاہیے۔ بعض چوتڑوں تک رکھتے ہیں ممنوع ہے اور قمیض کا دامن بعض عرب ٹخنوں کے نیچے رکھتے ہیں ممنوع ہے۔ ﴿161﴾

﴿161﴾ مرآۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 102

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین باتیں عطا ہوئیں

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: لقد اعطی علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم ثلاث خصال لان تکون لی خصلۃ منھا احب الی من ان اعطی حمر النعم، قیل: وما ھن یا امیر المؤمنین؟ قال: تزوجہ فاطمۃ بنت رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، وسکناہ المسجد مع رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یحل لہ فیہ ما یحل لہ، والرایۃ یوم خیبر۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا علی کو تین باتیں وہ دیدی گئیں کہ ان میں سے

میرے لئے ایک ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی، سرخ اونٹ عزیز ترین اموال عرب ہیں کسی نے کہا یا امیر المؤمنین ! وہ کیا ہیں ؟فرمایا (1) دختر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شادی (2) اور ان کا مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا کہ انہیں مسجد میں روا تھا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روا تھا یعنی بحالت جنابت رہنا (3) اور روز خیبر کا نشان۔ ﴿162﴾

﴿162﴾ جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 247 حدیث نمبر 3004

جمع کرنے کی ممانعت

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تعالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من كنز دنيا يريد حياة باقية فان الحياة بيد الله، الا وانى لا اكثر دينارا ولا درهما، ولا اخبار زقا لغد۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو دُنیا جوڑ کر رکھے کہ بقائے زندگی چاہتا ہو تو زندگی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں۔ سن لو ! (1) میں نہ اشرفی جوڑ کر رکھتا ہوں (2) نہ روپیہ (3) نہ کل کیلئے کھانا اُٹھا کر رکھوں۔ ﴿163﴾

﴿163﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 257 حدیث نمبر 2443

تین اشخاص سے روز قیامت اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا

عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ

عَذَابٌ أَلِيمٌ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا فَأَعَادَهَا ثَلٰثًا قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ أَوِ الْفَاجِرِ۔

خرشہ بن حر نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ ان سے کلام نہیں فرمائے گا اور نہ قیامت کے روز اِن کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ! وہ کون ہیں ؟ کیونکہ وہ تو خراب ہوئے اور خسارے میں رہے۔ تیسری مرتبہ میں نے کہا یارسول اللہ ! وہ کون ہیں کیونکہ وہ تو خراب اور خسارے میں رہے۔ فرمایا کہ (1) ازار لٹکانے والا، (2) احسان جتانے والا اور (3) اپنے مال کو جھوٹی قسم کے ذریعے بیچنے والا۔ [164]

---

[164] سنن ابوداؤد، جلد 3 صفحہ 237 حدیث نمبر 687، باب 249، کتاب اللباس

اس حدیث مبارکہ سے اُن لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو احسان جتانے والے ہوں ذراسی نیکی یا ہمدردی کسی کے ساتھ کردی تو اُس کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ دیکھو ہم نے فلاں کے ساتھ یہ کیا اور جو نیکیاں کمائیں تھی وہ ضائع و برباد کردیتے ہیں اور دوسرا وہ شخص جو اپنے مال کو بیچتے وقت گاہک کو جھوٹی قسم میں پھنسا کر اپنا مال بیچتا ہے یہ بیماری اکثر و بیشتر مال بیچنے والوں میں پائی جاتی ہے۔ جھوٹی قسم کھا کر مال تو بیچ لیتے ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ اُنھوں نے دنیا کمانے کے لئے کسقدر گھاٹے کا سودا کیا اور دنیاوی لالچ میں آکر اپنی آخرت خراب کر لی اور اللہ عزوجل کی ناراضگی خرید لی ہے۔ اللہ عزوجل ایسے بُرے کاموں سے جو اُس کی ناراضگی کا باعث ہے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

قریبی رشتہ داروں سے سلوک کے فوائد

⏮ ایک حدیث تین باتیں ⏮

عن عمرو بن سهل رضی اللہ تعالیٰ عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلَّى اللهُ تعالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صلة القرابة مثراة فی المال، محبة فی الاهل، منساة فی الاجل۔

حضرت عمرو بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) قریبی رشتہ داروں سے سلوک (2) مال کا بہت بڑھانے والا (3) آپس میں بہت محبت کرنے والا عمر زیادہ کرنے والا ہے۔ ﴿165﴾

﴿165﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 143 حدیث نمبر 2235

تین اشخاص کی طرف روز قیامت اللّٰہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا

عَنْ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطَ وَرَجُلٌ أَقَامَ سِلْعَتَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ وَاللهِ الَّذِى لَا إِلَهَ غَيْرُهُ لَقَدْ أُعْطِيتُ بِهَا كَذَا وَ كَذَا فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْاٰيَةَ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے روز جن کی طرف اللہ تعالیٰ نگاہِ رحمت نہیں فرمائے نہ اُنھیں پاک کرے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے (1) ایک وہ جس کے پاس زائد پانی ہو اور وہ مسافروں کو نہ پینے دے (2) دوسرا وہ جو حاکم سے دُنیا

کی خاطر بیعت کرے اگر وہ دے تو اُس سے راضی رہے اور اگر نہ دے تو ناراض ہو جائے (3) تیسرا وہ جو اپنے سامان کو عصر کے بعد بیچے اور قسم کھا کر کہے کہ اُس خُدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں مجھے اِس چیز کے اِتنے روپے دیئے جا رہے تھے اور دوسرا آدمی اُسے سچا جان لے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ بے شک جو اللہ کے عہد کے اور اپنی قسموں کو حقیر پونجی کے بدلے بیچتے ہیں۔ ﴿166﴾

﴿166﴾ صحیح بخاری، ج1 صفحہ 864 حدیث نمبر 2191، باب 1471، کتاب المساقات

علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ ایک جز کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس حدیث میں فاضل پانی کسی کو نہ دینے پر وعید ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر پانی فاضل نہ ہو تو منع کر سکتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافرین اور مویشیوں کو پانی پلانا واجب ہے جب کہ وہ پیاسے ہوں اور اگر پیاس سے ان کی جان جانے کا اندیشہ ہو تو پانی کے مالک سزا کے مستحق ہوں گے اگر مسافرین کے پاس قیمت ہو تو مفت پلانا واجب نہیں اور اگر قیمت نہ ہو تو جان بچانے کی مقدار پانی پلانا واجب ہے۔ ﴿167﴾

﴿167﴾ نزھۃ القاری، جلد 5 صفحہ 365

دوسرا وہ شخص جو حاکم سے اس غرض سے بیعت کرتا ہے جب تک حاکم نوازتا رہتا ہے تو اُس سے راضی رہتا ہے اور اُس کی بُرائی بھی اچھائی کر کے پیش کرتا ہے جہاں ذرا سی بھی اونچ نیچ ہو گئی یا حاکم نے مال دینے سے ہاتھ کھینچ لیا تو ناراض ہو کر الگ ہو جاتا ہے اور جہاں پہلے اچھائیاں نظر آتی تھیں اب بُرائیاں نظر آنے لگتی ہیں تو ایسے شخص کے لئے بھی وعید ہے جو خود غرض ہو۔ تیسرا وہ شخص جو ایک شخص سے سودا ٹھہرانے کے بعد پھر تھوڑی دیر کے بعد جھوٹی قسم کھا کر کہے مجھے تو اس چیز کی اتنی قیمت مل رہی ہے

اور وہ شخص اس جھوٹی قسم کھانے والے کو سچا جان کر اُس کی بات مان لے تو اس کیلئے بھی وعید ہے۔ اللہ عزوجل ایسی حرکتوں سے لوگوں کو بچائے واللہ ورسولہ اعلم۔

تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ جانے گا منافق

عن ابی امامۃ الباھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ثلاثۃ لایستخف حقھم الا منافق بین النفاق، ذوا الشیبۃ فی الاسلام، و ذو العلم، و امام مقسط۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر کھلا منافق (1) ایک وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا (2) اور عالم دین (3) اور بادشاہ اسلام عادل۔ [168]

---

[168] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 94 حدیث نمبر 2153

تین اشخاص جنت میں نہیں جائیں گے

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃٌ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَیْہِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَلْعَاقُّ لِوَالِدَیْہِ وَالْمَرْأَۃُ الْمُتَرَجِّلَۃُ وَالدَّیُّوثُ وَثَلَاثَۃٌ لَا یَدْخُلُونَ الْجَنَّۃَ الْعَاقُّ لِوَالِدَیْہِ وَالْمُدْمِنُ عَلَی الْخَمْرِ وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَی۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ تین اشخاص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا! (1) ایک (دُنیا کے کاموں میں) والدین کی نافرمانی کرنے والا (2) دوسری وہ عورت جو مردوں کا بھیس بنائے اور (3) تیسرا وہ شخص جو اپنی عورت کو

دوسرے شخص کے پاس لے جائے اور تین آدمی جنت میں نہ جائیں گے (1) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا (2) دوسرا ہمیشہ شراب پینے والا اور (3) تیسرا احسان کرکے جتلانے والا۔ ﴿169﴾

﴿169﴾ نسائی شریف مترجم، ج2 ص130 حدیث نمبر2566، باب المسّر بالصدقۃ

صاحب مترجم نسائی شریف ایک جز کے تحت لکھتے ہیں۔

اسلام میں والدین کی رضا مندی اور خوشنودی پر زبردست تاکید فرمائی گئی ہے یہ حضور سرور کونین ﷺ کی تعلیمات ہی ہیں جنھوں نے والد کی رضا مندی میں اللہ کی رضا رکھ دی ہے اور ماں کے پاؤں تلے جنت۔ والدین کی بے عزتی کرنا سخت اور کبیرہ گناہ ہے ہمارے معاشرے میں والدین کا ادب جیساکہ کیاجانا چاہیے نہیں کیا جاتا۔ مغربی تہذیب و تمدّن نے اِس معاملہ میں بہت بُرا اثر ڈالا ہے بہرحال قرآن و حدیث نے والدین کی عزت واحترام سے متعلق جو ہدایات دی ہیں اِن کا خلاصہ یہ ہے۔ والدین کے ساتھ احسان کرو ماں باپ کے آرام و آسائش کے لئے وصیت کرو۔ والدین کی ضروریاتِ زندگی پوری کرو۔ والدین کو میراث میں چھٹا حصہ دو۔ اللہ کی عبادت کے بعد والدین کے ساتھ نیک برتاؤ فرض ہے۔ والدین انتقال کر جائیں تو ان کے لیے دُعا مغفرت کرو۔ والدین کا شکر ادا کرو۔

دوسری اُس عورت پر سخت وعید ہے کہ مردانہ وضع اختیار کرے، مَردوں جیسے بال رکھے مردوں جیسے کپڑے پہنے اور ہر طرح سے مَردوں کی نقالی کرے۔ انگریز دشمن مسلمانوں سے جنگ میں تو کبھی نہ جیت سکا مگر اس شاطر انگریز نے مسلمانوں کے تمدنی ورثہ کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ آج عورتوں کا سرِعام پھر نامَردوں کی وضع اختیار کرنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ جو انگریز مسلمانوں سے میدان جنگ میں تو نہ جیت سکا

اس محاذ پر کامیاب ہوتا نظر آرہا ہے۔ لہٰذا بحیثیت مسلمان عورتوں کو سوچنا چاہیے کہ کیا آقائے کائنات ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں کی نافرمانی کرکے اُخروی زندگی تو تباہ و برباد نہیں کر رہے ہیں۔ لہٰذا مسلمان عورتوں کو چاہیے شاطر انگریز کی اندھی تقلید کا پٹہ گلے سے اُتار کر مدنی آقا ﷺ کی خوشنودی کا پٹہ گلے میں ڈال کر ایمان محفوظ کریں۔

تیسرا وہ شخص جو ہمیشہ شراب پینے کا عادی ہو کیونکہ شراب اُم الخبائث یعنی بُرائیوں کی جڑ ہے اس لئے شراب کی بُرائی سختی کے ساتھ آئی ہے بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عادی شرابی اگر مر جائے تو اللہ تعالیٰ سے بُت پرست کی طرح ملے گا (مفہوم) کتنی سخت وعید ہے کہ اگر شرابی بغیر توبہ کے مرجائے تو اللہ عزوجل اُس شخص سے ایسا ناراض ہوگا جیسے بُت پرست سے ہوگا کیونکہ شراب بُت پرستی کا نتیجہ بھی بن سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بلا سے محفوظ رکھے آمین۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

عذاب سے بچاؤ کا ذرائع، دودھ پیتے بچے، چرند

عن مسافع الدئلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: لولا عباداللہ رکع وصبیۃ رُضّع وبھائم رُتّع لصب علیکم العذاب صباً ثم رص رصاً۔

حضرت مسافع دئلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) اگر نہ ہوتے اللہ تعالیٰ کے بندے (2) اور دودھ پیتے بچے (3) اور گھاس چرتے چوپائے تو بیشک عذاب تم پر بسختی ڈالا جاتا پھر مضبوط و مستحکم کر دیا جاتا۔ ﴿170﴾

﴿170﴾ جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 624 حدیث نمبر 3571

تین باتوں کی نصیحت

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِيْلِیْ بِثَلٰثٍ صِيَامِ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَكْعَتَیِ الضُّحٰی وَاَنْ اَوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب (سرکار دوعالم ﷺ) نے تین باتوں کی نصیحت فرمائی (1) ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے کی (2) چاشت کی دو رکعتیں (3) اور سونے سے پہلے نماز وتر ادا کرنے کی۔ [171]

[171] مشکوۃ شریف، جلد 1 صفحہ 268، حدیث نمبر 1193، باب الوتر، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

(تین روزے) شروع مہینہ میں ایک روزہ درمیان میں ایک آخر میں ایک یا ہر عشرہ شروع کے میں ایک روزہ یا ہر مہینہ کی تیرہویں، چودہویں، پندرہوں کے روزے۔ تیسرا احتمال زیادہ قوی ہے۔ (وتر پڑھ کر سونے کی نصیحت کی) اس لیے کہ آپ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بہت رات گئے تک دن کی سُنی ہوئی حدیثیں یاد کرتے تھے۔ دیر میں سوتے اس لئے تہجد کو اُٹھنا مشکل ہوتا تھا (مرقاۃ واشعہ) اس سے معلوم ہوا کہ دینی طلبہ کے لیے بہتر ہے کہ رات گئے تک علم میں محنت کریں اور وتر عشاء کے ساتھ پڑھ لیا کریں ان کے لیے سبق یاد کرنا تہجد سے افضل ہے۔ خیال رہے کہ بعض صحابہ خصوصاً ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ) قرآن کی طرح احادیث یاد کرتے تھے۔ [172]

[172] مرآۃ المناجیح، جلد 2 صفحہ 273

مفتی محمد خلیل خان برکاتی علیہ الرحمۃ نماز چاشت کے متعلق فرماتے ہیں۔

⏮ایک حدیث تین باتیں⏭

نمازِ چاشت کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ چاشت کی بارہ رکعتیں ہیں اور افضل بارہ ہیں۔ چاشت کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال آفتاب یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔ ﴿173﴾

﴿173﴾ الصلوٰۃ، صفحہ 43

گناہ کے باعث نیکی سے نہ رُکو

عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یا اباذر! اتق اللہ حیث کنت، واتبع السیئۃ الحسنۃ تمحھا، وخالق الناس بخلق حسن۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! (1) جہاں بھی رہو اللہ سے ڈرو کسی (2) گناہ کے بعد نیکی ضرور کرو کہ اس کو مٹادے (3) اور لوگوں سے اچھا برتاؤ کرو۔ ﴿174﴾

﴿174﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 71 حدیث نمبر 2103

تین باتوں کی وصیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ النَّوْمِ عَلَى وِتْرٍ وَصِيَامِ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے تین باتوں کی وصیّت فرمائی (1) ایک تو وتر پڑھ کر سونا (2) ہر ماہ تین دن کے روزے رکھنا (3) تیسرے فجر کو دو رکعت سنت ادا کرنا۔ ﴿175﴾

﴿175﴾ سنن نسائی، جلد 1 صفحہ 536 حدیث نمبر 1680، باب الحث علی الوتر قبل النوم

اس حدیث مبارکہ میں تیسری نصیحت جو فرمائی وہ دو رکعت نماز سنت فجر کی ہے جبکہ پچھلے اوراق میں ذکر کی گئی حدیث میں چاشت کی نماز کا ذکر تھا۔ نماز فجر کی سنتوں کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ آقائے کائنات رسول مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پابندی سے ادا فرماتے۔ اگر سفر وغیرہ میں بھی ہوتے تو نہ چھوڑتے۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ بلا عذر نماز فجر کی سنت بیٹھ کر نہ پڑھے اگر جماعت ختم ہونے والی ہو اور کوئی شخص دیر سے آئے تو جماعت میں شامل ہو جائے اور بعد طلوع آفتاب نماز فجر کی سنتوں کی قضا کرے اگر دیر سے آنے والے کو یہ اُمید قوی ہو کہ میں سنت فجر پڑھ کر جماعت پالوں گا تو پہلے ایک طرف ہو کر سنتِ فجر ادا کرے پھر بعد میں جماعت میں شامل ہو جائے۔ واللہ رسولہ اعلم۔

تین باتوں کا حکم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَةٍ بِنَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ وَالْغُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ نے مجھے تین باتوں کا حکم فرمایا (1) وتر پڑھ کر سونا (2) جمعتہ المبارک کو غسل کرنا اور (3) ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھنا۔ [176]

[176] سنن نسائی، جلد 2 صفحہ 75 حدیث نمبر 2409، صوم ثلاثۃ ایام من الشھر

اس حدیث مبارکہ میں جو تیسری نصیحت یا حکم کا پتہ چلتا ہے وہ ہے جمعتہ المبارک کو غسل کرنا سابقہ دونوں حدیثوں میں ایک نصیحت یا حکم کا اضافہ ہے اس میں جمعتہ المبارک کے دن غسل کرنے کا اضافہ ہے۔ مرأت میں ہے کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ غسل جمعہ نماز کے لئے مسنون ہے نہ کہ دن جمعہ کے لئے۔ لہٰذا جن پر جمعہ کی

نماز نہیں انکے لئے غسل سنت نہیں۔۔۔ بعض فرماتے ہیں کہ جمعہ کا غسل نماز جمعہ سے قریب کرو حتی کہ اس کے وضو سے جمعہ پڑھو مگر حق یہ ہے کہ غسلِ جمعہ کا وقت طلوع فجر سے شروع ہو جاتا ہے۔

جمع کرنے کی ممانعت

عن ام الولید بنت عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَت: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلَّی اللهُ تعالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: یاایھاالناس! الا تستحیون، قالوا: بما یارسول اللہ! علیك الصلوٰۃ والسلام، قال: تجمعون مالا تاکلون، وتبنون ما لا تعمرون، وتاملون مالا تدرکون، الا تستحیون من ذلك۔

حضرت ام الولید بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟ حاضرین نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس بات سے؟ فرمایا (1) جمع کرتے ہو کہ نہ کھاؤ گے (2) عمارت بناتے ہو جس میں نہ رہو گے (3) اور وہ آرزوئیں باندھتے ہو جن تک نہ پہنچو گے اس سے شرماتے نہیں؟ [177]

[177] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 254-255 حدیث نمبر 2438

تین سے زیادہ دن مسلمان بھائی سے کلام نہ کرنے کی ممانعت

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ يَّلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

⏮ ایک حدیث تین باتیں ⏭

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو متواتر تین دن سے زیادہ چھوڑے کہ یہ ادھر کو منہ پھیر لے اور وہ اُدھر کو اور دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ ﴿178﴾

﴿178﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 465 حدیث نمبر 4805، باب ماینہی عنہ من التھاجر والتقاطع واتباع العورات، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یہاں چھوڑنے سے مُراد دُنیاوی رنجشوں کی وجہ سے ترک تعلق کرنا ہے چونکہ تین دن کے عرصہ میں نفس کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اس لئے تین دن کی قید لگائی گئی۔ بدمذہب بے دین سے دائمی بائیکاٹ کرنا یا تعلیم وتربیت کیلئے ترک تعلق کرنا زیادہ کا بھی جائز ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت کعب ابن مالک، بلال بن اُمیہ، مرارہ ابن لوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا پچاس دن رکھا۔ یہ بائیکاٹ ہجران نہ تھا بلکہ تعلیم امت تھی۔ لٰہذا حضرت کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حدیث کے خلاف نہیں۔

دُنیاوی معاملات میں دو مسلمان لڑ پڑیں پھر ملیں تو بہتر وہ ہوگا جو اس کی ابتدا کرے یہاں کشیدگی دور کر دینے کی ہدایت ہے کسی خطرناک آدمی سے محتاط رہنا اس کے خلاف نہیں۔ نہاجر اور چیز ہے احتیاط دوسری چیز۔ ابتداء بالسلام کرنے والے کو اس لئے خیر فرمایا کہ وہ تواضع کرتا ہے اللہ کے لئے وہ ہی ہجران دور کرتا ہے۔ ﴿179﴾

﴿179﴾ مرآۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 606

تین مواقع کے سوا جھوٹ جائز نہیں

ایک حدیث تین باتیں

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلٰثٍ كِذْبُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا وَالْكِذْبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكِذْبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ جائز نہیں مگر تین مواقع پر۔ (1) آدمی کا اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے (2) لڑائی میں غلط بیانی کرنا اور (3) لوگوں میں صلح کراتے ہوئے غلط بیانی کرنا۔ [180]

---

[180] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 466 حدیث نمبر 4810، باب ماینہی عنہ من التھاجر والتقاطع واتباع العورات، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

مرات میں ہے کہ حضور ﷺ نے تین موقعہ پر خلاف واقعہ بات کہہ دینے کی اجازت دی کہ ان کا انجام بہت اچھا ہے یعنی جہاد میں اگر مسلمان کمزور ہوں کفار قوی پھر مسلمان کہیں کہ ہم بڑے طاقتور ہیں تم کو فنا کردیں گے ہمارے پاس سامان جنگ بہت ہے جس سے کفار کا حوصلہ پست ہو بالکل جائز ہے کہ یہ اگرچہ ہے تو جھوٹ مگر ہے جنگی تدبیر۔۔۔حدیث میں ہے۔۔۔جنگ تدبیر اور چال کا نام ہے۔

اس طرح زوجین میں سے کوئی دوسرے سے اپنی محبت ظاہر کرے حالانکہ اسے اتنی محبت نہ ہو یا اپنی بیوی سے زیور کا وعدہ کرے مگر بنوا نہ سکے یہ سب اگرچہ ہے جھوٹ مگر ہے جائز کہ اس میں معاشرہ کی اصلاح ہے۔

(لوگوں میں صلح) اس طرح کہ مسلمانوں میں مالی، جائداد وغیرہ جھگڑے دور کردے اگرچہ جھوٹ کے ذریعہ سے کرے یہ جھوٹ درحقیقت جھوٹ نہیں بلکہ اصلاح

ہے۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں صلح کرانا ایسا ضروری ہے کہ اس کے لئے جھوٹ کی اجازت دی گئی۔ ﴿181﴾

﴿181﴾ مراۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 610-611

تین سچی باتیں

وَعَنْهُ أَنَّ رَجُلًا شَتَمَ أَبَا بَكْرٍ وَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ يَّتَعَجَّبُ وَيَتَبَسَّمُ فَلَمَّا أَكْثَرَ رَدَّ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ فَلَحِقَهٗ أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَشْتِمُنِيْ وَأَنْتَ جَالِسٌ فَلَمَّا رَدَدْتُ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ غَضِبْتَ وَقُمْتَ قَالَ كَانَ مَعَكَ مَلَكٌ يَّرُدُّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَيْهِ وَقَعَ الشَّيْطٰنُ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلٰثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ مَّا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلِمَةٍ فَيُغْضِيْ عَنْهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا أَعَزَّ اللّٰهُ بِهَا نَصْرَهٗ وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِيَّةٍ يُّرِيْدُ بِهَا صِلَةً إِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا كَثْرَةً وَّمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ يُّرِيْدُ بِهَا كَثْرَةً إِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا قِلَّةً۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابو بکر کو گالی دی اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متعجب بیٹھے مسکرا رہے تھے جب اُس نے زیادہ دی تو انھوں نے ایک کا جواب دے دیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر جا ملے اور عرض گزار ہوئے۔ یا رسول اللہ ! جب وہ مجھے گالیاں دے رہا تھا تو آپ بیٹھے رہے اور جب میں نے اُس کی ایک بات کا جواب دیا تو آپ ناراض ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے ؟ فرمایا کہ تمہارے ساتھ فرشتہ تھا جو اُسے جواب دے رہا تھا۔ جب تم نے جواب دیا تو شیطان بھی آ کودا۔ پھر فرمایا کہ اے ابو بکر ! تین باتیں بالکل سچی ہیں (1) جس بندے پر صریحاً ظلم کیا جائے اور وہ اللہ کی رضا

کے لئے چشم پوشی کر جائے تو اِس کے باعث اللہ تعالیٰ اُسے معزز و منصور کرے گا (2) جس آدمی نے بخشش کا دروازہ کھولا جس سے اُس کا ارادہ صلہ رحمی کرنے کا ہے تو اِس کے باعث اللہ تعالیٰ اُس کے مال کو اور بڑھائے گا اور (3) جس آدمی نے سوال کا دروازہ کھولا اور ارادہ مال کو بڑھانے کا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کے مال میں قلّت کو بڑھائے گا ﴿182﴾

﴿182﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد2 صفحہ 477، حدیث نمبر4873، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق، تیسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ۔

حضور انور ﷺ کا یہ تبسم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تحمل و بردباری ملاحظہ فرما کر اُن پر خوشی کی وجہ تھی۔ معلوم ہوا کہ حضور انور (ﷺ) اپنی امت کے نیک اعمال سے بہت خوش ہوتے ہیں ہم کو چاہیے کہ ہمیشہ نیک اعمال کیا کریں کہ حضور (ﷺ) کو اس سے خوشی ہوتی ہے۔ اللہ ہم کو توفیق دے کہ اپنے نبی کو خوش کر لیں۔ ان کی خوشی ہمارے نیک بننے سے ہو گی۔

حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا جواب دینا بالکل جائز تھا اور ازروئے قرآن کریم بالکل حق تھا۔۔۔ جناب صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اُس وقت مظلوم تھے لہٰذا آپ پر کوئی اعتراض نہیں نہ آپ سے کوئی ناجائز کام سرزد ہوا۔ اس ناراضی کی وجہ آگے آرہی ہے کہ ذاتی موذی سے بدلہ لینا شانِ صدیقی کے لائق نہیں۔ نیز تم یہ بدلہ اپنے خادم فرشتے کے ذمہ رہنے دو۔ اس موذی کو تم خود کیوں منہ لگاتے ہو۔ مجرموں کو سزا بادشاہ اپنے ہاتھ سے نہیں دیتے بلکہ اپنے خدّام سے سزا دلواتے ہیں۔۔۔ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا) یا رسول اللہ میں نے اس پر ظلم نہیں کیا حضور پھر مجھ پر ناراض کیوں ہوئے۔ ظالم تو وہ ہے میں نے تو صرف بدلہ لیا ہے۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ کی یہ ناراضی کسی بات کی بنا پر نہ تھی بلکہ افضلیت

کی تعلیم کے لئے تھی جیسا کہ آئندہ جواب سے معلوم ہو رہا ہے۔ خیال یہ بھی رہے کہ یہاں شتم بمعنی سَب ہے یعنی بُرا کہنا بمعنے گالی نہیں اور یہ مطلب نہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسے جواب میں گالی دی۔ آپ کی زبان مبارک جھوٹ اور گالی سے ہمیشہ محفوظ رہی۔۔۔ (یعنی) جب وہ شخص تم سے کہتا تھا کہ ابو بکر آپ تو ایسے ہیں تو فرشتہ کہتا تھا ابو بکر تو اچھے ہیں تُو ہی ایسا ہے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی نورانی نگاہیں غیبی فرشتوں کو دیکھتی ہیں اور آپکے کان شریف فرشتوں کی آواز سُنتے ہیں یہ فرشتہ یا تو کوئی خاص فرشتہ تھا جو اس کام کے لئے مامور ہوا تھا یا آپ کے ساتھ رہنے والا فرشتہ، پہلا احتمال قوی ہے یعنی اب تک تمہارا صبر رب کے لئے تھا اب تمہارا جواب دینا نفس کے لئے ہوا یہ اگرچہ جائز ہے مگر چونکہ اس میں اپنی ذات کو اور غصہ کو دخل ہے اس لئے فرشتہ خاموش ہو گیا اور شیطان خوش ہونے لگا۔ ممکن ہے کہ اب تم اس کے جواب میں زیادتی کر دو اب تک وہ ظالم تھا پھر ظلم تمہاری طرف سے ہو جاوے (مرقات) معلوم ہوا کہ جائز کام بھی اگر نفس کے لئے ہو تو شیطان کی خوشی کا ذریعہ بن جاتا ہے یعنی جو شخص اپنے حقوق مارنے والے سے چشم پوشی کرے اس پر موقعہ پا کر بھی اس سے بدلہ نہ لے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد اور بھی زیادہ کر دے گا۔۔۔ یہ بات تجربہ سے بھی ثابت ہے معافی سے عزت بڑھتی ہے بشرطیکہ معافی کمزوری کی نہ ہو۔ اخلاق کی ہو وہ معافی والی آئیتیں منسوخ ہیں جو کمزوری کی وجہ سے ہو۔ اخلاقی معافی کی آیتیں محکم ہیں۔

رشتہ داروں سے سلوک کرنا صرف اللہ ورسول کی رضا کے لئے ہو اپنی ناموری کے لئے نہ ہو تو ثواب ہے اس کا فائدہ ہے۔ صدقہ ثواب ہے اور اپنے عزیزوں و اہل قرابت پر صدقہ دُوہرا ثواب ہے۔ صدقہ کا بھی اور حق قرابت ادا کرنے کا بھی۔

بوقت کسی سے کچھ مانگ لینا جائز ہے صرف ضرورت کے مطابق مانگے اگر اور طرح سے ضرورت پوری ہو سکے تو نہ مانگے اپنے پاس مال ہے اور زیادتی مال کے لئے مانگنا یہ بہر حال حرام ہے۔ نصاب تین قسم کے ہیں۔ زکوۃ واجب ہونے کا نصاب، خیرات و زکوۃ لینے کی ممانعت کا نصاب اور سوال سے بچنے کا نصاب۔ آخری نصاب بقدر ضرورت مال اپنے پاس ہونا ہے، ضرورت والا مانگے بلا ضرورت نہ مانگے۔ پیشہ ور گداگر ہمیشہ فقیر ہی رہتے ہیں حاجت منداور گداگر میں فرق کرنا چاہیے۔ [183]

---

[183] مرآۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 654-653

سیاہ خضاب کافر کا

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلصُّفْرَۃُ خِضَابُ الْمُؤْمِنِ، والْحُمْرَۃُ خِضَابُ الْمُسْلِمِ، وَالسَّوَادُ خِضَابُ الْکَافِرِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) پیلا خضاب مؤمن کا ہے (2) سرخ مسلمان کا (3) اور سیاہ خضاب کافر کا۔ [184]

---

[184] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 23 حدیث نمبر 1993

مہمانی تین دن تک

وَعَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَآئِزَتُهٗ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذَالِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَّلَا يَحِلُّ لَهٗ أَنْ يَّثْوِيَ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُحَرِّجَهٗ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ایک حدیث تین باتیں

حضرت ابو شُریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے (1) ایک دن رات پُر تکلف دعوت ہے (2) تین دن ضیافت ہے (3) اور جو اس کے بعد ہو وہ صدقہ ہے اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ دوسرے کے پاس اتنا ٹھہرے کہ وہ تنگ آجائے۔ ﴿185﴾

﴿185﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 316، حدیث نمبر 4058، باب الضیافۃ، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

ہمارا مہمان وہ ہے جو ہم سے ملاقات کے لئے باہر سے آئے خواہ اُس سے ہماری واقفیت پہلے سے ہو یا نہ ہو جو ہمارے اپنے ہی محلّہ یا شہر سے ہم سے ملنے آئے دو چار منٹ کے لئے وہ ملاقاتی ہے مہمان نہیں۔ اس کی خاطر تو کرو مگر اس کی دعوت نہیں ہے اور جو ناواقف شخص اپنے کام لئے ہمارے پاس آئے وہ مہمان نہیں جیسے حاکم یا مفتی کے پاس مقدمہ والے یا فتوی والے آتے ہیں یہ حاکم کے مہمان نہیں۔۔۔ مہمان کو ایک شب کھانا کھلانا واجب ہے اگر نہ کھلائے تو گنہگار ہوگا (اور) اگر صاحب خانہ خود ہی بخوشی روکے تو رُک جانے میں حرج نہیں لیکن اس پر تنگی ہو اور مہمان ڈٹا رہے یہ بے عزتی بھی ہے اور مسلمان کو تنگ کرنا بھی ممنوع ہے۔۔۔الخ ﴿186﴾

﴿186﴾ مرآۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 54

برکت تین چیزوں میں

عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْبَرَکَۃُ فِی ثَلٰثَۃٍ، فِی الْجَمَاعَۃِ وَالثَّرِیْدِ وَالسُّحُوْرِ۔

ایک حدیث تین باتیں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: برکت تین چیزوں میں ہے (1) مسلمانوں کے اجتماع میں (2) طعام ثرید میں (3) اور طعام سحری میں۔ [187]

---

[187] جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 508 حدیث نمبر 1884

دُنیا کی تین چیزیں پسندیدہ

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ مِنَ الدُّنْيَا ثَلٰثَةٌ اَلطَّعَامُ وَالنِّسَآءُ وَالطِّيْبُ فَأَصَابَ اثْنَيْنِ وَلَمْ يُصِبْ وَاحِدًا أَصَابَ النِّسَآءَ وَالطِّيْبَ وَلَمْ يُصِبِ الطَّعَامَ ۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دُنیا کی تین چیزوں کو پسند فرماتے تھے یعنی (1) کھانا (2) عورت اور (3) خوشبو۔ چنانچہ دو آپ کو میسر آئیں اور ایک میسر نہ آئی۔ عورتیں اور خوشبو تو ملیں لیکن کھانا نہ ملا۔ [188]

---

[188] مشکوۃ شریف، جلد 2 صفحہ 511، حدیث نمبر 5028، باب فضل الفقرآء وماکان من عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تیسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

ان تین چیزوں سے محبت سنت ہے اپنی بیوی سے محبت تقویٰ کی اصل ہے جو شخص اپنی بیوی سے محبت نہیں کرتا وہ بدکار ہو جاتا ہے۔ خوشبو کا تعلق روحانیت سے ہے جس قدر روحانیت قوی ہو گی اسی قدر خوشبو بھی پیاری ہو گی اب بھی دیکھا گیا کہ مقبول بندوں کو خوشبو پیاری ہوتی ہے۔۔۔ بیویاں اور خوشبو تو بہت کثرت سے پائیں مگر کھانا کثرت سے نہ پایا یہاں اصل پانے کی نفی نہیں بلکہ مبالغہ کی نفی ہے۔ [189]

---

[189] مراۃ المناجیح، جلد 7 صفحہ 82

⏮ایک حدیث تین باتیں⏭

آپس میں بغض و حسد اور لڑائی کی ممانعت

عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلَّی اللّٰهُ تعالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لا تبا غضوا، تحاسدوا، ولا تدابروا، و کونوا عباداللہ اخوانا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) آپس میں بغض و حسد نہ رکھو (2) اور دشمنی نہ کرو (3) اور اللہ تعالیٰ کے سچے بندہ بن کر آپس میں برادرانہ سلوک رکھو۔ ﴿190﴾

﴿190﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 72 حدیث نمبر 2105

زمانہ قریب میں مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ يَكَدْ يَكْذِبُ رُؤْيَاالْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَاالْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْأً مِّنَ النُّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهٗ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنِ سِيْرِيْنَ وَأَنَا أَقُوْلُ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ حَدِيْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيْفُ الشَّيْطٰنِ وَبُشْرٰى مِنَ اللهِ فَمَنْ رَاٰى شَيْئًا يَّكْرَهُهٗ فَلَا يَقُصُّهٗ عَلٰى أَحَدٍ وَّلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ الْغُلَّ فِي النَّوْمِ وَيُعْجِبُهُمْ الْقَيْدُ وَيُقَالُ الْقَيْدُ ثُبَاتٌ فِي الدِّيْنِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) قَالَ الْبُخَارِيُّ رَوَاهُ قَتَادَةُ وَيُوْنُسُ وَهُشَيْمٌ وَأَبُوْ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ يُوْنُس لَا أَحْسِبُهٗ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ فِي الْقَيْدِ وَقَالَ مُسْلِمٌ لَا أَدْرِيْ هُوَ فِي الْحَدِيْثِ أَمْ قَالَهُ ابْنِ سِيْرِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَحْوَهٗ وَأَدْرِجُ فِي الْحَدِيْثِ قَوْلَهٗ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ إِلٰى تَمَامِ الْكَلَامِ۔

⏮ایک حدیث تین باتیں⏭

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب زمانہ قریب ہو جائے گا تو مؤمن کا خواب جھوٹا نہیں ہوا کرے گا کیونکہ مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور جو نبوت کا حصہ ہو وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ محمد بن سیرین نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ خواب تین قسم کے ہوتے ہیں (1) ایک دلی خیالات (2) دوسرے شیطان کے ڈراوے اور (3) تیسرے اللہ کی طرف سے بشارتیں۔ جو تم میں سے ناپسندیدہ چیز دیکھے تو وہ کسی سے بیان نہ کرے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے راوی کا بیان ہے کہ وہ خواب میں طوق دیکھنے کو ناپسند کرتے اور بیڑی (قید) کو پسند فرماتے۔ کہا جاتا ہے کہ بیڑی (قید) دین میں ثابت قدمی کی نشانی ہے (بخاری و مسلم) بخاری نے فرمایا کہ روایت کیا ہے اِسے قتادہ اور یونس اور ہُشَیم اور ابو بلال نے ابن سیرین سے اور انھوں نے حضرت ابوہریرہ سے۔ یونس نے فرمایا کہ میرے خیال میں بیڑی (قید) کے متعلق نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔ مسلم نے فرمایا مجھے نہیں معلوم کہ یہ حدیث کا حصہ ہے یا ابن سیرین کا قول ہے اور ایک روایت میں اِسی طرح ہے اور میں نے حدیث میں اُن کے قول کو وَاَکْرَہُ الْغُلَّ سے آخر تک درج کر دیا ہے۔ ﴿191﴾

﴿191﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 383، حدیث نمبر 4408، کتاب الرؤیا، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

قرب زمان میں کئی احتمال ہیں قریب قیامت، موت کے قریب کا زمانہ یعنی بڑھاپا، وہ مہینے جن میں دن رات برابر ہوتے ہیں۔ حضرت امام مہدی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ظہور کا زمانہ جبکہ لوگوں میں عیش و عشرت بہت ہو گا۔ سال گزرے گا مہینہ کی طرح مہینہ ہفتہ کی طرح، ہفتہ ایک دن کی طرح وہ زمانہ جب لوگوں کی عمریں گھٹ جائیں

گی یا شر و فساد کا زمانہ جب لوگ ایک دوسرے سے گتھ جائیں قتل و خون کے لئے قریب ہوئیں گے (اشعہ) مرقات میں اس کے اور بہت سے معنی کئے گئے ہیں مثلاً یاجوج و ماجوج کے خروج کا زمانہ یعنی ان زمانوں میں اہل اسلام کی اکثر خوابیں صحیح ہوا کریں گی۔

رویا صالحہ سے مُراد سچی خواب ہے جو نہ شیطانی وسوسہ سے ہو نہ دل کے خیالات بلکہ خاص رحمان کی طرف سے ہو جس قدر تقویٰ اعلیٰ اس قدر خوابیں سچی ہوتیں ہیں۔ خیال رہے کہ کبھی کفار و فسّاق کی خوابیں بھی سچی ہوتی ہیں۔شاہ مصر کافر تھااُس نے آئندہ کے سات سال کی قحط سالی بالیوں کی شکل میں دیکھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر دی اور وہ خواب سچی تھی اس کی اس خواب کے بہت اعلیٰ نتیجے ہوئے۔

(نبوت کا چھیالیسواں حصہ) اس کا حقیقی مطلب رب تعالیٰ جانے یا اس کے محبوب ﷺ۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ حضور (ﷺ) کی نبوت کا زمانہ تیئس سال ہے اور ظہور نبوت سے پہلے چھ ماہ (یعنی نصف سال آپ کو بہت ہی سچی اور اعلیٰ خوابیں آئیں تو زمانہ خواب زمانہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اس لئے خواب کو چھیالیسواں حصہ فرمایا گیا واللہ اعلم۔ بعض روایات میں ستر واں حصہ ہے، بعض میں پچاسواں حصہ ہے۔ فرماتے ہیں (حضور) ﷺ کے اچھے اخلاق اور میانہ روی نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔

لہٰذا چاہیئے یہ کہ فرمان پر ایمان لاؤ مطلب اللہ رسول کے سپرد کرو۔ بعض نے فرمایا کہ حضور ﷺ کو چھیالیس خصوصی صفات عالیہ عطا ہوئیں جن میں سے ایک صفت اچھی خواب ہے بعض نے فرمایا کہ اس سے عدد خاص مراد نہیں بلکہ زیادتی بیان کرنا مقصود ہے یا یہ کہ حضور ﷺ کو وحی چھیالیس قسم کی ہوئی بلاواسطہ جبریل بواسطہ جبریل (علیہ السلام) پھر گھنٹہ کی سی آواز۔ صاف بیان حق تعالیٰ کا خواب میں کچھ فرما دینا حتیٰ کہ معراج میں مشاہدہ جمال کرا کر کلام فرمایا ان چھیالیس حصہ سے ایک خواب بھی ہے

لہٰذا یہ خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے (اشعہ) خیال رہے کہ حضور (ﷺ) پر نبوت ختم ہوچکی مگر نبوت کے اوصاف تا قیامت باقی ہیں اوصاف نبوت یا اجزاءِ نبوت بعینہٖ نبوت نہیں۔ [192]

---

[192] مرآۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 284)

اور جگہ فرماتے ہیں۔

ہر خواب سچا نہیں ہوتا نفسانی، شیطانی خواب مثل وسوسہ کے ہوتے ہیں ناقابل اعتبار اور رحمانی خواب ہاں رحمانی خواب جس کا تعلق فرشتہ سے ہوتا ہے وہ درست ہی ہوتے ہیں یہ ہماری خوابوں کا حال ہے حضرت انبیاء کرام (علیہم السلام) کے خواب ہمیشہ رحمانی اور درست ہوتے ہیں لہٰذا حدیث بالکل ظاہر ہے۔(اگر ناپسندیدہ خواب دیکھے تو نماز پڑھے) تاکہ نماز کی برکت سے شیطان کا اثر جاتا رہے۔ یہ مشورہ جب ہے جبکہ نماز میں دل لگے ورنہ بائیں ہاتھ کی طرف تھتکار دے۔ کروٹ بدل کر لاحول شریف پڑھ لے۔۔۔ابن سیرین خواب میں اپنے گلے میں طوق دیکھنا ناپسند کرتے تھے اپنے پاؤں میں زنجیر و بیڑیاں دیکھنا پسند کرتے تھے اور کہتے تھے یا حضرات صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) خواب میں اپنے گلے میں طوق دیکھنا ناپسند کرتے تھے۔۔۔خلاصہ یہ ہے کہ گلے میں طوق لعنت کی علامت ہے پاؤں میں بیڑی دین پر استقامت کی نشانی ہے۔ [193]

---

[193] مرآۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 290-291

علامہ مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہاں پوری علیہ الرحمہ مؤطا امام مالک کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

نبوت خدا سے براہِ رسالت علم پانے کا اعلیٰ ترین واحد ذریعہ ہے نیک آدمی کا خواب گویا اس کا چھیالیسواں حصہ ہے اور یہ بھی ایک شرف ہے لیکن ایسے خواب دیکھنے

والے کو نبی سمجھنا قطعاً غلط ہے اور نہ اس شرف کو اجرائے نبوت کی دلیل بنایا جاسکتا ہے کیونکہ نبوت ختم ہو چکی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ ختم نبوت کا عقیدہ ضروریات دین سے ہے اور اس کا انکار کرنے والا یا اس کے معانی میں تاویل کرنے والا اسلام کے دائرے سے نکل جاتا ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور انہیں مسلمان جاننے والے سب اسلام کے دائرے سے باہر ہیں۔ یہی مصنف تحذیر الناس (قاسم نانوتوی دیوبندی) کا حال ہے جنھوں نے خاتمیت زمانی کو عوام کا خیال اور فضیلت سے خالی بتاتے ہوئے صاف کہہ دیا کہ اگر بالفرض حضور کے بعد ہزاروں نبی اور پیدا ہو جائیں تب بھی خاتمیت محمدی برقرار رہتی ہے۔ یہ سراسر غیر اسلامی، خلاف قرآن و حدیث اور ساری اُمت محمدیہ کے خلاف انہوں نے اس لیے عقیدہ کیا کہ دعویٰ نبوت کے راستے میں ختم نبوت کا عقیدہ حائل تھا لہٰذا اس عقیدے کے انکار کی ٹھہرائی کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا یہ عقیدہ تو عوام کالانعام کا ہے اہل فہم کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور کے بعد نبی ہو سکتا ہے ایک نہیں ہزاروں نبی ہو سکتے ہیں کیونکہ حضور زمانہ کے لحاظ سے نہیں بلکہ مرتبے کے لحاظ سے خاتم ہیں اور اپنی اس گھڑی ہوئی خاتمیت کا نام خاتمیت مرتبی رکھ کر اسے حضور کے شایانِ شان بتادیا اور خاتمیت زمانے کو مٹانے کی غرض سے صاف کہہ دیا کہ "شایان شان محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ کہ زمانی" حالانکہ مسلمانوں نے تیرہ سو سال کے اندر خاتمیت مرتبی کا نام بھی نہیں سُنا تھا۔ موصوف نے کاریگری یہ دکھائی کہ خاتمیت کو پرے پھینک دیا اور فضیلت کو اس جگہ رکھتے ہوئے اسے خاتمیت بتانے اور اہل اسلام کو بہکانے اور جہنم کا ایندھن بنانے لگے۔ پروردگار عالم ہر مسلمان کو گندم نما جو فروش قسم کے رہنما بننے والوں کے شر سے محفوظ و مامون رکھے۔ اٰمِیْنَ یَااِلٰہ الْعٰلَمِین بحقِ خاتم الْانبیآءِ وَالْمُرسلین۔ [194]

---

[194] حاشیہ مؤطا امام مالک، صفحہ 792

تین شخصوں کی عبادت قبول نہیں

عن ابی امامة الباھلی رضی اللہ تعالیٰ عنه قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ: ثلثة لایقبل اللہ عزوجل منھم صرفا ولا عدلا، عاق، ومنان ومکذب بقدر۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہ ان کا نفل قبول کرے اور نہ فرض (1) ماں باپ کا ایذا دینے والا (2) اور صدقہ دیکر فقیر پر احسان رکھنے والا (3) اور تقدیر کا جھٹلانے والا۔ ﴿195﴾

﴿195﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 193 حدیث نمبر 2339

قیامت میں تین اشخاص کا فیصلہ پہلے ہوگا

وَعَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یُقۡضٰی عَلَیۡہِ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ رَجُلٌ ٍاَسۡتُشۡھِدَ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعۡمَتَہٗ فَعَرَفَھَا فَقَالَ فَمَا عَمِلۡتَ فِیۡھَا قَا لَ قَاتَلۡتُ فِیۡكَ حَتّٰی اسۡتُشۡھِدۡتُّ قَالَ كَذَبۡتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلۡتَ لِاَنۡ یُّقَالَ جَرِیٌّ فَقَدۡ قِیۡلَ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجۡھِہٖ حَتّٰی اُلۡقِیَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الۡعِلۡمَ وَعَلَّمَہٗ وَقَرَءَ الۡقُرۡآنَ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعَمَہٗ فَعَرَفَھَا قَالَ فَمَا عَمِلۡتَ فِیۡھَا قَالَ تَعَلَّمۡتُ الۡعِلۡمَ وَعَلَّمۡتُہٗ وَقَرَاۡتُ فِیۡكَ الۡقُرۡآنَ قَالَ كَذَبۡتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمۡتَ الۡعِلۡمَ لِیُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأۡتَ الۡقُرۡآنَ لِیُقَالَ ھُوَ قَارِیٌٔ فَقَدۡ قِیۡلَ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجۡھِہٖ حَتّٰی اُلۡقِیَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ وَّسَّعَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاَعۡطَاہُ مِنۡ اَصۡنَافِ الۡمَالِ كُلِّہٖ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ

نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: (1) قیامت کے دن لوگوں میں جس کا فیصلہ سب سے پہلے کیا جائے گا وہ شہید راہ حق ہے اسکو سامنے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اسکو اپنی نعمتیں یاد کرائیگا جنکو وہ پہچان لے گا اسکے بعد رب تعالیٰ اس (شہید) سے دریافت کرے گا کہ تو نے اس سلسلہ میں کیا عمل کیا تو وہ کہے گا کہ میں تیری راہ میں جہاد کیا یہاںتک کہ شہادت حاصل کی۔ رب تعالیٰ فرمائے گا تو نے غلط کہا تو نے جنگ اسلئے کی تھی کہ تو بہادر کہلائے اور تجھے یہی کہا گیا اسکے بارے میں فیصلہ ہوگا اور اسکو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا (2) ایک اور شخص جس نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا قرآن پڑھا اسکو بھی لایا جائے گا اسکو بھی نعمت الٰہی بتائی جائیں گی جن کا وہ اعتراف کرے گا۔ رب تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے کیا عمل کیا وہ کہے گا میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لیے قرآن پڑھا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا تو نے غلط کہا تو نے علم اس لئے سیکھا تھا کہ تجھے عالم اور قاری کہا جائے اور لوگوں نے تجھے یہی کہا پھر اس کے بعد اس کے بارے میں حکم ہوگا اور اسکو چہرہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (3) ان کے علاوہ ایک وہ شخص ہے کہ اللہ نے اس کو دولت سے نوازا۔ انواع واقسام کے مال دیئے اس کو لایا جائے گا اس کے سامنے بھی نعمتوں کا تذکرہ ہوگا اور وہ ان کا اعتراف کریگا اس سے رب کریم فرمائے گا تو نے اس مال سے کیا کیا ہے۔ وہ عرض کرے گا۔ مولا! میں نے کوئی راہ نہ چھوڑی اور جہاں جہاں تیری رضا کے حصول کیلئے مال خرچ کر سکتا تھا کیا۔ رب تعالیٰ

فرمائے گا کہ تو غلط کہتا ہے تو نے میری رضا کیلئے نہیں بلکہ مال اس لئے خرچ کیا کہ تو سخی کہلائے جو کہا گیا۔ پس اُس کے لئے حکم فرمایا جائے گا تو اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ﴿196﴾

﴿196﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 1 صفحہ 64، حدیث نمبر 194، کتاب العلم، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ۔

یہ اولیت اضافی ہے نہ کہ حقیقی یعنی ریاکاروں میں سے پہلے ریاکار شہید کا فیصلہ ہوگا لہٰذا یہ حدیث اسکے خلاف نہیں کہ پہلے حساب نماز کا ہوگا یا پہلے ظلماً قتل کا حساب ہوگا۔ عبادات میں نماز کا، معاملات میں قتل کا، ریا میں ایسے شہید کا فیصلہ پہلے ہے شہید سے وہ مُراد ہے جو اللہ کی راہ میں مارا گیا۔

(رب تعالیٰ فرمائے گا) یعنی میں تجھے اندرونی بیرونی کروڑوں نعمتیں دیں تو نے کونسی نیکی کی معلوم ہوا کہ نیکیاں رب کے انعام کا شکریہ بھی ہیں (وہ کہے گا تیری راہ میں جہاد کیا اور شہید ہوگیا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا) یعنی تیرے جہاد اور شہادت کا عوض یہ ہوگیا کہ لوگوں نے تیری واہ واہ کردی کیونکہ تُو نے اِسی نیت سے جہاد کیا تھا نہ کہ خدمتِ اسلام کیلئے۔ معلوم ہوا کہ اگر غازی میں اخلاص ہو تو لوگوں کی واہ واہ سے ثواب کم نہیں ہوگا یہ تو رب کی طرف سے دنیوی انعام ہے صحابہ کرام اور خود نبی کریم ﷺ کی دونوں جہاں میں واہ واہ ہورہی ہے۔ خیال رہے کہ فقط غنیمت یا ملک حاصل کرنے کیلئے جہاد کا انجام بھی یہی ہے جہاد صرف اللہ رسول کی رضا کیلئے چاہیے (پھر) یعنی نہایت ذلت کے ساتھ مرے ہوئے کتے کی طرح ٹانگ سے گھسیٹ کر کنارۂ جہنم سے نیچے پھینکا جائے گا۔ جہنم کی گہرائی آسمان وزمین کے فاصلہ سے کروڑوں گُنا زیادہ ہے اللہ کی پناہ۔

(ایسے ہی علم سیکھنے سکھانے والے سے کہا جائے گا) تیری یہ ساری محنت خدمتِ دین کیلئے نہ تھی بلکہ علم کے ذریعہ عزت اور مال کمانیکی تھی وہ تجھے حاصل ہوگئے۔ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اسی حدیث کو دیکھتے ہوئے بعض علماء نے اپنی کتابوں میں اپنا نام بھی نہ لکھا اور جنہوں نے لکھا ہے وہ ناموری کیلئے نہیں بلکہ لوگوں کی دُعا حاصل کرنے کے لئے۔ معلوم ہوا کہ جیسے اخلاص والی نیکی جنت ملنے کا ذریعہ ہے ایسے ہی ریا والی نیکی جہنم اور ذلت حاصل کرنے کا سبب۔ اس جگہ چار مسئلے یاد رکھنے چاہئیں۔

1) ایک یہ کہ یہاں ریاکار شہید عالم اور سخی ہی کا ذکر ہوا ہے اس لئے کہ انہوں نے بہترین عمل کئے جب یہ عمل ریا سے برباد ہوگئے تو دیگر اعمال کا کیا پوچھنا۔ ریا کے حج و زکوٰۃ اور نماز کا بھی یہی حال ہے۔

2) دوسرے یہ کہ بعض ریاکار وہ ہیں جو ریا ہی کیلئے نیکیاں کرتے ہیں اگر ان کی تشریف نہ ہو تو نیکی کرتے ہی نہیں۔ بعض وہ ہیں کہ ریا کیلئے اچھی طرح عمل کریں تنہائی میں معمولی۔ بعض وہ ہیں کہ جو خلوت و جلوت میں عمل یکساں کریں مگر نام و نمود سے خوش ہوں۔ یہاں پہلی قسم کا ریاکار مُراد ہے دوسری قسم کے ریاکار اصل نیکی کا ثواب پائیں گے مگر ناقص۔

3) تیسرے یہ اس حدیث میں قانون اور رب کا عدل کا ذکر ہے فضل دوسری چیز ہے رب فرماتا۔ فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ۔ لہٰذا یہ حدیث معافی کی آیات واحادیث کے خلاف نہیں۔ شعر۔ ؎

عدل کرے تو تھر تھر کانپیں اونچی شانوں والے
فضل کرے تو بخشے جانویں مجھ جیسے منہ کالے

4) چوتھے یہ کہ مومن کی یہ ساری سزائیں تنہائی میں ہوگی علانیہ نہیں۔ اللہ اُسے ذلت اور رسوائی سے بچائے گا۔ ذلت و رسوائی صرف کافروں کے لئے ہوگی جیسا کہ آیات قرآنیہ سے ثابت ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ریا کے خوف سے عمل نہ چھوڑدے عمل کیے جائے کبھی اخلاص بھی نصیب ہو ہی جائے گا۔ مکھیوں کے ڈر سے کھانا نہ چھوڑ دو۔﴿197﴾

﴿197﴾ مراٰۃ المناجیح، جلد 1 صفحہ 191-192

مسلمان کے تین اوقات میں دُعا قبول

عن ام المؤمنین عائشة الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنها قَالَت: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلَّى اللّٰهُ تعالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثلاث ساعات للمرء المسلم ما دعا فیهن الا استجیب له مالم یسئل قطیعة رحم او ماثما، حین یوذن المؤذن بالصلوٰة حتی یسکت، وحین یلتقی الصفان حتی یحکم الله تعالیٰ بینهما، وحین ینزل المطر حتی یسکن۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے لئے تین اوقات ایسے ہیں کہ ان میں دُعا قبول ہوتی ہے اگر کسی گناہ یا رشتہ کاٹنے کی دُعا نہ کرے (1) اذان کے وقت (2) جہاد کے وقت (3) بارش کے وقت۔﴿198﴾

﴿198﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 299 حدیث نمبر 2533

بنی ہاشم تین باتوں میں مخصوص

عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا خَصَّنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَئٍ دُونَ

النَّاسِ إِلَّا بِثَلٰثَةِ أَشْيَآءَ فَإِنَّهُ أَمَرَنَا أَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوْءَ وَلَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَلَا نُنْزِيَ الْحُمُرَ عَلَى الْخَيْلِ۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مروی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا بخدا دین کی باتیں بتانے میں سرکار (ﷺ) نے بنی ہاشم کو کسی بات سے مخصوص نہیں فرمایا سوائے تین باتوں کے (1) پہلی یہ کہ ہمیں آپ نے وضو پورا کرنے کا حکم فرمایا (2) دوسری یہ کہ ہم مال کی زکوٰۃ نہ کھائیں (3) تیسری یہ کہ گدھوں اور گھوڑوں کا ملاپ نہ کریں۔ [199]

---

[199] سنن نسائی، جلد 1 صفحہ 47 حدیث نمبر 143 باب الامر باسباغ الوضوء

صاحب مترجم نسائی شریف لکھتے ہیں۔

پہلا ارشاد گرامی یعنی وضو کرنا تمام مسلمانوں کے لیے ہے مگر تینوں باتوں کی خصوصی تاکید بنو ہاشم کو زیادہ فرمائی۔ نر گدھوں اور مادہ گھوڑیوں کا ملاپ عملًا مکروہ ہے کیونکہ اس طرح آلہ جہاد گھوڑوں کی نسل کم ہو گی جو بڑھانی چاہیے۔ زکوٰۃ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لئے جائز نہیں۔ [200]

---

[200] حاشیہ سنن نسائی، جلد 1 صفحہ 47

تین باتوں کی ممانعت

عن رویفع ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰهُ تعالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَارُوَيْفِعُ! لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُوْلُ بِكَ بَعْدِي

ایک حدیث تین باتیں

فَاَخْبِرِالنَّاسَ اَنَّہٗ مَنْ عَقَدَ لِحْیَتَہٗ، اَوْ تَقَلَّدَ وَتْرًا، اَوِ اسْتَنْجٰی بِرَجِیْعِ دَابَّۃٍ اَوْعَظْمٍ فَاِنَّ مُحَمَّدًا بَرِیٌّ مِنْہُ۔

حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے رویفع! میں اُمید کرتا ہوں کہ تو میرے بعد عمر دراز پائے گا تو لوگوں کو خبر دینا کہ (1) جو اپنی داڑھی باندھے (2) یا کمان کا چلہ گلے میں لٹکائے (3) یا کسی جانور کی لید گوبر یا ہڈی سے استنجاء کرے تو بیشک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔ [201]

---

[201] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 36 حدیث نمبر 2029

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

داڑھی باندھنے سے مراد اس کا مجعدہ و مرغول بنانا ہے کہ یہ کافروں کا فعل ہے اور اس میں ان سے تشبہ ہے۔ داڑھی چڑھانے والے حضرات کہ ڈھاٹے باندھ باندھ کر داڑھی کو مجعد مرغول کرتے اور متکبر ٹھاکروں جاٹوں کی صورت بنتے ہیں ان صحیح حدیثوں کو یاد رکھیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیزاری و بے علاقگی کو ہلکا نہ جانیں۔

اور داڑھی منڈانے کترنے والے زیادہ سخت وآفت کے منتظر رہیں جب داڑھی باقی رکھ کر اس کی صفت و ہیئت میں کافروں سے تشبہ اس درجہ باعث بیزاری محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوا تو سرے سے داڑھی قطع یا حلق کر دینا اور پورے پورے مجوسیوں مچھندروں کی صورت بننا جس قدر غضب و ناراضی واحد قہار و رسول کردگار

جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو بجاہے اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ثبت اور حفاظ و فقیہ ہیں۔ ﴿202﴾

﴿202﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 36

حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین دعائیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ لَمَّا بَنَى بَيْتَ الْمَقْدِسِ سَأَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خِلَالًا ثَلٰثَةً سَأَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ فَأُوتِيَهُ وَسَأَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ فَأُوتِيَهُ وَسَأَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حِينَ فَرَغَ مِنْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ أَنْ لَا يَأْتِيَهُ أَحَدٌ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلٰوةُ فِيهِ أَنْ يُخْرِجَهُ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب جناب سیلمان بن داوٗد علیہما السلام نے بیت المقدس کی تعمیر و مرمت فرمائی تو اللہ جل شانہٗ سے تین باتوں کی دُعا فرمائی (1) ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی سی حکومت عنایت فرمائے (ہوا پانی اور حیوان انسان آپ کے تابع ہوں) اللہ نے ایسی ہی حکومت عطا فرمائی (2) دوسری یہ کہ اللہ انہیں ایسی سلطنت عنایت فرمائے جو اِن کے بعد کسی کو نہ ملے۔ اللہ جل شانہٗ نے انہیں ایسی ہی سلطنت عنایت فرمائی (3) تیسری یہ کہ جب آپ مسجد بنانے کے بعد فارغ ہوئے تو آپ نے اللہ سے یہ دُعا فرمائی کہ اے اللہ ! جو شخص اس مسجد میں نماز پڑھنے آئے تو اس کو گناہوں سے پاک فرمادے جیسے وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدائش کے وقت گناہوں سے پاک تھا۔ ﴿203﴾

﴿203﴾ سنن نسائی، جلد 1 صفحہ 211 حدیث نمبر 696، باب مسجد الاقصیٰ والصلوٰۃ فیہ

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کوئی اچھا کام ابتداء اور ختم کرتے وقت اللہ رب العزت جل جلالہ کی بارگاہ میں خشوع و خضوع سے دُعا مانگے تو رب کریم اپنے بندے کی دُعا قبول کرتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ سنت انبیاء ہے۔ حضرت سیلمان علیہ السلام کی تین دُعائیں اللہ رب العزت جل شانہٗ کی بارگاہ میں قبول ہوئیں اور ہوا پانی حیوان انسان آپ کے تابع کر دیئے گئے اور عظیم الشان سلطنت عطا فرمائی گئی۔ بیت المقدس کو قبلہ اوّل کہا جاتا ہے پھر امت محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں اس مسجد میں نماز پڑھنے والے کو پچاس ہزار کا ثواب ملتا ہے۔ آج مسلمانوں کی بدقسمتی سے قبلہ اوّل یہودیوں کے نرغے میں ہے اور مسلمانوں کی حکومتیں صرف تماشائی بنی ہوئیں ہیں۔ آج بیت المقدس پھر کسی سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمۃ کا انتظار کر رہا ہے۔ کاش ! مسلمان حکمران اپنی عیاشیوں کو ترک کر کے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر مسلمانوں کے قبلہ اوّل کو آزاد کرا کر دُنیا و آخرت میں سرخرو ہوں۔

جنت سے محروم شرابی، جادو کی تصدیق کرنے والا، بے توبہ شرابی مرنے والا

عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: ثَلٰثَۃٌ لَایَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ، مُدْمِنُ الْخَمَرِ، وَقَاطِعُ الرَّحِمِ، وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ، وَمَنْ مَاتَ مُدْمِنَ الْخَمَرِ سَقَاہُ اللّٰہُ جَلَّ وَعَلَا مِنْ نَہْرِ الْغُوْطَۃِ، قیل: وما نہر الغوطۃ؟ قَالَ: نَہْرٌ یَّجْرِیْ مِنْ فُرُوْجِ الْمُوْمِسَاتِ تُؤْذِیْ اَہْلَ النَّارِ رِیْحُ فُرُوْجِہِنَّ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : تین شخص جنت میں نہ جائیں گے (1) شرابی اور اپنے قریبی رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنے والا (2) اور جادو کی تصدیق کرنے والا

(3) اور جو شرابی بے توبہ مر جائے اللہ اسے وہ خون اور پیپ پلائیگا جو دوزخ میں فاحشہ کی بری جگہ سے اس قدر بہے گا کہ ایک نہر ہو جائیگی۔ دوزخیوں کو انکی فرج کی بدبو عذاب ہو گی وہ سخت بدبو گندی پیپ جو بدکار عورتوں کی فرج سے بہے گی اس شرابی کو پینی پڑیگی۔ ﴿204﴾

﴿204﴾ جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 426-427 حدیث نمبر 1727

تین باتوں کی ممانعت

عَنْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شِبْلٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَلٰثٍ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ وَأَنْ يُوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَقَامَ لِلصَّلٰوةِ كَمَا يُوَطِّنُ الْبَعِيرُ۔

سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن شبل سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین باتوں سے منع فرمایا (1) ایک تو کوّے کی طرح ٹھونگیں لگانے (2) دوسرے درندے کی طرح ہاتھ بچھانے سے (3) تیسرے یہ کہ نماز کے لیے ایسی جگہ مقرر کی جائے جیسے اونٹ ایک ہی جگہ بیٹھ جاتا ہے (یعنی وہیں نماز پڑھے دوسری جگہ نہ پڑھی جائے)۔ ﴿205﴾

﴿205﴾ سنن نسائی، جلد 1 صفحہ 341 حدیث نمبر 1115، باب النھی عن نقرۃ الغراب

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اتنی تیز رفتاری سے نماز ادا کرنا جس سے الفاظ کا صحیح طرح سے ادا نہ ہو سکنا ہے اُس کو کوّے کی ٹھونگیں سے تشبیہ دی ہے کہ چونچ جلد سے زمین پر مارتا ہے اور جلدی ہی اُٹھا لیتا ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں اس کو منافق کی نشانی بتائی گئی ہے۔ دوسرے اس بات سے منع فرمایا کہ درندے چوپائے کی طرح نماز

میں سجدے کی حالت میں ہاتھ بچھانے کو کیونکہ سجدہ کی حالت میں کہنیوں کو اُونچا رکھا جاتا ہے زمین پر رکھنے سے چوپایوں سے مشابہ ہو جاتا ہے اور نماز کے لئے ایک جگہ مقرر کرنے سے منع فرمایا کہ ایک جگہ ہی نماز پڑھے اور دوسری جگہ نہ پڑھے جبکہ یہ غلط ہے ہر پاک وصاف جگہ ایک مسجد سے دوسری مسجد میں نماز ادا کرے کیونکہ جہاں جہاں اور جس جس جگہ کوئی نماز ادا کرے گا تو قیامت کے دن وہ جگہ اُس شخص کیلئے گواہی دے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قرآن میں ہر چیز کا بیان (ماضی، حال، مستقبل)

عن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجھه الکریم قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلَّی اللّٰهُ تعالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: کتاب اللہ فیه نبا ما قبلکم وخبر ما بعد کم وحکم ما بینکم۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1)قرآن میں خبر ہے ہر اس چیز کی جو تم سے پہلے ہے (2)اور ہر اس چیز کی جو تمہارے بعد ہے (3) اور حکم ہے ہر اس امر کا جو تمہارے درمیان ہے۔ ﴿206﴾

﴿206﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 426 حدیث نمبر 2707

قیامت میں لوگوں کو تین طرح اُٹھایا جائے گا

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلٰثَةِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ رَاهِبِيْنَ وَاِثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّثَلٰثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَأَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ

قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا ۔(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو تین طرح اُٹھایا جائے گا (1) رغبت کرنے (2) ڈرنے والے (3) ایک اونٹ پر دو، ایک اونٹ پر تین، ایک اونٹ پر چار اور ایک اونٹ پر دس۔ باقی کو آگ اکٹھا کرے گی اور اُن کے ساتھ قیلولہ کرے گی۔ جہاں وہ کریں گے اُن کے ساتھ رات گزارے گی جہاں وہ گزریں گے اُن کے ساتھ صبح کرے گی جہاں وہ کریں گے اور اُن کے ساتھ شام کرے گی جہاں وہ کریں گے۔ [207]

[207] مشکوٰۃ شریف، جلد 3 صفحہ 55، حدیث نمبر 5298، باب الحشر، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یعنی مُردے زندہ ہو کر اپنی قبروں سے میدان قیامت کی طرف تین طرح ہو جائیں گے اس دراز راستہ کو تین طریقہ سے طے کریں گے۔۔ بعض تو سواریوں پر بعض پیدل اور بعض منہ کے بل گھسٹتے۔ یہ ان طریقوں کا بیان نہیں بلکہ اس کے علاوہ دوسرے حالات کا بیان ہے کہ حضرات اولیاء اللہ تو خوشی خوشی راغب ہو کر جائیں گے۔۔۔ان پر حضرات پر قیامت کی گھبراہٹ بالکل طاری نہ ہو گی۔ رہے خائفین یہ وہ لوگ ہیں جو گنہگار ہیں ان کی بخشش کی اُمید ہے خوف سے مُراد پکڑے جانے کا خوف ہے۔۔۔اونٹ قربانی کے جانور نہ ہوں گے بلکہ قدرتی ہوں گے اور ان میں سے ایک ایک پر چند کا سوار ہونا یا تو اجتماعاً ہو گا کہ سب یک دم اس پر سوار ہوں گے یا باری باری والے کہ ایک سوار ہو گا باقی پیدل چلیں گے پھر دوسرے کی باری جتنا درجہ زیادہ اتنی ہی شرکت تھوڑی ہو گی بعض شارحین نے فرمایا کہ اس حشر سے مُراد وہ اجتماع ہے جو قیامت

سے پہلے ہوگا کہ لوگ اپنی زندگی میں زمین شام میں پہنچ جائیں گے اور اس طرح پہنچیں گے مگر ترجیح اس کو ہے کہ یہ حشر قبروں سے اُٹھنے کے بعد ہوگا جو کہ علاوہ شام کے اور زمین میں دفن ہوئے۔ان کو میدان حشر میں ان طریقوں سے پہنچایا جائے گا (اشعہ۔مرقات) خیال رہے کہ یہاں محشر تک جانے کا ذکر ہے اور اگلی حدیث میں قبروں سے اُٹھنے کا تذکرہ۔ لہٰذا مطلب واضح ہے اس کے متعلق اور بہت قول ہیں اس جگہ صبح شام سے مُراد حقیقی صبح وشام نہیں بلکہ اتنا وقت مُراد ہے کیونکہ اس دن رات و دن صبح شام نہ ہوگا۔ یہاں مرقات نے بہت تحقیق کی ہے۔ ﴿208﴾

﴿208﴾ مرآۃ المناجیح، جلد 7 صفحہ 265-266

بچے اللہ ورسول کے سپرد

عن ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَت:ان ابا سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما توفی عنہا وانقضت عدتہا خطبہا رَسُوْلُ اللہِ صلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فقالت: یارسول اللہ! ان فی ثلاث خصال، انا امراۃ کبیرۃ، فقال صلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:انا اکبر منك، قالت: وانا امراۃ غیور، قال: ادعو اللہ عزوجل فیذھب غیرتك،قالت: یارسول اللہ! وانی امراۃ مصبیۃ،قال:ھم الی اللہ ورسولہ،قال:فتزوجھا۔

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا اور عدت گزر گئی تو حضور سید عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں پیغام نکاح دیا انھوں نے عرض کی یارسول اللہ ! مجھ میں تین باتیں ہیں (1) میری عمر زائد ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : میں تم سے بڑا ہوں، عرض کی (2)

میں رشک ناک عورت ہوں (یعنی ازواج مطہرات کے ساتھ شکر رنجی کا اندیشہ ہے) فرمایا: میں اللہ عزوجل سے دُعا کروں گا وہ تمہارا رشک دور فرمادے گا۔ عرض کی یارسول اللہ! (3) میرے بچے ہیں ان کی پرورش کا خیال ہے۔ فرمایا: بچے اللہ ورسول کے سپرد ہیں۔ [209]

[209] جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 329 حدیث نمبر 3182

قیامت میں لوگوں کو ننگے بدن اکٹھا کیا جائے گا

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا: قیامت کے روز لوگوں کو (1) ننگے پاؤں (2) ننگے جسم اور (3) ختنہ کے بغیر اکٹھا کیا جائے گا میں عرض گزار ہوئی یارسول اللہ! مرد اور عورتیں اکٹھے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ فرمایا۔ اے عائشہ! بات اِس سے زیادہ سخت ہے کہ ایک دوسرے کی طرف دیکھا جائے۔ [210]

[210] مشکوٰۃ شریف، جلد 3 صفحہ 55، حدیث نمبر 5300، باب الحشر، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

ناس فرما کر بتایا کہ یہ حالت عام لوگوں کی ہوگی حضرات انبیاء و خاص اولیاء کی یہ حالت نہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا [نوٹ] نیز جنات جانوروں کے جمع ہونے کی اور نوعیت ہوگی وہ بھی النّاس سے خارج ہے۔

﴿نوٹ﴾ اس فرمان عالی میں انُّم فرما کر بتایا گیا کہ تم عوام لوگ اس حالت میں اُٹھیں گے ننگے بدن ننگے پاؤں ننگے پاؤں بے ختنہ مگر بلکہ تمام انبیاء کرام اپنے کفنوں میں اُٹھیں گے حتی کہ بعض اولیاء اللہ بھی کفن پہنے اُٹھیں گے تا کہ ان کا ستر کسی اور پر ظاہر نہ ہو۔ جامع صغیر کی روایت میں کہ حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ میں قبر انور سے اُٹھوں گا اور فوراً مجھے جنتی جوڑا پہنا دیا جاوے گا۔ لہٰذا یہاں اس فرمان عالی سے حضور انور ﷺ بلکہ تمام انبیا بعض اولیا مستثنیٰ ہیں (مرقات۔اشعہ) (مراٰۃ المناجیح، جلد 7 صفحہ 266)

یعنی رب تعالیٰ پاکباز نیک بی بیوں کی بے پردگی کیوں فرمائے گا وہ مردوں کے سامنے صرف بے پردہ ہی نہیں بلکہ ننگی ہوں۔ بڑا پیارا سوال ہے۔ خیال رہے کہ ازواج پاک اور فاطمہ زہرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) باپردہ اُٹھیں گی جیسا کہ عرض کیا گیا کہ وہ خاص اولیاء اللہ میں داخل ہیں۔

یعنی اس دن جلال و ہیبت حجاب بن جاوے گی کوئی کسی کو نہ دیکھے گا سب کی نظر آسمان پر ہو گی قدم زمین پر۔ آج بھی بڑی آفت میں سامنے والا آدمی کو پاس کی چیز نظر نہیں آتی۔ ﴿211﴾

﴿211﴾ مراٰۃ المناجیح، جلد 7 صفحہ 369

تین چیزوں سے محبت

عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: حبب الى من دنيا كم ثلثة، النساء، والطيب، وجعلت قرة عينى فى الصلوٰة۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری دُنیا میں سے تین چیزوں کی محبت میرے دل

میں ڈالی گئی (1) نکاح (2) خوشبو (3) اور میرے آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ [212]

[212] جامع الاحادیث، ج5ص516حدیث نمبر3398

لوگ تین فوجوں کی شکل میں اکٹھے کئے جائیں گے

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ إِنَّ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِيْ اَنَّ النَّاسَ يُحْشَرُوْنَ ثَلٰثَةَ أَفْوَاجٍ فَوْجًا رَاكِبِيْنَ طَاعِمِيْنَ كَاسِيْنَ وَفَوْجًا يَسْحَبُهُمُ الْمَلٰئِكَةُ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ وَتُحْشِرُهُمُ النَّارُ وَفَوْجًا يَمْشُوْنَ وَيَسْعُوْنَ وَيُلْقِي اللهُ الْاٰفَةَ عَلَى الظَّهْرِ فَلَا يَبْقٰى حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ لَتَكُوْنُ لَهُ الْحَدِيْقَةُ يُعْطِيْهَا بِذَاتِ الْقَتَبِ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهَا۔ (رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: لوگ تین فوجوں کی شکل میں اکٹھے کیے جائیں گے (1) ایک فوج والے سوار، آرام میں لباس پہنے ہوئے ہوں گے (2) دوسری فوج والوں کو فرشتے اُن کی چہروں کے بل گھسیٹتے ہوں گے اور آگ اُنھیں اکٹھا کرے گی (3) تیسری فوج والے چلتے اور دوڑتے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سواریوں پر آفت ڈال دے گا کہ کوئی باقی نہیں رہے گی یہاں تک کہ کسی کے پاس اگر باغ ہو اور سواری کے قابل جانور کے بدلے دے تب بھی قادر نہیں ہو گا۔ [213]

[213] مشکوٰۃ شریف، جلد3 صفحہ58، حدیث نمبر5312، باب الحشر، تیسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

ایک حدیث تین باتیں

حضور انور (ﷺ) کی دو صفتیں ہیں ایک یہ کہ آپ (ﷺ) ہم کو سچی خبریں (غیب کی) دیتے ہیں دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ انہیں سچی خبریں دیتا ہے۔ سچ سننے والے سچ بولنے والے (صادق و مصدوق) ﷺ۔ حشر کی تین صورتیں ہیں:۔

1) ایک یہ کہ قریب قیامت عدن سے ایک عالمگیر آگ اُٹھے گی جو تمام دُنیا کو فلسطین میں پہنچادے گی یہ حشر اوّل ہے۔
2) دوسرے یہ کہ دوسرا صور پھونکنے پر مُردے قبروں سے اُٹھ کر فلسطین پہنچیں گے۔
3) تیسرے یہ کہ فیصلہ ہوچکنے پر لوگ اپنے ٹھکانوں کی طرف چلیں گے غالب یہ ہے کہ یہاں پہلا حشر مُراد ہے جیسا کہ آگے والے مضمون سے ظاہر ہے ممکن ہے کہ دوسرا یا تیسرا حشر مُراد ہو۔

یعنی (پہلے والے) یہ لوگ اطمینان سے اپنی سواریوں پر سوار ہو کر سفر کریں گے اعلیٰ لباس پہنے ہوئے۔ اگر پہلا حشر مُراد ہے تو سواریوں سے مُراد ان کی اپنی مملوکا سواریاں جو اس وقت ان کے قبضے میں ہوں گی اور اگر تیسرا حشر مُراد ہے تو قربانی یا اپنے اعمال کی سواریاں مُراد ہیں اور اگر دوسرا حشر مُراد ہے تو سواری پر خاص خاص لوگ ہوں گے باقی لوگ پیدل۔ یہ سواری ان خاص لوگوں کو رب کی طرف سے مہیا کی جاوے گی۔

ظاہر یہ ہے کہ یہاں آگ سے مراد وہ ہی عالمگیر آگ ہے جو عدن سے اُٹھ کر تمام لوگوں کو حشر کے میدان تک پہنچادے گی اس صورت میں ملئکہ کے کھینچنے سے مراد ہے ان کا نہایت ذلت کے ساتھ چلنا فرشتے انہیں نظر نہیں آئیں گے مگر کام کریں گے جیسے آج فرشتے ہمارے ساتھ رہتے اپنا کام کرتے ہیں ہم کو نظر نہیں آتے یہ اس صورت میں ہے کہ حشر سے مراد پہلا حشر ہو یعنی زندہ لوگوں کا زمین فلسطین میں پہنچنا جمع ہونا اور

اگر دوسرا یا تیسرا مُراد ہے تو فرشتوں کا انھیں کھینچنا ظاہر ہے۔۔۔یعنی فرشتے انہیں دوزخ کی طرف گھسیٹیں گے (اشعہ)۔۔یہ باپیادہ پیادہ لوگ اطمینان سے نہیں جائیں گے بلکہ بھاگتے ہوئے جائیں گے۔

۔۔۔معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پہلا حشر مراد ہے یعنی اپنی قبروں سے زمین فلسطین کی طرف جانا اور مطلب یہ ہے کہ اس وقت سواریاں بہت زیادہ ہلاک ہوچکی ہوں گی جب اس بھاگڑ کا وقت آوے گا تو باغ یا کھیت یا باغ کا مالک چاہے گا کہ کوئی میری یہ زمین لے لے اور مجھے ایک اونٹ قابل سواری دے دے مگر کوئی نہ دے گا کیوں کہ اب باغ کھیت بے کار ہوچکے ہوں گے۔جب یہاں سے بھاگ جانا ہی ہے تو باغ یا کھیت کا کیا فائدہ۔۔۔خیال رہے کہ قبروں سے محشر کی طرف سب لوگ پیدل جائیں گے مگر حضرات انبیاء اور خاص اولیاء اس وقت بھی سواریوں پر ہوں گے (مرقات) پھر محشر سے جنت کی طرف جاتے ہوئے اور پلصراط پر عام متقی مسلمان سواریوں پر ہوں گے اور سواریوں کی رفتار مختلف ہوگی یہ سواریاں قربانیاں اور اعمال کی ہوں گی۔ [214]

---

[214] مرآۃ المناجیح، جلد 7 صفحہ 380-381

سفید مرغ پالنے والا تین باتوں سے محفوظ

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: الدیك یؤذن بالصلوۃ، من اتخذ دیکا ابیض حفظ من ثلثۃ من شر کل شیطان وساحر وکاھن۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرغ نماز کے لئے لوگوں کو جگاتا ہے تو جس نے سفید

مرغ پالا تو وہ تین برائیوں سے محفوظ ہو گیا (1) شیطان (2) جادو گر (3) اور آئندہ کی باتیں غلط سلط بیان کرنے والے سے۔ ﴿215﴾

﴿215﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 222 حدیث نمبر 2392

مسلمان کا خون تین باتوں کے علاوہ حلال نہیں

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِيْءٍ مُّسْلِمٍ يَّشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلٰثٍ زِنًى بَعْدَ إِحْصَانٍ فَإِنَّهٗ يُرْجَمُ وَرَجُلٌ خَرَجَ مُحَارِبًا لِّلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَإِنَّهٗ يُقْتَلُ أَوْ يُصْلِبُ أَوْ يُنْفٰى مِنَ الْأَرْضِ أَوْ يَقْتُلُ نَفْسًا فَيُقْتَلُ بِهَا ۔(رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤدَ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں ہے جو یہ گواہی دیتا ہو کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور بیشک محمد مصطفیٰ اُس کے رسول ہیں مگر تین میں سے ایک بات پر کہ (1) شادی کے بعد زنا کرے تو سنگسار کیا جائے گا اور (2) جو آدمی اللہ اور اُس کے رسول سے لڑنے نکلا تو وہ قتل کیا جائے گا یا سولی دیا جائے گا یا اُسے جِلا وطن کیا جائے گا یا (3) اُس نے کسی جان کو قتل کیا ہو تو اُس کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ ﴿216﴾

﴿216﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 163-164، حدیث نمبر 3387، باب قتل اھل الردۃ والسعاۃ بالفساد، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اس کلمہ خوانی سے مُراد تمام عقائد اسلامیہ کا ماننا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ نماز میں الحمد للہ پڑھنا واجب ہے یعنی پوری سورۃ ولا الضالین تک پڑھنا واجب ہے ورنہ صرف کلمہ تو قادیانی، چکڑالوی اور تمام باطل فرقے بھی پڑھتے ہیں۔آزاد بالغ مسلمان کا صحیح نکاح کے

بغیر (دوسری عورت سے) صحبت کر لینا یہ رجم کے لئے شرط ہے لہٰذا کافر اور نابالغ اور غلام اور کنوارے کو سنگسار نہیں کیا جاسکتا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بعض یہود کو زنا کی بنا پر سنگسار کرانا اُن پر توریت کا حکم جاری فرمانے کے لئے تھا نہ کہ اسلامی حکم کی بنا پر۔ ڈاکو صرف قتل کرے کسی کا مال نہ لے تو قتل کیا جائے گا اور اگر قتل بھی کرے مال بھی لوٹے تو صولی دیا جائے گا اور اگر صرف مال لوٹے قتل نہ کرے تو دیس نکالے کی سزا دی جائے گی یعنی کالا پانی۔۔۔ بعض نے فرمایا کہ اگر ڈاکو قتل و لوٹ نہ کرسکے صرف لوگوں کو ڈراتا دھمکاتا راستہ روکتا پکڑا جائے تو اُس کو کسی شہر یا گاؤں میں ٹھہرنے نہ دیا جائے گا یوں ہی آوارہ گرد رکھا جائے گا حتی کہ مر جائے یا صحیح توبہ کرے۔ بعض نے فرمایا کہ امام کو ان چاروں سزاؤں کا اختیار ہے ان میں سے جو چاہے دے (مرقات و اشعہ) یہاں قتل سے مُراد قتل عمد ہے کیونکہ قصاص صرف قتل عمد میں ہے قتل خطاء یا قتل شبہ عمد میں قصاص نہیں صرف دیت ہے۔ [217]

---

[217] مرآۃ المناجیح، جلد 5 صفحہ 269-270

عیادت کی فضلیت (اے ابن آدم! میں بیمار۔۔۔)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: ان اللہ تعالیٰ یقول یوم القیامۃ: یا ابن آدم! مرضت فلم تعدنی یاابن آدم! استطعمتك فلم تطعمنی، یا ابن آدم! استسقیك فلم تسقنی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم! میں

بیمار ہوا اور تو عیادت کے لئے نہیں آیا۔ ابن آدم ! میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے نہیں کھلایا، اے ابن آدم ! میں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے نہیں پلایا۔ [218]

---

[218] جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 622 حدیث نمبر 3565

شفا تین چیزوں میں ہے

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشِّفَآءُ فِیْ ثَلٰثٍ فِیْ شَرْطَۃِ مُحْجِمٍ اَوْشَرْبَۃِ عَسَلٍ اَوْ کَیَّۃٍ بِنَارٍ وَّاَنَّا اَنْھٰی اُمَّتِیْ عَنِ الْکَیِّ۔ (رَاوَہُ روالبخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شفا تین چیزوں میں ہے یعنی (1) **پچھنے** لگانے والے نشتر میں (2) شہد کے گھونٹ میں اور (3) آگ کے داغ میں، لیکن میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ [219]

---

[219] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 365، حدیث نمبر 4315، کتاب الطب والرقی، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

جب کسی مریض کے بھری سنگی لگاتے ہیں تو پہلے مرض کی جگہ نشتر مارتے ہیں پھر سنگی رکھ کر چوستے ہیں پھر وہاں سنگی جم جاتی ہے جب اُکھیڑتے ہیں تو فاسد خون نکل جاتا ہے۔۔۔ شہد کا گھونٹ یا کسی چیز میں مخلوط ہو کر (پینا اس میں شفاء ہے) رب شہد کے متعلق فرماتا ہے۔ فیہ شفاء للناس۔۔۔ احادیث شریفہ میں داغ سے ممانعت بھی آئی ہے اور داغ لگانا بھی وارد ہے اسلئے محدثین نے ان کی مطابقت بہت وجہیں بیان فرمائی ہیں۔

⏮ایک حدیث تین باتیں⏭

1) ایک یہ داغ بیان جواز کے لئے ہے اور ممانعت بیان کراہت کیلئے یعنی داغ سے علاج کرنا جائز ہے مگر بہتر نہیں۔

2) دوسرے یہ کہ جب دوسرے علاج ہو سکتے ہوں تو داغ نہ لگاؤ اگر اس کے سواء اور کوئی علاج نہ ہو تو لگاؤ۔

3) تیسرے یہ کہ اہل عرب داغ کو آخری یقینی علاج سمجھتے تھے ان کی نظر رب تعالیٰ سے ہٹ کر داغ پر اڑ گئی ۔ توکل اللہ جاتا رہا تھا۔ تعلیم توکل کے لیے ممانعت فرمائی گئی اگر اللہ پر توکل ہو داغ کو محض دواء سمجھے تو جائز ہے۔

4) چوتھے یہ کہ جہاں داغ لگانا خطرناک ہو وہاں ممنوع ہے غیر خطرہ کی صورت میں جائز۔۔۔[220]

[220] مرآۃ المناجیح، جلد6 صفحہ 215

عصبیت/قومی حمیت کی طرف بلانے کی مذمت

عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّۃٍ، وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِیَّۃً، وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰی عَصَبِیَۃٍ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) ہمارے گروہ سے نہیں جو قومی حمیت کی طرف بلائے (2) ہم سے نہیں جو قومی حمیت کیلئے لڑے (3) اور ہم سے نہیں جو عصبیت پر مرے۔[221]

[221] جامع الاحادیث، جلد3 صفحہ 467 حدیث نمبر 1810

دم کرنے کی اجازت

ایک حدیث تین باتیں

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ۔ (رَاوَهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (1) نظر لگنے (2) ڈس جانے اور (3) نملہ بیماری میں دم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ [222]

---

[222] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 366، حدیث نمبر 4325، کتاب الطب والرقی، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اولاً حضور ﷺ نے جھاڑ پھونک سے منع فرما دیا تھا لوگ اس سے مطلقاً پرہیز کرنے لگے پھر حضور انور (ﷺ) نے آیات قرآنیہ، دعاء ماثورہ اور تمام دعاؤں سے دم کی اجازت دیدی جن میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں یہ حدیث اجازت کی احادیث سے ہے۔ عین نظر بد خواہ انسان کی ہو یا جن کی۔ حمّہ ڈنگ زہریلا جیسے بھڑ، بچھو، سانپ۔ نملہ باریک دانہ جو پسلیوں پر نمودار ہو کر تمام جسم پر پھیل جاتے ہیں۔ بعض نے اس سے خسرہ مُراد لی ہے۔ بعض نے اندھوییں۔ بعض نے اس کے علاوہ۔ اور یہ دانہ چونکہ چھوٹی چیونٹی کے مشابہہ ہوتا ہے اس لئے اسے نملہ کہتے ہیں۔ [223]

---

[223] مراۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 221

علی ایسے ہیں جیسے موسیٰ سے ہارون

عن عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: یا عقیل! واللہ! انی لاحبك لخصلتین، لقرابتك،

ولحب ابی طالب ایاك، واما انت یا جعفر! فان خلقك یشبه خلقنی، واما انت یاعلی فانت منی بمنزلة هارون من موسی غیر انه لانبی بعدی۔

حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: خدا کی قسم! میں تمہیں دو جہت سے دوست رکھتا ہوں (1) ایک تو قرابت دوسرے یہ کہ ابوطالب کو تم سے محبت تھی (2) اور اے جعفر تمہارے اخلاق میرے اخلاق کریمہ سے مشابہ ہیں (3) اور تم اے علی! مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ﴿224﴾

﴿224﴾ جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 496 حدیث نمبر 3379

ایک تیر کے باعث تین آدمی جنت میں

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلٰثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةِ صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِيْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ وَمُنَبِّلَهُ وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَأَنْ تَرْمُوْا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوْا كُلِّ شَيْءٍ يَلْهُوْ بِهِ الرَّجُلُ بَاطِلٌ إِلَّا رَمْيَةٌ بِقَوْسِهِ وَتَأْدِيْبَهُ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتَهُ امْرَأَتَهُ فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ) وَزَادَ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهُ نِعْمَةٌ تَرَكَهَا أَوْ قَالَ كَفَرَهَا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کے باعث تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتا ہے (1) اُس کے بنانے والے کو جو اُسے نیکی کی نیت سے بنائے

(2) تیر چلانے والے اور (3) جو اُسے پکڑائے۔ لٰہذا تیر اندازی اور سواری کرو جبکہ تیر اندازی کرنا مجھے سواری کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ ہر وہ چیز جس کے ساتھ آدمی کھیلے باطل ہے سوائے اپنی کمان کے ساتھ تیر اندازی کرنے، اپنے گھوڑے کو سُدھانے اور اپنی بیوی کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے کے کیونکہ یہ چیزیں حق ہیں (ترمذی۔ابن ماجہ) ابوداؤد اور دارمی میں یہ بھی ہے کہ جو سیکھنے کے بعد بیزار ہو کر تیر اندازی کو ترک کردے تو اُس نے ایک نعمت کو ترک کر دیا یا فرمایا کہ ناشکری کی۔[225]

[225] مشکوٰۃ شریف، جلد2 صفحہ 234، حدیث نمبر 3694، باب اعداد التہ الجھاد، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یعنی مجاہد جو تیر کفار پر چلائے تو اس کے ایک تیر کی برکت سے تین مسلمان جنتی ہو جاتے ہیں یہاں تین شخصوں سے مُراد تین مسلمان ہیں کیونکہ کافر جنت میں نہیں جاسکتا۔ آج جہاد میں امریکہ، روس وغیرہ کے اسلحہ استعمال کیے جائیں تو امریکی، عیسائی پارسی وغیرہ اس سے جنتی نہیں ہو سکتے یہ اسلام کی قید اگلے مضمون سے بھی ظاہر ہے اور تیر سے مُراد مردِ مجاہد کا تیر ہے نہ کہ شکار کا تیر۔ یعنی کاریگر تیر ساز ثواب کا جب مستحق ہے جب کہ جہاد کی نیت سے تیر بنائے صرف تجارت کی نیت نہ ہو ہر جگہ نیت کو بڑا دخل ہے۔

(تیر مارنے والے کو) جو راہِ خُدا میں تیر چلائے خواہ جہاد کی حالت میں یا تیر اندازی کی حالت میں کہ یہ مشق جہاد کی تیاری کے لئے ہے۔

(تیر دینے والے کو) کہ ۔۔۔ تیر چلاتے وقت یا نشانہ پر لگنے کے بعد اُٹھا کر لانا۔ اِسے دینا تیر خواہ اس دینے والے کی ملکیت ہو یا تیر انداز کی یا کسی تیسرے کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کی مدد کرنا بھی نیکی ہے۔۔۔اسی طرح گناہ کی مدد گناہ ہے۔۔۔(اور پھر یہ کہ) صرف پیدل تیر اندازی کی مشق نہ کرو بلکہ سواری پر تیر چلانا بھی سیکھو یا یہ مطلب کہ صرف تیر اندازی کی مشق نہ کرو بلکہ گھوڑ سواری بھی سیکھو۔ اب اس زمانہ میں بندوق چلانا نیزہ بازی کرنا ہوائی جہاز رانی کی مشق۔ توپ سے گولہ اندازی (میزائل چلانا وغیرہ) سیکھنا بہ نیت جہاد اسی حکم میں ہے۔

شارحین فرماتے ہیں کہ یہاں گھوڑا سواری سے مُراد نیزہ بازی ہے کہ اکثر گھوڑے پر سے دشمن کو نیزے مارے جاتے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ نیزا بازی سے تیر اندازی اچھی ہے کہ تیر اندازی جہاد میں زیادہ کام آتی ہے یا یہ مطلب ہے کہ گھوڑا سواری کی مشق سے تیر اندازی کی مشق مجھے زیادہ پیاری ہے کیونکہ گھوڑا سواری کبھی فخر وریا پیدا کر دیتی ہے (مرقات) پہلے عرض کیا گیا ہے کہ لہو یعنی کھیل میں دو چیزیں ہوتی ہیں غفلت اور لذت غافل کرنے والا ہر عمل باطل ہے مگر لذت والا عمل تفصیل طلب ہے یہاں لہو سے مراد لذت والا عمل ہے (یعنی) ان تینوں (بعد والی) پر ثواب ملتا ہے کیونکہ تیر اندازی اور گھوڑے کی سواری سے دین وایمان کی حفاظت ہے کہ یہ تیاری جہاد ہے اور اپنی بیوی سے کھیلنے چھیڑ کرنے میں مجاہد غازی پیدا کرتا بھی ہے اور اپنی اور اپنی بیوی کی عصمت و عفت کی حفاظت بھی کہ ایسی خوش طبعی کرنے والا جوڑا ان شاء اللہ غیر عورت یا غیر مرد کی طرف رُخ نہیں کرتا بعض مردوں کی بیویاں خوبصورت ہوتی ہیں مگر وہ بدصورت رنڈیوں کی محبت میں گرفتار ہوتے ہیں کیوں اس لئے کہ ان کی بیویوں کو زینت و لہو نہیں آتا ورنہ رنڈی میں کیا چیز ہے جو اپنی حلال زوجہ کے پاس نہیں۔ دل لبھانا ایسے موقعہ پر عبادت ہے قربان جایئے اس تعلیم کے جس نے مسلمانوں کے گھر اور میدان جہاد دونوں بتا دیئے۔

۔۔۔ جسے یہ فن آتے ہوں پھر وہ ان کی مشق چھوڑ دے جس کی وجہ سے وہ بھول جائے تو اس نے رب تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری کی اور وہ ناشکری کا مرتکب ہوا لہٰذا گنہگار ہوگا جیسے کوئی قرآن مجید حفظ کرکے بھول جائے سُستی کی وجہ سے یوں ہی دینی علم حاصل کرکے بھول جانا بھی گناہ ہے جب کہ اپنی سُستی کی وجہ سے ہو۔ نعمت کی قدر چاہیے۔[226]

[226] مرآۃ المناجیع، ج5 صفحہ 472-473

درجے بلند کرنے والے اعمال

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: اَلدَّرَجَاتُ اِفْشَآءُ السَّلاَمِ، وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَالصَّلٰوۃُ بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کے یہاں درجے بلند کرنے والے ہیں (1) سلام پھیلانا (2) ہر طرح کے لوگوں کو کھانا کھلانا (3) اور رات کو لوگوں کے سوتے میں نماز پڑھنا۔[227]

[227] جامع الاحادیث، جلد3 صفحہ 514 حدیث نمبر1896

امیروں کے پاس نہ بیٹھنے کی تلقین

وَعَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَا عَائِشَۃُ إِنْ أَرَدْتِّ اللُّحُوْقَ بِیْ فَلْیَکْفِكِ مِنَ الدُّنْیَا کَزَادِ الرَّاکِبِ وَإِیَّاكِ وَمُجَالَسَۃَ الْأَغْنِیَآءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِیْ ثَوْبًا حَتّٰی تُرَقِّعِیْہِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَّا نَعْرِفُہٗ إِلَّا مِنْ حَدِیْثِ صَالِحِ بْنِ حَسَّانَ وَّقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِیْلَ صَالِحُ بْنُ حَسَّانَ مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ۔

ایک حدیث تین باتیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: (1) اے عائشہ! اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دُنیا سے مسافر سوار کے برابر ہی زادِ راہ لینا اور (2) امیروں کے پاس بیٹھنے سے بچنا اور (3) کپڑے کو پُرانا نہ سمجھنا جب تک اُس میں پیوند نہ لگالو۔ [228]

---

[228] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 335، حدیث نمبر 4148، کتاب اللباس، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

دُنیا و آخرت میں اچھی طرح ملنا، کامل طور پر میرے ساتھ رہنا جس کی وجہ سے میں تم سے بہت خوش رہوں تو یہ عمل کرنا یعنی تھوڑی دُنیا پر قناعت کرو جیسے مسافر راستہ طے کرتے ہوئے تھوڑا سامان رکھتا ہے۔ بہت سامان کو بوجھ اور وبال سمجھتا ہے۔)امیروں کے پاس بیٹھنا) یعنی خود تو مالدار بننے کی کوشش کرنا بہت دور ہے۔ مالداروں کی صحبت سے بھی پرہیز کرو مالداروں سے غافل اور متکبر مالدار مُراد ہیں یا وہ صورت مُراد ہے جب مالداروں کے پاس بیٹھنے سے ناشکری کا جذبہ پیدا ہو کہ یہ تو اتنا بڑا مالدار ہے میں غریب ہوں ورنہ حضرت سیلمان علیہ السلام، حضرت عثمان غنی اور امام اعظم ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بڑے دولت مند تھے ان کی صحبت کیمیا تھی۔

(پیوند لگانا) یہ انتہائی قناعت کی تعلیم ہے کہ پیوند والے کپڑے پہننے میں عار نہ ہو۔ حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جبکہ آپ خلیفۃ المسلمین تھے کہ آپ کے کپڑوں میں اُوپر تلے تین پیوند ایک جگہ پر لگے تھے کہ پیوند گل گیا اور لگالیا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی خلافت کے زمانہ میں خطبہ دیا اُس وقت آپ کے تہبند شریف میں بارہ پیوند تھے (مرقات) مقصد یہ ہی ہے کہ پیوند والے کپڑے کے پہننے میں عار نہ ہونی چاہیے۔ لہٰذا یہ اُن احادیث کے

خلاف نہیں جہاں ارشاد ہے کہ رب کی نعمت کا اثر تم پر ظاہر ہو یا فرمایا کہ نیا کپڑا پاؤ تو پُرانا خیرات کردو۔ ابن عساکر نے حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی کہ حضور ﷺ گدھے کی سواری فرمالیتے تھے اپنا نعلین پاک خود سی لیتے تھے۔ اپنے قمیض میں پیوند لگا لیتے تھے اور پہن لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو میری سنت سے نفرت کرے وہ میری جماعت سے نہیں (مرقات) [229]

[229] مرآۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 108

روز قیامت اللّٰہ تعالیٰ تین اشخاص پر نظر رحمت نہ فرمائے گا

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ثَلٰثَۃٌ لَایَنۡظُرُ اللّٰہُ اِلَیۡہِمۡ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ، الۡعَاقُّ لِوَالِدَیۡہِ، وَالۡمَرۡاَۃُ الۡمُتَرَجِّلَۃُ الۡمُتَشَبِّھَۃِ بِالرِّجَالِ وَالدَّیُّوۡثُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخصوں پر اللہ روزِ قیامت نظر رحمت نہ فرمائیگا (1) ماں باپ کا نافرمان (2) مردانی عورت مردوں کی وضع بنانے والی (3) اور دیوث۔ [230]

[230] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 13 حدیث نمبر 1970

کونسا خضاب جائز ہے؟

وَعَنۡ ابۡنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ قَدۡ خَضَبَ بِالۡحِنَّاءِ فَقَالَ مَا اَحۡسَنُ ھٰذَا قَالَ فَمَرَّ اٰخَرُ قَدۡ خَضَبَ بِالۡحِنَّاءِ وَالۡکَتَمِ

فَقَالَ هٰذَا أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا ثُمَّ مَرَّ اٰخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ هٰذَا أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا كُلِّهِ۔ (رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے (1) ایک آدمی گزرا جس نے مہندی کا خضاب کیا ہوا تھا فرمایا کہ یہ کتنا اچھا ہے پھر (2) دوسرا شخص گزرا جس نے مہندی اور وسمہ سے خضاب کیا ہوا تھا فرمایا کہ یہ اُس سے بھی اچھا ہے پھر (3) تیسرا شخص گزرا جس نے زردی سے خضاب کیا ہوا تھا فرمایا یہ اُن سب سے زیادہ اچھا ہے۔ [231]

[231] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 353، حدیث نمبر 4255، باب الترجل، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ۔

اس طرح کہ مہندی میں تھوڑا سا وسمہ تھا (مہندی کا رنگ سرخ ہوتا ہے وسمہ کا رنگ سبز) جس سے خضاب کا رنگ پختہ سرخ ہوگیا تھا۔ سیاہ کی حد کو نہ پہنچا تھا (مرقات)۔ لہٰذا اس سے سیاہ خضاب کی حلت ثابت نہیں ہوئی۔ سیاہ خضاب کی حلت کی ایک حدیث بھی نہیں حرمت کی بہت احادیث ہیں (اور) معلوم ہوا کہ زرد خضاب حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) نے بہت پسند فرمایا۔ [232]

[232] مرآۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 167

دُنیا اور دُنیاوی چیزیں لعنت سوائے تین کے

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الدنیا ملعونۃ و ملعون مافیها الا امرا بمعروف او نھیا عن منکر و ذکر اللہ۔

⏮ایک حدیث تین باتیں⏭

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) دُنیا اور دنیاوی چیزیں لعنت ہیں مگر بھلائی کا حکم (2) بُرائی سے روکنا (3) اور اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ ﴿233﴾

﴿233﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 258 حدیث نمبر 2447

بنی تمیم سے تین باتوں کے باعث محبت کرو

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ أُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلٰثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِمْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَآءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ عَآئِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَإِنَّهَا مِنْ وُّلْدِ إِسْمٰعِيْلَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تین باتوں کے باعث میں ہمیشہ بنی تمیم سے محبت رکھتا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اِن کے متعلق فرماتے ہوئے سُنا (1) میری اُمت میں یہ دجّال پر سب سے زیادہ سخت ہوں گے (2) ان کے صدقے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہماری قوم کے صدقے ہیں ان میں سے ایک لونڈی حضرت عائشہ کے پاس تھی تو فرمایا کہ (3) اِسے آزاد کردو کیونکہ یہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے ہے۔ ﴿234﴾

﴿234﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 3 صفحہ 214، حدیث نمبر 5733، باب مناقب قریش وذکر القبائل، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

دجّال کے خروج کے وقت بنی تمیم بہت زیادہ ہوں گے دجال کا مقابلہ سب سے زیادہ یہ ہی کریں گے یہ مقابلہ ان کے قوت ایمان کی دلیل ہے معلوم ہوا کہ بعض افراد کی عظمت کی

وجہ سے ساری قوم کو عظمت مل جاتی ہے خواہ وہ افراد اب ہوں یا پہلے ہوچکے ہوں یا آئندہ ہونے والے ہوں یہاں تیسری قسم کی عظمت ہے کہ دجّال سے مقابلہ کرنے والے تمیمی قریب قیامت ہوں گے اس قوم کا احترام محبت آج ہی سے ہے۔۔۔ حضور انور (ﷺ) نے بنی تمیم کو اپنی قوم فرمایا اس نسبت سے ان کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔۔

بد ہیں تو تمہارے ہیں بھلے ہیں تو تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے

ہم لاکھوں بار کہیں کہ حضور (ﷺ) ہمارے رسول ہیں اگر وہ ایک بار فرمادیں کہ تو ہمارا اُمتی ہے تو تقدیر کھل جاوے۔۔

رضا قسمت ہی کھل جاوے جو طیبہ سے خطاب آئے
کہ تو ادنیٰ سگ درگاہ دربار معالی ہے

خیال رہے کہ ہم مذہب، ہم مشرب، ہم وطن، ہم پیشہ، ہم نسب، ہم زبان، ہم استاذ، ہم پیران سب کو قوم کہا جاتا ہے۔ یہاں ہم وطن یا ہم زبان کے معنی سے قوم فرمایا گیا ورنہ بنی تمیم قرشی ہاشمی نہیں ہیں۔

۔۔۔ بنی تمیم عرب میں اولاد اسمٰعیل (علیہ السلام) سے ہیں اس خاندان اور عرب اس نسل کا غلام آزاد کرنا افضل ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی اولاد پر احسان کرنا دوسروں پر احسان کرنے سے افضل ہے۔ اولاد سے سلوک آباؤ اجداد کی خوشنودی کا باعث ہے بعض مسلمان گیارہویں شریف کا کھانا حضور غوث پاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اولاد یعنی حسنی سیدوں کو کھلاتے ہیں یعنی انہیں ترجیح دیتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہوسکتی ہے۔ اصل سے نسل کو شرف ملتا ہے مگر کبھی نسل سے اصل کو۔ [235]

---

[235] مرآۃ المناجیح، جلد 8 صفحہ 320

دُعا کا ستون

عن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجهه الکریم قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: الدعاء سلاح المومن و عماد الدین ونور السموات والارض۔

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) دُعا مسلمانوں کا ہتھیار ہے (2) اور دین کا ستون (3) اور زمین وآسمان کا نور۔ ﴿236﴾

﴿236﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 269 حدیث نمبر 2469

ناپسندیدہ تین قبائل

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلٰثَةَ اَحْيَآءٍ ثَقِيْفٍ وَّبَنِيْ حَنِيْفَةَ وَبَنِيْ اُمَيَّةَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت عمران بن حُصَین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ تین قبائل کو ناپسند فرماتے تھے (1) ثقیف (2) بنی حنیفہ اور (3) بنی اُمیّہ کو۔ ﴿237﴾

﴿237﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 3 صفحہ 215، حدیث نمبر 5738، باب مناقب قریش وذکر القبائل، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

ثقیف بنی ہوازن کا ایک خاندان ہے اس خاندان کے مورث کا لقب ثقیف تھا۔ قسی ابن منبہ ابن بکر ابن حنیفہ ہوازن ہے (مرقات) اور بنی حنیفہ بھی ایک قبیلہ ہے جو

اثال ابن الحلیم کی اولاد ہے۔ اثال کا لقب حنیفہ تھا۔ اسی قبیلہ کی عورت خولہ بنت جعفر حنیفہ ہے جو حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیوی ہے اس کے بطن سے محمد ابن حنفیّہ پیدا ہوئے۔ ان سے جو نسل چلی انہیں علوی کہا جا سکتا ہے یعنی حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اولاد (از مرقات) اور بنی اُمیّہ مشہور قبیلہ ہے اس قبیلہ سے حضرت عثمان ابن عفان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ اُمیّہ ہاشم کا بھائی تھا۔ ہاشم کی اولاد ہاشمی کہلاتی ہے ان میں حضور ﷺ ہیں اور اُمیّہ کی اولاد اموی یا بنی اُمیّہ کے نام سے موسوم ہے۔ ان تینوں قبیلوں کو ناپسند فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں بعض لوگ بڑے موذی و خطرناک ہوئے ہیں۔ بنی ثقیف میں ظالم حجاج ابن یوسف اور بنی حنیفہ میں۔ مسیلمہ کذاب جس نے دعویٰ نبوت کیا۔ بنی اُمیّہ میں یزید، عبیداللہ ابن زیاد جیسے ظالم ہوئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ بنی اُمیّہ کا ہر فرد حضور (ﷺ) کو ناپسند تھا ورنہ حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بنی اُمیّہ میں وہ ہستی ہیں جو حضور (ﷺ) کی دو بیٹیوں کے خاوند ہوئے اس لیے آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ذوالنورین یعنی دو نور والا کہا جاتا ہے۔ اِس دُنیا میں کوئی شخص کسی نبی کی دو صاحبزادیوں کا خاوند نہیں ہوا سوا آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے۔ ایسے ہی عمر ابن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بنی اُمیّہ سے ہیں۔ [238]

---

[238] مرآۃ المناجیح، جلد 8 صفحہ 322

اُمت میں افضل شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ

عن علقمة رضی اللہ تعالیٰ عنه قَالَ: بلغ امیرالمؤمنین علی المرضی کرم اللہ تعالیٰ وجهه الکریم ان اقواما یفضلونه علی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیه ثم قال: یاایها الناس! انه بلغنی ان اقواما یفضلوننی علی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنهما، لو كنت تقدمت فيه لعاقبت فيه، فمن سمعته بعد هذا اليوم يقول هذا، فهو مفتر عليه حد المفتري، ثم قال: ان خير هذه الامة بعد نبيها ابوبكر ثم عمر، ثم اعلم بالخير بعد، قال: وفى المجلس الحسن بن علی فقال: والله لو سمی الثالث سمی عثمان، رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین۔

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خبر پہونچی کہ کچھ لوگ انہیں صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دیتے ہیں یہ سنکر منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور حمد و ثناء الٰہی کے بعد فرمایا: اے لوگو! مجھے خبر پہونچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں اس بارے میں اگر میں نے پہلے سنا دیا ہوتا تو ضرور سزا دیتا۔آج جسے ایسا کہتے سنو نگا وہ مفتری ہے۔اس پر مفتری کی حداسّی کوڑے لازم ہیں (1) پھر فرمایا بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد افضل امت ابو بکر ہیں (2) پھر عمر (3) پھر خُدا خوب جانتا ہے کہ ان کے بعد سب سے بہتر کون ہے، حضرت علقمہ فرماتے ہیں: اس مجلس میں سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے انہوں نے فرمایا: خُدا کی قسم! اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ [239]

---

[239] جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 550 حدیث نمبر 3450

جہاد والے کی مدد نہ کرنے پر وعید

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَغْزُ وَلَمْ يُجَهِّزْ غَازِيًا اَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِیْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ اَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ (رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ)

⏮ایک حدیث تین باتیں⏭

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (1)جو نہ خود جہاد کرے(2) نہ کسی مجاہد کو سامان سے مدد دے اور(3) نہ کسی غازی کے گھر والوں کی بھلائی کے ساتھ نگرانی کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے اُسے حوصلہ شکن مصیبت پہنچائے گا۔ ﴿240﴾

﴿240﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد2 صفحہ 222، حدیث نمبر 3643، کتاب الجھاد، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ۔

یعنی جو شخص یا جو لوگ ان تینوں نعمتوں سے محروم رہے نہ جہاد کرے نہ مجاہد کو سامان دے نہ مجاہد کے بیوی بچوں کی خدمت کرے۔ غالباً روئے سخن ان لوگوں سے ہے جن کے زمانہ میں جہاد ہو اور وہ یہ تینوں کام نہ کرے اور اگر کسی کو جہاد دیکھنا نصیب نہ ہو وہ اس حکم سے علیحدہ ہے۔ الخ ﴿241﴾

﴿241﴾ مراۃ المناجیح، جلد5 صفحہ 431

دُعا کی فضلیت

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلَّی اللّٰهُ تعالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ينزل ربنا كل ليلة الى السماء الدنيا حتى يبقى ثلث الليل الآخر فيقول: من يدعونی فاستجيب له، من يسئالنی فاعطيه، ومن يستغفرنی فاغفرله۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ روز آسمانِ دُنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور جب آخری تہائی رات باقی رہتی ہے تو فرمان عالی ہوتا ہے (1) کون ہے دُعا کرنے والا کہ میں قبول

کروں (2) کون ہے مانگنے والا کہ میں دوں (3) کون ہے مغفرت چاہنے والا کہ اس کو بخش دوں۔ [242]

---

[242] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 297 حدیث نمبر 2529

مشرکوں سے جہاد

وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ ۔(رَوَاهُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (1) مشرکوں کے ساتھ اپنے مالوں (2) اپنی جانوں اور (3) اپنے زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ [243]

---

[243] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 222، حدیث نمبر 3644، کتاب الجہاد، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

مشرکین سے مُراد کفار حربی ہیں خواہ عرب کے ہوں یا عجم کے اور جہاد خواہ محترم مہینہ میں ہو یا ان کے علاوہ۔ خیال رہے کہ کفار عرب سے جزیہ قبول نہیں صرف اسلام ہی ان کے لئے ذریعہ امان ہے اور کفار عجم سے جزیہ بھی قبول ہے کہ وہ ہمارے رعایا بن کر رہیں ہم کو حق حفاظت میں جزیہ دیں اور ہمارے ملک میں امان سے رہیں۔ نیز جہاد کیلئے یہ لازم نہیں کہ کفار ابتداء کریں ہم مسلمان مدافعانہ اور جارحانہ ہر طرح کا جہاد کر سکتے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ قاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافہ۔ اس آیت اور حدیث نے ترکِ جہاد اور نرمی کی تمام آیات و احادیث منسوخ فرما دیا چنانچہ آیت فان قاتلو کم فاقتلوھم بھی منسوخ ہے (مرقات)

جان کا جہاد تو مشہور ہے میدان جنگ میں شمشیر یا تدبیر سے جنگ، مال کا جہاد، غازیوں کو سامان دینا، زبان کا جہاد کفار کی زبانی قلمی تردید دلائل سے کرنا، اُن کی شکست کی دُعا کرنا۔ انہیں ڈرانا دھمکانا۔ الخ ﴿244﴾

﴿244﴾ مرأۃ المناجیع، جلد 5 صفحہ 432

اللّٰہ عزوجل کی تین حرمتیں

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ان اللہ عزوجل ثلث حرمات، فمن حفظهن حفظ اللہ دینہ و دنیاہ، ومن لم یحفظهن لم یحفظ اللہ دینہ و دنیا، حرمة الاسلام وحرمتی، ورحرمة رحمی۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ عزوجل کی تین حرمتیں ہیں جو اِن کی حفاظت کرے اللہ تعالیٰ اس کے دین و دنیا محفوظ رکھے اور جو اِن کی حفاظت نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے نہ دین کی حفاظت فرمائے گا اور نہ دُنیا کی (1) ایک اسلام کی حرمت (2) دوسری میری حرمت (3) تیسری میری قرابت کی حرمت۔ ﴿245﴾

﴿245﴾ جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 594 حدیث نمبر 3521

جہاد کی فضلیت

وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جَرْحًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ أَوْ نُکِبَ نُکْبَةً فَإِنَّهَا تَجِیْءُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کَاَغْزَرِ مَا کَانَتْ لَوْنُهَا

ایک حدیث تین باتیں

الزَّعْفَرَانُ وَرِيْحُهَا الْمِسْكُ وَمَنْ خَرَجَ بِهٖ خَرَاجٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ طَابَعَ الشُّهَدَآءِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا (1) جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا جتنی دیر اونٹنی کا دودھ دوہتے ہیں تو اُس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور (2) جس کو اللہ کی راہ میں کوئی زخم آیا یا کوئی تکلیف پہنچائی گئی تو اُس زخم کا رنگ قیامت کے دن اس سے بھی زیادہ چمکدار اور زعفرانی ہو گا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہو گی اور (3) جس کو اللہ کی راہ میں پھنسی بھی نکل آئے تو اُس پر شہیدوں والی مہر ہو گی۔ [246]

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

[246] مشکوٰۃ شریف، جلد2 صفحہ 222-223، حدیث نمبر 3647، کتاب الجہاد، دوسری فصل

عربی میں فواق جانور کو دوبارہ دوہنے کے درمیان کو کہتے ہیں۔اس وقفہ سے مُراد یا تو صبح شام دوہنے کے درمیان کا فاصلہ ہے یا ایک دفعہ دوہنے کے درمیان کا وقفہ ہے کیونکہ اونٹنی کو کچھ دوہ کر تھوڑا ٹھہر جاتے ہیں اتنے میں وہ پھر دودھ اُتار لیتی ہے تو اسے پھر دوہتے ہیں یہ ٹھہرنا فواق کہلاتا ہے۔ یہ چند منٹ کا ہی ہوتا ہے۔ فواق بنا ہے فوق سے بمعنی اوپر۔ چونکہ دودھ اُوپر سے ہی تھن میں آتا ہے اس لیے اسے فواق کہا جاتا ہے (مرقات واشعہ)

یعنی رب تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لازم فرمالیا کہ اُسے اوّل ہی سے جنت میں داخل فرمائے گا۔گناہوں کی سزا کے لئے اسے دوزخ میں نہ رکھے گا کیونکہ اس کے گناہ

اس جہاد کی برکت سے معاف ہو چکے۔ جب پل بھر کے جہاد کا یہ درجہ ہے تو غور کرو کہ جو ہمشہ جہاد میں رہے اس کا کیا مرتبہ ہو گا۔

لغت میں نکبۃ معمولی حادثہ یا تکلیف کو کہتے ہیں زخم ہو یا اور کوئی تکلیف۔ یہاں جراحت سے مُراد وہ زخم ہے جو کفار کے ہاتھوں غازی کو پہنچے اور نکبت سے مراد وہ زخم ہے گھوڑے سے گر جانے یا اپنا ہتھیار لگ جانے سے غازی کو پہنچے مرقات نے اس کو ترجیح دی۔۔۔ تازہ زخم جتنا سرخ تھا اس سے زیادہ سرخ ہو گا۔۔۔ مقصد یہ ہے کہ جہاد میں اتفاقی لگی ہوئی چوٹ کا یہ درجہ ہے تو کفار کے ہاتھوں لگے ہوئے زخم یا قتل کا کیا مرتبہ ہو گا۔۔۔اس طرح کہ زخم کی سرخی میں زعفرانی زردی جھلکتی ہو گی جس سے اس کا حُسن زیادہ ہو گا اور اس کی خوشبو سے وہ میدان مہکتا ہو گا جہاں یہ غازی کھڑا ہو گا یہ قیامت میں ہو گا اس علامت سے غازی پہچانا جائے گا اور اس کا احترام کیا جائے گا۔۔۔ اگر غازی کے جسم پر میدان جہاد میں کوئی قدرتی پھڑ یا پھنسی نکل آوے نہ کسی کافر کی طرف سے چوٹ لگی ہو نہ کسی اور وجہ سے۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ قدرتی پھڑ یا پھنسی بھی اگر غازی کو نکل آئے تو اس پر شہید کی نشانی ہو گی اسے شہیدوں کے زمرہ میں داخل کیا جاوے گا ان کا سا احترام ہو گا کیونکہ اس نے اللہ کی راہ میں کوشش تو کی ہے۔ ﴿247﴾

﴿247﴾ مراۃ المناجیح، جلد 5 صفحہ 433تا435

اہل بیت و انصار کا حق نہ پہچانے وہ منافق یا حرامی

عن امیرالمؤمنین علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّم: من لم یعرف عترتی والانصار

والعرب فھو لاحدی ثلث، اما منافق، واما ولد زنیه، واما امرا حملته امه بغیر طھر۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو میری عترت و انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین حال سے خالی نہیں (1) یا تو منافق ہے (2) یا حرامی (3) یا حیضی بچہ۔ [248]

[248] جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 594 حدیث نمبر 3522

افضل صدقہ

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمِنْحَةُ خَادِمٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: (1) صدقات میں افضل اللہ کی راہ میں سائے کے لئے خیمہ دینا ہے اور (2) اللہ کی راہ میں خادم کا تحفہ دینا ہے (3) اللہ کی راہ میں سواری کے لئے اونٹ دینا ہے۔ [249]

[249] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 223، حدیث نمبر 3649، کتاب الجھاد، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

(خیمہ دینا) اس طرح کہ مجاہدین کا بالکل عاریۃً خیمہ دے دیا جائے کہ وہ سفر جہاد میں اس کے سایہ میں بیٹھا کریں اسی طرح حجاج کو عرفات وغیرہ میں خیمہ، شامیانہ لگا دینا سب ہی اس میں داخل ہیں۔

(خادم کا تحفہ یہ کہ) غازیوں، حاجیوں، دینی علماء و طلباء کی خدمت کے لئے کوئی آدمی مقرر کر دینا جس کی تنخواہ خود برداشت کرنا۔

(راہ خدا میں سواری) اس فرمان عالی کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ مجاہدین کے لئے جو اونٹیاں ہوں انہیں حاملہ کرنے کے لئے نر اونٹ عاریۃً دے دینا کہ یہ بھی ثواب ہے اس سے جو اونٹ کی نسل چلے گی اس پر مجاہدین جہاد کریں گے اُسے ثواب ملے گا۔ دوسرے یہ کہ مجاہد کو سواری کے لئے عاریۃً اونٹ دے دینا۔ [250]

[250] مرآۃ المناجیح، جلد 5 صفحہ 435

ابدال تیس ہیں

عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الا بدال فی امتی ثلثون، بھم تقوم الارض، وبھم تمطرون وبھم تنصرون۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابدال میری امت میں تیس ہیں (1) انہیں سے زمین قائم ہے (2) انہیں کے سبب تم پر مینھ اُترتا ہے (3) انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔ [251]

[251] جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 626 حدیث نمبر 3577

جنت میں جانے والے پہلے تین اشخاص

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ اَوَّلُ ثَلٰثَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ شَهِيْدٌ وَّعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ وَّعَبْدٌ اَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَنَصَحَ لِمَوَالِيْهِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ایک حدیث تین باتیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر تینوں پیش کئے گئے جو جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے یعنی (1) شہید (2) پاک دامن (3) اور سوال سے بچنے والا نیز وہ غلام جو اللہ کی اچھی طرح عبادت کرے اور اپنے مالکوں کا خیر خواہ رہے۔[252]

---

[252] مشکوٰۃ شریف، جلد2 صفحہ 224، حدیث نمبر 3654، کتاب الجہاد، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یعنی مجھے وہ تین قسم کے آدمی دکھائے گئے جو بعد انبیاء کرام دوسرے جنتیوں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔۔۔ خیال رہے کہ جنت میں سب سے پہلے حضور ﷺ تشریف لے جائیں گے پھر دوسرے انبیاء کرام (علیہم السلام) پھر سب سے پہلے حضور (ﷺ) کی اُمت جائے گی پھر دوسری اُمتیں۔ حضور (ﷺ) کی اُمت میں داخلہ ترتیب سے ہوگا کہ بعض حضرات بعض سے پہلے۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضور ﷺ سے آگے حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہٹو بچو کرتے جنت میں داخل ہوں گے اور حضور انور (ﷺ) کے ساتھ حضرت صدیق و فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) داخل ہوں گے مگر یہ داخلہ حضور (ﷺ) کی اتباع میں ہوگا۔ دولہا کے ساتھ اس کے دوست اور خاص خادم بھی نعمتوں سے نوازے جاتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ نے اپنی ظاہری آنکھوں سے تاقیامت جنتیوں اور دوزخیوں کو ملاحظہ فرمالیا تھا جیسا کہ لفظ عرض سے ظاہر ہے یہاں اولیت اضافی ہے اور تین سے مراد شخص تین نہیں بلکہ نوعی تین ہیں۔ ان تین میں کروڑوں مسلمان ہوں گے۔

(پاک دامن) عفیف اور متعفف میں چند طرح فرق کیا گیا ہے۔ زنا سے بچنے والا عفیف، بھیک و سوال سے بچنے والا متعفف اکیلا آدمی گناہ سے بچے وہ عفیف ہے بال

بچوں والا گناہ سے بچے وہ متعفف ہے۔ظاہری گناہوں سے بچنے والا عفیف ہے باطنی گناہوں سے بچنے والا متعفف ہے۔۔۔ معلوم ہوا کہ جسے دُنیاوی اُلجھنیں زیادہ ہوں اس کی عبادت افضل ہے اس سے جو فارغ البال ہو دیکھو انسان کی عبادت فرشتوں کی عبادت سے افضل ہے۔ ﴿253﴾

﴿253﴾ مرقاۃ المناجیع، جلد 5 صفحہ 439

ابدال چالیس شام میں جن کی وجہ سے بارش ہوتی ہے---

عن امیرالمؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّم: ان الابدال بالشام یکونون وھم اربعون رجلا، بھم تسقون الغیث، وبھم تنصرون علی اعدائکم، ویصرف عن اھل الارض البلاء والغرق۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں (1) انہیں کے ذریعہ بارش ہوتی ہے (2) انہیں کے سبب دشمنوں پر مدد ملتی ہے (3) انہیں کے سبب اہل زمین سے بلا اور غرق دفع ہوتا ہے۔ ﴿254﴾

﴿254﴾ جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 626-627 حدیث نمبر 3579

ایمان والے دنیا میں تین طرح کے ہیں

وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ ِالْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ اَلْمُؤْمِنُوْنَ فِي الدُّنْيَا عَلٰى ثَلٰثَةِ أَجْزَآءٍ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ يَأْمَنُهُ النَّاسُ

عَلٰی أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ الَّذِیْ إِذَا أَشْرَفَ عَلٰی طَمَعٍ تَرَکَهٗ لِلّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان والے اِس دُنیا میں تین طرح کے ہیں (1) ایک وہ جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں پھر شک میں نہیں پڑتے اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں (2) دوسرا وہ جو لوگوں کو اُن کے مالوں اور جانوں کی طرف سے بے خوف رکھتا ہے پھر (3) تیسرا وہ جو کسی طمع کو دیکھتا ہے تو اللہ عزوجل کے لئے اُس ترک کر دیتا ہے۔[255]

[255] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 229، حدیث نمبر 3676، کتاب الجھاد، تیسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اللہ رسول پر ایمان ہی سارے ایمانیات کا ذکر آگیا۔ رب تعالیٰ نے بھی فرمایا۔ وآمنو باللہ و رسولہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے ملا کر بولنا جائز ہے۔ ثم لانے کی ضرورت نہیں بلکہ اللہ و رسول کو ملانا ہی جانِ ایمان ہے۔۔۔ ثم فرما کر یہ بتایا گیا کہ مرتے دم تک مومن کو کسی ایمانی چیز میں تردّد نہ ہونا چاہیے۔ اعتبار خاتمہ کا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ بد عملی اور گناہ کی عادات عملی تردّد و شک ہے۔ مومن کامل وہ ہے جو اعتقادی و عملی دونوں قسموں کے شکوک سے دور رہے۔

جہاد کا ذکر ایمان کے بعد فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ تمام نیک اعمال کا اعتبار ایمان کے بعد ہے۔ کافر کی کوئی نیکی قبول نہیں۔ جڑ کٹ جانے پر شاخوں کو پانی دینا بے کار ہے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ جہاد وہ افضل ہے کہ جو ہر قسم کے مال اور جان سے کیا جاوے کہ مجاہد خود بھی میدان جاوے اور ہر طرح کا مال بھی وہاں خرچ کرے۔

دوسری قسم کا مومن وہ ہے جو اگرچہ کسی کو نفع نہ پہنچا سکے مگر نقصان بھی نہ پہنچائے۔ مسلمانوں کو اس کی طرف سے امن ہو۔ ہر شخص یہ سمجھتا ہو کہ اس سے ہم کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ الذی واحد فرما کر یہ بتایا کہ ایسے لوگ دُنیا میں تھوڑے ہیں۔ تیسرے نمبر کا مومن وہ ہے کہ بہت دفعہ اس کے دل میں مال عزت شہرت حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہو اور اس کا دل چاہے کہ دوسروں کی طرح یہ بھی ہر جائز ناجائز طریقہ سے یہ چیزیں حاصل کروں مگر پھر وہ اپنے دل کو ان چیزوں سے روکے محض خوفِ خُدا کی وجہ سے کہ کہیں رب تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے۔۔۔ ایسا شخص بھی مجاہد ہے جو ہر وقت اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے اسے بُری طرف جانے سے روکتا ہے۔ [256]

---

[256] مرآۃ المناجیح، جلد 5 صفحہ 456-457

قرآن پڑھنے والے تین قسم کے ہیں

عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: قراء القرآن ثلث، رجل قرء القرآن فاتخذہ بضاعۃ فاستحرمہ الملوك واستمال بہ الناس، ورجل قرء القرآن فاقام حروفہ وضیع حدودہ، کثیر ھؤلاء من قراء القرآن لا کثرھم اللہ تعالیٰ، ورجل قرء القرآن فوضع دواء القرآن علی داء قلبہ فاسھر بہ لیلہ واظمابہ نہارہ وقاموا فی مساجدھم و حبوابہ تحت برانسھم، فھؤلاء یدفع اللہ بھم البلاء ویزیل من الاعداء وینزل غیث السماء، فواللہ! لھؤلاء من القراء اعزمن الکبریت الاحمر۔

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن پڑھنے والے تین قسم کے ہیں (1) ایک وہ جو اس کے ذریعہ بادشاہوں کے یہاں عزت کا خواہاں ہوا اور لوگوں میں مقبولیت حاصل کرنے

کے درپے رہا (2) دوسرا وہ قرآن عظیم کو اچھی آواز اور خوب ادائیگی کے ساتھ پڑھتا رہا لیکن اس کے احکام پر عمل نہ کیا۔ ان دونوں قسموں کے لوگ بہت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی تعداد میں زیادہ نہ کرے (3) تیسرے وہ شخص جس نے قرآن عظیم پڑھا اور اس کی دوا کو اپنے دل کی بیماری کا علاج بنایا تو اس سے اپنی رات جاگ کر اور اپنا دن پیاس یعنی روزے میں کاٹا اور اپنی مسجدوں میں قرآن کے ساتھ نماز میں قیام کیا اور اپنی زاہدانہ ٹوپیاں پہنے نرم آواز سے اس کے پڑھنے میں روئے تو یہ لوگ وہ ہیں جن کے طفیل میں اللہ تعالیٰ بلا دفع فرماتا ہے اور دشمنوں سے مال و دولت و غنیمت دلاتا ہے اور آسمان سے مینھ برساتا ہے۔ خُدا کی قسم! قاریان قرآن میں ایسے لوگ گو گرد سرخ سے بھی کمیاب ہیں۔ [257]

[257] جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 629-630 حدیث نمبر 3586

مال کے تین حصے ہیں

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِيْ مَالِيْ وَإِنَّ مَالَهُ مِنْ مَّالِهٖ ثَلٰثٌ مَا أَكَلَ فَأَفْنٰى أَوْ لَبِسَ فَأَبْلٰى أَوْ أَعْطٰى فَأَقْتَنٰى وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَّتَارِكُهٗ لِلنَّاسِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ میرا مال میرا مال کہتا رہتا ہے حالانکہ اُس کے مال کے تین حصے ہیں (1) ایک وہ جو کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر پُرانا کر دیا (2) دوسرا وہ جو راہِ خدا میں دے کر جمع کروالیا اور (3) جو اِس کے سوا ہے وہ جانے والا ہے اور اُسے لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے۔ [258]

[258] مشکوۃ شریف، جلد 2 صفحہ 493، حدیث نمبر 4937، کتاب الرقاق، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یعنی فخر و تکبر کے انداز میں لوگوں سے کہتا رہتا ہے کہ یہ میرا مکان ہے یہ میری جائیداد ہے یہ میرا کنواں ہے یہ میرا فلاں مال ہے یہ بُرا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ یقین رکھے کہ میں اور میرا مال سب اللہ تعالیٰ کی ملک ہے میرے پاس چند روزہ ہے عارضی ہے۔ خیال رہے کہ جسے انسان اپنا مال کہے اس کا مال یعنی انجام نرا وبال ہے اور جو مال ذریعہ عبادت ہے وہ ذریعہ آمال ہے جس سے بہت اُمیدیں وابستہ ہیں۔۔۔ جو مال انسان کے کام آویں وہ صرف تین ہیں ان کے علاوہ سب دوسروں کے کام آتے ہیں۔۔۔ یعنی اس کے مال میں سے وہ جو اسے مفید ہو صرف تین ہیں۔

(راہِ خُدا میں جمع کرانا) اللہ تعالیٰ کے بنک ہیں جہاں وہ جمع کرنے سے بے شمار نفع ملتا ہے سبحان اللہ کیسی نفیس تعلیم ہے۔ دینے سے مُراد اور راہ خُدا میں دینا ہے خواہ بال بچوں کو دے یا عزیزوں کو بشرطیکہ یہ دینا ناموری کے لئے نہ ہو اللہ رسول کی خوشنودی کیلئے ہو۔

ان تین مالوں کے سوا اور مالوں کا یہ حال ہے کہ بندہ مر جاتا ہے اور وہ مال دوسروں کے لئے رہ جاتا ہے جیسے زمین باغات، مکانات، نقدی، بنک بیلنس وغیرہ۔ اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ مال میں سے اللہ رسول کا حصہ ضرور نکالتا رہے یہ مقصد نہیں کہ مکان جائیداد بنائے ہی نہیں۔ اپنے بچوں کو فقیر کر کے چھوڑے یا یہ مقصد ہے کہ مال کی محبت دل میں نہ ہو۔[259]

---

[259] مراۃ المناجیح، جلد 7 صفحہ 10

⏮ایک حدیث تین باتیں⏭

عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: خلقت الملائکۃ من نور، وخلق الجان من نار، وخلق آدم مما وصف لکم۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) فرشتے نور سے پیدا ہوئے (2) اور جن آگ سے (3) اور حضرت آدم کی سے تخلیق اس سے جو تمہیں بتایا جاچکا۔[260]

[260] جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 635 حدیث نمبر 3596

مجلسیں امانت ہیں سوائے تین کے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ ابْنِ أَخِي جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ إِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ أَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ أَوْ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ۔

احمد بن صالح، عبداللہ بن نافع، ابن ابی ذئب، اُن کے کے بھتیجے نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجلسیں امانت ہیں سوائے تین مجلسوں کے (1) جو خون بہانے کے لئے ہو (2) دوسری جو حرام شرمگاہ کے لیے ہو اور (3) تیسری جو ایسے مال کو چھیننے کے لئے ہو جس پر حق نہ پہنچتا ہو۔[261]

[261] سنن ابوداؤد مترجم، ج 3 ص 528 حدیث نمبر 1442، باب 454، کتاب الادب

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مجلسیں اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں کہ اُن مجلسوں میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرے سوائے اُن تین

مجلسوں کے جو بے جا خون بہانے کیلئے ہو دوسری وہ جس میں حرام کاری ہو،زنا کاری ہو اور تیسری ایسی مجلس جو کسی کا مال بٹورنے کیلئے منصوبے بنائے جاتے ہوں تو ایسے مجلسیں اللہ تعالیٰ کو سخت نا پسند ہیں ۔ اللہ عزوجل ایسی مجلسوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے آمین۔واللہ ورسولہ اعلم

تین آدمیوں کے سوا سوال کرنا جائز ہیں

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَصْلُحُ الْمَسْأَلَةُ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ رَجُلٍ أَصَابَتْ جَائِحَةٌ فَيَسْأَلُ حَتَّى يُصِيبَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَيَسْأَلُ حَتَّى يُؤَدِّيَ إِلَيْهِمْ حَمَالَتَهُمْ ثُمَّ يُمْسِكُ عَنْ الْمَسْأَلَةِ وَرَجُلٍ يَحْلِفُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ ذَوِي الْحِجَى بِاللهِ لَقَدْ حَلَّتْ الْمَسْأَلَةُ لِفُلَانٍ فَيَسْأَلُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ مَعِيشَةٍ ثُمَّ يُمْسِكُ عَنْ الْمَسْأَلَةِ فَمَا سِوَى ذَلِكَ سُحْتٌ۔

سیدنا حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے حضور سرور کونین ﷺ سے ارشاد فرماتے سُنا : تین آدمیوں کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ سوال کرے (1) ایک تو وہ شخص جس پر مصیبت آئی اور وہ سوال کرے حتیٰ کہ وہ اپنی گزران کا بہترین ذریعہ حاصل کرے اور پھر سوال نہ کرے (2) ایک وہ شخص جس نے کسی کا قرض اپنے ذمّے لیا ! وہ مانگے یہاں تک کہ وہ قرضہ ادا ہو پھر سوال سے باز رہے (3) ایک وہ شخص جس کی قوم کے تین عقلمند آدمی گواہی اللہ کا نام لے کر دیں ! بے شک اس کا سوال کرنا صحیح ہے وہ سوال کرے حتیٰ کہ اس کی گزران ہونے لگے اور پھر وہ سوال کرنے سے باز رہے۔اس کے سوا مانگنا حرام ہے۔ [262]

---

[262] سنن نسائی،ج 2 صفحہ 143 حدیث نمبر 2595،باب فضل من لا یسال الناس شیئا

جس کا نام محمد ہو تو اس کی عزت کرو

عن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اذا سمیتم الوالد محمدا فاکرموہ واوسعوا لہ فی المجلس ولا تقبحوا لہ وجھا۔

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضٰی وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو (2) اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرو (3) اور اسے بُرائی کی طرف نسبت نہ کرو یا اس پر بُرائی کی دُعا نہ کرو۔[263]

[263] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 166 حدیث نمبر 2284

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس گھر میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے اور یہ تمام برکتیں اس وقت ہیں جب کہ مومن ہو اور مومن قرآن و حدیث و صحابہ کے طرف میں اسی کو کہتے ہیں جو سنّی صحیح العقیدہ ہو کمانص علیہ الائمہ فی التوضیح وغیرہ۔ ورنہ بدمذہبوں کے لئے حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں۔ بدمذہب اگر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر وطالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور جہنم میں ڈالے تو محمد بن عبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے لئے ان حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں نہ کہ سید احمد خان کی طرح کفار قطعی کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقیناً حرام ہے۔[264]

[264] جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 167

تین پسندیدہ اشخاص اور تین ناپسندیدہ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَثَلَاثَةٌ يَبْغُضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَمَّا الَّذِينَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَرَجُلٌ أَتَى قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوهُ فَتَخَلَّفَهُ رَجُلٌ بِأَعْقَابِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِي أَعْطَاهُ وَقَوْمٌ سَارُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهِ نَزَلُوا فَوَضَعُوا رُءُوسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِي وَيَتْلُو آيَاتِي وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَهُزِمُوا فَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتّٰى يُقْتَلَ أَوْ يَفْتَحَ اللّٰهُ لَهُ وَالثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يَبْغُضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الشَّيْخُ الزَّانِي وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِيُّ الظَّلُومُ۔

سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تین آدمیوں کو پسند کرتا ہے اور تین آدمیوں کو ناپسند کرتا ہے جن تین آدمیوں کو چاہتا ہے وہ یہ ہیں (1) ایک شخص لوگوں کے پاس آیا اور ان سے اللہ جل شانہٗ کا واسطہ دے کر کچھ مانگا اِس کا کوئی رشتہ اور تعلق ان لوگوں سے نہ تھا ان لوگوں نے اِسے نہ دیا۔ اِن میں سے ایک شخص خاموشی سے اُٹھا اور لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر جلدی سے اِسے کچھ دے آیا جس کو اللہ جل شانہٗ کے سوا یا اُس دینے والے کے سوا کوئی نہیں جانتا (2) کچھ لوگ ساری رات چلے جب سب برابر والی اشیاء سے انہیں نیند اچھی معلوم ہوئی تو وہ اُتر کر سو رہے ان میں سے ایک شخص اُٹھ کر میرے سامنے گڑگڑانے لگا اور آیات کی تلاوت کرنے لگا (3) ایک وہ شخص جو لشکر کے ایک ٹکڑے میں تھا جب دشمن سے لڑائی ہوئی تو سب بھاگے مگر وہ سینہ تان کر سامنے کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ شہید

ہوا یا اللہ عزوجلالہٗ نے اِسے فتح دی۔ وہ تین لوگ جن کی دشمنی اللہ جل جلالہٗ سے ہے یہ ہیں۔ (1) ایک بوڑھا بدکار (2) دوسرا مفلس غرور تکبر کرنے والا (3) تیسرا امیر ظلم کرنے والا۔ ﴿265﴾

﴿265﴾ سنن نسائی، ج2 صفحہ 133-134 حدیث نمبر 2574، باب ثواب من یعطی

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان تین آدمیوں کو پسند کرتا ہے جو ہر نیکی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرے جیسے ایک وہ شخص جو اللہ کی راہ میں اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرے جس میں کچھ دکھلاوانہ ہو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے خرچ کرے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

دوسرا وہ شخص پسند ہے کہ لوگ تورات کو سو رہے ہوں وہ اُٹھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرے اور گڑ گڑا کر روئے اور اللہ تعالیٰ عزوجل کے کلام پاک کی تلاوت کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو وہ زبان بہت پسند ہے جو کہ اللہ رسول کا ذکر کرے۔ ایسا شخص بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

تیسرا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی دین کی سر بلندی کیلئے جہاد کرے اور جب ایسا کڑا وقت آجائے کہ لوگ بھاگ جائیں اور وہ شخص اللہ جل شانہٗ کے دین کی خاطر کفار کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو کر جنگ کرے پھر یاتو شہید ہو جائے یا غازی بن جائے تو اللہ تعالیٰ عزوجل کو ایسا شخص بہت پسند ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

حلال واضح اور حرام بھی واضح

عن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّم: الحلال بین، والحرام بین، وما بینھما مشتبھات، لایعلمھن کثیر من الناس۔

ایک حدیث تین باتیں

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) حلال چیزیں واضح ہیں (2) اور حرام بھی واضح ہیں (3) لیکن ان کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں بہت سے لوگ ان سے غافل ہیں۔ [266]

[266] جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 657 حدیث نمبر 3625

تین اشخاص اللہ کے مہمان ہیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفْدُ اللہِ ثَلَاثَۃٌ اَلْغَازِیُّ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرَۃُ۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین اشخاص اللہ کے مہمان ہیں۔ (1) ایک مجاہد (غازی) (2) دوسرا حاجی اور (3) تیسرا عمرہ کرنے والا۔ [267]

[267] سنن نسائی، جلد 2 صفحہ 155 حدیث نمبر 2628، باب فضل الحج

تین اشخاص کی دُعا قبول نہیں

عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ثلثۃ یدعون اللہ فلا یستجاب لھم، رجل کانت تحتہ امراۃ سئیۃ فلم یطلقھا، ورجل کان لہ مال فلم یشھد علیہ، ورجل اتی سفیھا مالہ، وقد قال اللہ عزوجل "ولا تو تو السفھاء اموالکم"۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں اور ان کی دُعا قبول نہیں ہوتی (1) ایک وہ جس کے نکاح میں کوئی بد خلق عورت ہو اور وہ اسے طلاق نہ

دے (2) دوسرا وہ جس کا کسی پر آتا تھا اور اس کے گواہ نہ کر لئے (3) تیسرا وہ جس نے سفیہ بے عقل کو مال سپرد کردیا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سفیہوں کو اپنا مال نہ دو۔ ﴿268﴾

﴿268﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 308 حدیث نمبر 2552

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اقول: وباللہ التوفیق: ظاہر اس سے مراد یہ ہی کہ اس خاص بارے میں ان کی دُعا نہ سُنی جائے نہ یہ کہ جو ایسا کرے مطلقاً اس کی کوئی دُعا کسی اور میں قبول نہ ہو اور ان امور میں عدم قبول کا سب ظاہر کہ یہ کام خود اپنے ہاتھوں کئے ہیں۔

عورت کی نسبت صحیح حدیث سے ثابت کہ ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے اس کی کجی ہرگز نہ جائے گی سیدھا کرنا چاہو تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا ٹوٹنا یہ ہے کہ طلاق دے دی جائے پس یا تو آدمی اس کی کجی پر صبر کرے یا طلاق دے دے کہ نہ طلاق دیتا ہے اور نہ صبر کرتا ہے بلکہ بددُعا دیتا ہے تو قابل قبول نہیں۔

یونہی جب گواہ نہ کئے خود اپنا مال مہلکہ میں ڈالا اور سفیہ کو دینا بربادی کے لئے پیش کرنا ہے پھر دانستہ مواقع مضرت میں پڑ کر یہ خلاصی مانگنا حماقت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ خویشتن کردہ راعلاجے نیست۔ فقیر کے خیال میں ظاہراً معنی حدیث یہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر نے اس تحریر کے چند روز بعد الاشباہ والنظائر میں دیکھا کہ فوائد مشتی میں محیط کی کتاب الحجر سے یہ تین شخص نقل کئے کہ ان کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔

علامہ حموی نے غمزالعیون والبصائر میں احکام القرآن امام ابوبکر جصاص سے نقل کیا کہ ضحاک نے اپنے دین پر گواہ نہ کرنے والے کی نسبت کہا: ان ذھب حقہ لم یؤجر ، وان دعا علیہ لم یجب، لانہ ترک حق اللہ تعالیٰ وامرہ۔

یعنی اگر اس کا حق مارا گیا تو کچھ اجر نہ پائے گا اور مدیون پر بد دعا کرے تو قبول نہ ہو گی کہ اس نے اللہ عزوجل کا حق چھوڑا اور اس کے امر کا خلاف کیا یعنی قولہ تعالیٰ واشھدوا اذاتبایعتم۔ اور خرید وفروخت پر گواہ بنالو یہ تعلیم بحمدہ تعالیٰ اس معنیٰ کو مؤید ہے جو فقیر نے سمجھے یعنی ان کی دُعا قبول نہ ہونا خاص اس بارے میں ہے۔ ﴿269﴾

﴿269﴾ جامع الاحادیث، جلد 4 صفحہ 309

تین افراد کو دُگنا اجروثواب

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا وَعَبْدٌ يُؤَدِّي حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ وَمُؤْمِنُ أَهْلِ الْكِتَابِ۔

سیدنا حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین افراد کو دُگنا اجر و ثواب ملے (1) پہلا وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو اور اس نے اس طرح ادب سکھایا ہو جس طرح ادب سکھانے کا حق ہے اور اس طرح علم سکھایا جیسے علم سکھانے کا حق ہے (یعنی علم و ادب میں اسے لائق و فائق کیا) اور آزاد کرنے کے بعد اس سے نکاح کرے اور (2) دوسرا وہ غلام جو اپنے مالک اور اللہ جل جلالہٗ کا حق ادا کرے اور (3) وہ شخص جو اہلِ کتاب میں سے ایمان لائے۔ ﴿270﴾

﴿270﴾ سنن نسائی، جلد 2 صفحہ 409 حدیث نمبر 3348، باب عتق الرجل جاریتہ ثم یتزوجھا

حلال، حرام، مباح

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ما احل فھو حلال، وما حرم فھو حرام، وما سکت عنہ فھو عفو۔

ایک حدیث تین باتیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) جسے اللہ و رسول نے حلال کہا وہ حلال ہے (2) اور جسے حرام کہا وہ حرام ہے (3) اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ [271]

---

[271] جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 656 حدیث نمبر 3624

امام احمد رضا محدث قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے ۔ ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا "جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو " تو معلوم ہوا کہ جس کا نہ حکم دیا نہ منع کیا وہ نہ واجب نہ گناہ۔ [272]

---

[272] جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 656

مدینہ سے منافقوں کا خروج

حَدَّثَنِی أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهَا فَيَنْزِلُ بِالسِّبْخَةِ فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے (1) دجال مکہ اور مدینہ کے علاوہ ہر شہر میں پہنچ جائے گا۔ ان دونوں شہروں کے ہر راستے ان کی حفاظت کے لئے فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہیں (2) دجال سنجہ (نامی جگہ) پر پڑاؤ کرے گا (3) مدینہ منورہ میں تین جھٹکے آئیں گے گے تو ہر کافر اور منافق مدینہ سے نکل کے دجال کی طرف چلا جائے گا۔ [273]

---

[273] صحیح مسلم، جلد 3 صفحہ 700-701، حدیث 7257، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب 1017

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ دجال کا فتنہ جو کہ دنیا کا سب سے بڑا فتنہ ہوگا جو لوگوں کے ایمان تک کو نگل جائے گا اور یہ فتنہ ہر جگہ پہنچ جائے گا مگر اُس دجال کی پہنچ سے مکہ اور مدینہ محفوظ رہیں گے کیونکہ اللہ رب العزت جل جلالہ نے ان دونوں مبارک و مقدس شہروں کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر کر رکھیں ہیں جو دست بستہ صفیں باندھیں کھڑے ہیں۔ اسی دوران مدینہ میں زلزلے کے تین جھٹکے آئیں گے جس سے مدینہ کی زمین مبارک منافقین سے پاک ہو جائے گی اور منافقین نکل کر دجال کی طرف چلے جائیں گے۔ یوں مدینہ منورہ منافقین سے پاک و صاف ہو جائے گا۔ سبحان اللہ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین باتیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَوْلُهُ إِنِّي سَقِيمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ إِذْ أَتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنْ الْجَبَابِرَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ هَا هُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا فَقَالَ مَنْ هَذِهِ قَالَ أُخْتِي فَأَتَى سَارَةَ قَالَ يَا سَارَةُ لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرَكِ وَإِنَّ هَذَا سَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّكِ أُخْتِي فَلَا تُكَذِّبِينِي فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهِ فَأُخِذَ فَقَالَ ادْعِي اللَّهَ لِي وَلَا أَضُرُّكِ فَدَعَتْ اللَّهَ فَأُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَأُخِذَ مِثْلَهَا أَوْ أَشَدَّ فَقَالَ ادْعِي اللَّهَ لِي وَلَا أَضُرُّكِ فَدَعَتْ فَأُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهِ فَقَالَ إِنَّكُمْ لَمْ تَأْتُونِي بِإِنْسَانٍ إِنَّمَا أَتَيْتُمُونِي بِشَيْطَانٍ فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَأَتَتْهُ وَهُوَ

قَائِمٌ يُصَلِّي فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ مَهْيَا قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ أَوْ الْفَاجِرِ فِي نَحْرِهِ وَأَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ تِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خُدا نے فرمایا: حضرت ابراہیم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا سوائے تین مواقع کے جو بظاہر کذب معلوم ہوتے ہیں جن میں سے دو اللہ تعالیٰ کے متعلق ہیں جبکہ آپ نے فرمایا (1) میں بیمار ہوں (2) بلکہ یہ ان کے بڑے نے کیا ہوگا (3) تیسرے جب آپ حضرت سارہ کو لیے ملک چھوڑ کر جارہے تھے تو ایک ظالم بادشاہ کے شہر سے آپ کا گزر ہوا کسی نے اسے بتا دیا کہ ایک ایسا آدمی آیا ہوا ہے جس کے ساتھ ایسی عورت ہے جو سب سے حسینہ ہے۔ اس نے آپ کو بُلا بھیجا اور پوچھا کہ یہ عورت کون ہے ؟ فرمایا یہ میری بہن ہے پھر آپ حضرت سارہ کے پاس آکر کہنے لگے اے سارہ ! اس وقت روئے زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مومن نہیں ہے اس (بادشاہ) نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے بتایا کہ تم میری بہن ہو لہٰذا تم مجھے جھوٹا نہ کردینا۔ بادشاہ نے حضرت سارہ کو بلا بھیجا جب یہ اس کے پاس پہنچیں تو اس نے دست درازی کرنا چاہی تو خُدا کی پکڑ میں آگیا کہنے لگا میرے لئے دُعا کرو۔ اب دوسری بار پھر دست درازی کرنے لگا تو پھر پکڑا گیا جیسے پہلے پکڑا گیا تھا بلکہ اس سے بھی سخت، کہنے لگا میرے لئے دُعا کرو میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ انہوں نے دُعا کی تو وہ چھوڑ دیا گیا۔ اس نے اپنے ایک دربان کو بلایا اور کہنے لگا تم میرے پاس انسان کو نہیں لائے بلکہ شیطان کو لائے ہو۔ اس نے حضرت سارہ کی خدمت کے لئے حضرت ہاجرہ دے دیں۔ پس یہ اس (حضرت ابراہیم) کے پاس پہنچیں تو وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے دریافت کیا کہ کیا گزری ؟ جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کافر و فاجر کا فریب اسی کی جانب لوٹا دیا اور خدمت کے لئے حضرت

ہاجرہ دلوا دیں۔ حضرت ابوہریرہ فرمایا کرتے اے بنی ماء السماء (ترجمہ: اے آسمان کے پانی کے بیٹو) ﴿274﴾

﴿274﴾ صحیح بخاری، ج2 صفحہ 277-278 حدیث نمبر 584، باب 312، کتاب الانبیاء

علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

ان تینوں کو کذب باعتبار ظاہر کے فرمایا گیا ہے ورنہ حقیقت میں یہ توریہ ہے یعنی ظاہر معنی واقعہ کے خلاف مگر دوسرا اخفی معنیٰ واقعہ کے مطابق۔

پہلا توریہ:۔ ان کی قوم نے ان سے کہا کہ میلے میں چلو تو آپ نے ستاروں پہ ایک نظر ڈالی اور فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ سقیم کے ظاہری معنیٰ یہی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کوئی معمولی سی تکلیف رہی ہو مثلاً درد سر وغیرہ اور بظاہر تندرست تھے تو دیکھنے والوں کے اعتبار سے سقیم کہنا خلاف واقع ہے مگر واقعہ کے اعتبار سے درست۔ علاوہ ازیں اسم فاعل استقبال کے معنی میں بھی بکثرت آتا ہے اب اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں بیمار ہونے والا ہوں اور یہ واقعہ کے اعتبار سے درست ہے کہ مستقبل میں کبھی نہ کبھی وہ علیل ضرور ہوئے۔ ﴿نوٹ﴾

﴿نوٹ﴾ علماء کے نزدیک یہ معنی بھی ہیں کہ میں تمہارے کفر و شرک کو دیکھ کر بیمار اور تکلیف میں مبتلا ہوں (قادری)

دوسرا توریہ:۔ جب قوم میلے میں چلی گئی تو تبَر سے چھوٹے چھوٹے تمام بتوں کو توڑ ڈالا اور کلہاڑی سب سے بڑے بُت کی گردن پر رکھ دی۔ میلے سے واپس آکر پجاریوں نے جب اپنے معبودوں کی یہ درگت دیکھی تو انھوں نے یہ سمجھا کہ حضرت ابراہیم ہی کا فعل ہے کیوں کہ سب میلے میں تھے اور یہی واحد بستی میں رہ گئے تھے۔ سب ان کے پجاری تھے حضرت ابراہیم ان بتوں کی بُرائی برملا بیان کر چکے تھے اس لئے پجاریوں نے ان سے پوچھا

یہ کس نے کیا ہے ؟فرمایا۔ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُ هُمْ ۔ یہ ان کے بڑے نے کیا ہے بظاہر اس کا یہی مطلب سمجھ میں آتا ہے کہ بتوں میں جو سب سے بڑا ہے اسی نے یہ حرکت کی ہے۔ لیکن حقیقت میں چونکہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان سب سے یقیناً بڑے تھے انھوں نے اپنے آپ کو مُراد لیا تو اس کا حقیقی معنیٰ درست ہے۔

تیسرا توریہ:۔ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت سارہ کو لے کر ایک ظالم بادشاہ پر گزرے تو اس نے حضرت سارہ کے بارے میں پوچھا یہ کون ہیں اس ظالم کی عادت تھی نووارد افراد کی بیویوں کو محل میں اٹھوالیتا لیکن کسی کے ساتھ اس کی بہن ہوتی تو اس سے تعرض نہیں کرتا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ نہیں بتایا کہ میری بیوی ہے بلکہ فرمایا کہ یہ میری بہن ہیں اس سے ذہین حقیقی بہن کی طرف جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مُراد دینی بہن یا خاندانی بہن تھی کیونکہ حضرت سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی بیٹی تھیں یہاں جو حدیث مذکور ہے اس سے پہلے احتمال کی تعیین ہو رہی ہے کیونکہ حضرت ابراہیم نے حضرت سارہ سے فرمایا کہ اس زمین پر سوائے میرے اور تیرے کوئی مومن نہیں۔۔۔ یہ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ارشاد ہے کہ اس بات کی دلیل ہے کہ سارے عرب بشمول انصار کرام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اہل عرب کو بنی ماءِ السماء اس بنا پر فرمایا کہ اہل عرب کی زندگی کا مدار بارش ہی کے پانی پر تھا۔ ان کے ملک میں کوئی دریا نہیں۔ [275]

---

[275] نزھۃ القاری، جلد 6 صفحہ 509

قیامت کے دن عرش کے نیچے تین چیزیں

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلْقُرْآنُ يُحَآجُّ الْعِبَادَ لَهٗ ظَهْرٌ وَّبَطْنٌ وَّالْاَمَانَةُ

ایک حدیث تین باتیں

وَالرَّحِمُ تُنَادِيْ أَلَا مَنْ وَّصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ۔ (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی (1) قرآن کریم جو اپنی وجہ سے بندوں سے حجت کریگا اور قرآن کی ظاہری اور باطنی حیثیات ہیں (2) دوسری امانت (3) تیسری صلہ رحمی، امانت ندا کرے گی جس نے مجھے ملایا (پہچانا) تو اللہ تعالیٰ اس کو ملائے اور جس نے مجھے قطع کیا (امانت نہ دی) اللہ تعالیٰ اسکو قطع کرے۔ ﴿276﴾

﴿276﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 1 صفحہ 462، حدیث نمبر 2030، کتاب فضائل القرآن، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یعنی ان تین چیزوں کو بہت ہی عزت و قرب الٰہی عطا فرمایا جائے گا کہ خاص عرشِ اعظم کے نیچے جگہ دی جائے گی جیسے وزیر کی نشست بادشاہ کے بہت قریب ہوتی ہے اور ان کے طفیل ان کے عاملوں کو بھی عزت و قرب نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کا اجر ضائع نہ کرے گا۔

بندوں سے مراد قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر عمل کرنے والے مسلمان ہیں اور جھگڑنے سے مُراد جھگڑ جھگڑ کر ان کی شفاعت کرنا ہے یعنی قرآن شریف اپنے تلاوت کرنے والوں اور عاملین کی شفاعت رب تعالیٰ سے جھگڑ جھگڑ کر کرے گا یہ جھگڑا مقابلہ کا نہیں بلکہ ناز کا ہوگا۔

قرآن پاک کے بعض معنی ظاہر ہیں جو عام سمجھ لیتے ہیں بعض مخفی جو واجب التاویل ہیں۔ جن تک علماء کی رسائی ہے یا تلاوت قرآن پاک کا ایک ظاہر ہے یعنی الفاظ کا

زبان سے پڑھنا اور ایک باطن یعنی اس میں غور وتدبّر کرنا یا شرعی احکام کا ظاہر ہے اور طریقت اسرار کا باطن جیسے بدن انسان ہمارا ظاہر ہے اور روح انسان ہمارا باطن۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن کی شفاعت بقدر تعلق ہو گی۔ ظاہر قرآن والوں کی شفاعت اور قسم کی کرے گا اور باطن قرآن سے تعلق رکھنے والوں کی شفاعت اور قسم کی کرے گا۔

امانت سے مراد خلق و خالق کے حقوق ہیں جو ہمارے ذمہ واجب الادا ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا عرضنا الامانۃ علے السموات والارض الخ۔ یہاں امانت کے یہ معنٰی بھی کئے گئے ہیں یا امانت سے مُراد عشقِ الٰہی اور عشقِ رسول ہے کہ قرآن کو عشق سے بہت تعلق ہے۔

رحم سے مُراد انسانوں کے آپس کے قرابت داریاں ہیں چونکہ ان قربت داریوں کا تعلق عورت کے رحم سے ہے اس لئے ان قرابتوں کو رحم فرمایا جاتا ہے چونکہ اہل قرابت کے حقوق ادا کرنا بہت ضروری ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **واٰت ذالقربٰی حقه** الخ۔ اس لئے یہ بھی وہاں ہو گا۔ خیال رہے کہ دُنیا کے اعراض کل قیامت میں جواہر ہونگے، ان اعمال کی شکل و صورت ہو گی یہ بات بھی کرینگے جیسے خواب میں اعراض اجسام نظر آتے ہیں یعنی دُنیا میں جس نے اپنے اہل قرابت کے حقوق ادا کئے تھے آج اسے قربِ الٰہی اور رحمت الٰہی نصیب ہوں گے اور جس نے دُنیا میں اپنے اہل قرابت کے حقوق ادا نہ کئے ان سے تعلق نہ رکھا آج وہ خُدا کی رحمت سے محروم رہے گا۔ رحم کا یہ پکارنا رب تعالیٰ کے حکم سے ہو گا جیسے حکام کے چپڑاسی کچہری کے دروازے پر اعلانات کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ بندے پر تین قسم کے حق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے، عام انسانوں کے اور خاص قرابت والوں کے۔ قرآن پاک کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔ امانت کا تعلق عام لوگوں

سے اور رحم کا تعلق اپنے عزیزوں وقرابت داروں سے۔ اس لئے یہ تین ہی عرشِ اعظم کے نیچے ہوں گے۔ کامیاب بندہ وہ ہے جو اِن سب حقوق کو ادا کر کے جائے۔ [277]

[277] مرآۃ المناجیح، جلد 3 صفحہ 236

تین بُری باتوں سے بچو

وَعَنْ مُّعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اتَّقُو الْمَلَا عِنَ الثَّلَاثَۃَ الْبَرَازَفِی الْمَوَارِدِوَقَارِعَۃِ الطَّرِیْقِ وَالظِّلِ۔(رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَوَابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین بُری باتوں سے بچو کیونکہ یہ لعنت کا سبب ہیں (1) دریا کے گھاٹ (2) راستہ میں اور (3) سایہ دار جگہ (جہاں لوگ بیٹھے ہوں) پر پاخانہ کرنا [278]

[278] مشکوٰۃ شریف، جلد 1 صفحہ 89، حدیث نمبر 327، باب آداب الخلاء، دوسری فصل

ہر وہ جگہ جہاں لوگ بیٹھتے یا آرام کرتے ہوں وہاں پاخانہ کرنا منع ہے کیونکہ یہ لعنت کا سبب ہے اِس سے رب تعالیٰ ناراض ہوتا ہے کیونکہ اِس میں لوگوں کو تکلیف دینا ہے لہٰذا ایسی جگہوں پر پاخانہ وغیرہ کرنا جہاں لوگوں کی آمدورفت ہو ناجائز ہے اور کرنے والا لعنت کا مستحق۔

بڑے گناہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَیُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰہِ نِدًّا وَھُوَ خَلَقَکَ قَالَ قُلْتُ لَہُ إِنَّ ذٰلِکَ لَعَظِیمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَیُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ مَخَافَۃَ أَنْ یَطْعَمَ مَعَکَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَیُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِیَ حَلِیلَۃَ جَارِکَ۔

⏮ایک حدیث تین باتیں⏭

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ (ﷺ) نے جواب دیا (1) کسی کو اس کا شریک سمجھنا، حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے عرض کی، یہ واقعی بہت بڑا گناہ ہے، پھر میں نے پوچھا: اس کے بعد سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ (ﷺ) نے جواب دیا (2) اس خوف سے اولاد کو قتل کردینا کہ وہ ہمارے رزق میں شریک ہوگی۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد؟ تو آپ (ﷺ) نے فرمایا (3) پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا۔ ﴿279﴾

﴿279﴾ صحیح مسلم، جلد 1 صفحہ 114-115، حدیث 165، کتاب الایمان، باب 36

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ مذکورہ باب 36 کے تحت لکھتے ہیں۔

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے، اس کے بعد قتل ناحق کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور ان کے بعد زنا، لواطت، ماں باپ کی نافرمانی، سحر (جادو) مسلمان پاک دامن عورتوں کو زنا کی تہمت لگانا، سود کھانا اور اس جیسے امر گناہ کبیرہ ہیں، اور ان میں سے ہر گناہ کو اکبر الکبائر کہا جاتا ہے۔ ﴿280﴾

﴿280﴾ شرح صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 544

عورت کے مہر سے درہم اور بارش کے پانی ملا کر تعوذ

عن عوف بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنه قَالَ: اذا اراد احدكم الشفاء فليكتب آية من كتاب الله فی صحفة و ليغسلها بماء السماء وليأخذ من امراته درهما عن طيب نفسة منها فليشتربه عسلا فليشربه فانه شفاء۔

ایک حدیث تین باتیں

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی شفا چاہے تو قرآن کریم کی کوئی آیت رکابی میں لکھے اور آبِ باراں سے دھوئے اور اپنی عورت سے (1) ایک درہم اس کی خوشی سے لے (2) اس کا شہد خرید کر پیئے بیشک (3) شفا ہے۔[281]

---

[281] جامع الاحادیث، جلد 3 صفحہ 542 حدیث نمبر 1944

گال پیٹنا، گریبان پھاڑنا، بین کرنے کی ممانعت

عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ أَوْ شَقَّ الْجُیُوبَ أَوْ دَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا (1) جو شخص گال پیٹے (2) گریبان پھاڑے (3) یا زمانہ جاہلیت کی طرح بین کرے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[282]

---

[282] صحیح مسلم، جلد 1 صفحہ 124، حدیث 193، کتاب الایمان، باب 43

اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص کسی مصیبت کی وجہ سے اپنے چہرے پر طمانچے مارے اور گریبان پھاڑے ،اور زمانہ جاہلیت کی طرح آہ و بکا کرے جیسے کہ زمانہ جاہلیت کی عورتیں کیا کرتی تھی اُن سب کے لئے بڑی وعید ہے جس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں لہٰذا اس قسم کی جاہلانہ حرکتوں سے مسلمانوں کو بچنا چاہیے تاکہ قیامت کے دن حضور ﷺ کی شفاعت سے بہرہ مند ہو سکیں۔

فریادرس

عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: اوحی اللہ تعالیٰ الی موسی، یاموسی! کن للفقیر کنزا وللضعیف حصنا وللمستجیر غیثا ۔

ایک حدیث تین باتیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی، اے موسیٰ! (1) فقیروں کے لئے خزانہ ہو جا (2) اور کمزوروں کے لئے قلعہ (3) اور پناہ مانگنے والوں کے لئے فریادرس۔ ﴿283﴾

﴿283﴾ جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 542 حدیث نمبر 3437

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

وہابیہ کے طور پر اس حدیث کا حاصل یہ ہو گا کہ اے موسیٰ! تو خُدا ہو جا کہ جب یہ خاص شان الوہیت ہے اور ان باتوں میں بڑے چھوٹے سب برابر ہیں اور یکساں عاجز تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان باتوں کا حکم ضرور خدا بن جانے کا حکم ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔ ﴿284﴾

﴿284﴾ حاشیہ جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 542

ایمان کا مضبوط حصہ بُرائی کا ہاتھ سے روکنا

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلَوٰةِ مَرْوَانُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلَوٰةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ۔

طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں، سب سے پہلے مروان نے عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ دیا تو ایک شخص نے اسے ٹوکا خطبے سے پہلے نماز عید پڑھی جاتی ہے، تو

مروان بولا، یہ پرانی بات ہے، تو حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اس ٹوکنے والے شخص نے اپنا فرض سرانجام دے دیا ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص شریعت کام دیکھے تو (1) اپنے ہاتھ کے ذریعے اسے ختم کردے اور اگر ایسا نہ کرسکتا ہو، (2) تو اپنی زبان کے ذریعے (اسے روکنے کی کوشش کرے) اور اگر ایسا بھی نہ کرسکتا ہو، (3) تو اپنے دل میں (اسے بُرا سمجھے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ [285]

---

[285] صحیح مسلم، جلد 1 صفحہ 95، حدیث 85، کتاب الایمان، باب 19

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ مذکورہ باب 19 کے تحت فرماتے ہیں۔علامہ یحیٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں۔

مروان نے خطبہ کو عید کی نماز پر اس لیے مقدم کیا تھا کہ لوگ عید کی نماز پڑھ کر چلے جاتے تھے اور اس کا خطبہ سننے کے لیے کوئی بیٹھتا تھا، اور جو طریقہ نبی ﷺ، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ پہلے عید کی نماز پڑھی جائے اور اس کے بعد خطبہ پڑھا جائے اور بنو امیہ کے بعض خلفاء کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں ہے، تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے اور اسی پر اجماع ہے اور جب مروان نے خطبہ کو نماز پر مقدم کیا تو اس کو ٹوکا گیا، اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا اس شخص پر جو فرض تھا وہ اس نے ادا کردیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو شخص کسی بُرے کام کو دیکھے وہ اس کو اپنے ہاتھوں سے بدلے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھے تو اپنی زبان سے ٹوکے اور اگر اس کی استطاعت بھی نہ رکھے تو اس کو اپنے دل سے بُرا جانے۔ اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ مروان سے پہلے۔۔۔۔۔۔اس بدعت کو کسی نے ارتکاب نہیں کیا تھا، اور قاضی عیاض وغیرہ نے جو

یہ لکھا ہے کہ اس سے پہلے حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت معاویہ نے بھی خطبہ کو نماز پر مقدم کیا تھا وہ صحیح نہیں ہے۔

ایک سوال یہ ہے کہ حضرت ابو سعید نے خود مروان کو کیوں نہیں ٹوکا، اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو سعید بعد میں آئے ہوں جس وقت وہ شخص ٹوک چکا تھا، دوسرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو سعید کو اپنی جان پر خطرہ ہو اس لیے انھوں نے خود نہ ٹوکا ہو۔

صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی باب صلوٰۃ العید میں یہ روایت ہے کہ جب نماز سے پہلے مروان خطبہ پڑھنے کے لیے منبر کی طرف جارہا تھا تو حضرت ابو سعید نے مروان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور کہا پہلے نماز پڑھو، اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ دو واقعات ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تفصیل اور تحقیق:۔

بُرائی سے روکنا اور نیکی کا حکم دینا فرض کفایہ ہے، اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے ، اور جب تمام لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کر دیں تو سب گنہ گار ہوں گے، اور جس جگہ کوئی اور شخص بُرائی سے روکنے والا نہ ہو اور وہاں صرف ایک عالم ہو تو اس پر بُرائی روکنا فرض عین ہے۔ مثلاً کوئی شخص اپنی بیوی کو، اپنی اولاد کو یا اپنے نوکر کو کوئی بُرا کام کرتے دیکھے یا کسی نیکی میں تقصیر کرتا ہوا پائے تو اس کے لیے نہی عن المنکر فرض ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ شخص خود کامل ہو تمام احکام شرعیہ پر عامل اور تمام محرمات شرعیہ سے مجتنب ہو اور نہ ہی یہ حکام کے ساتھ خاص ہے اور نہ ہی علماء کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو احکام ظاہر اور مشہور ہیں مثلاً نماز، روزہ کی فرضیت، جھوٹ، قتل، زنا اور چوری وغیرہ کی

حرمت ان کا علم ہر مسلمان کو ہے اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ مثلاً نماز نہ پڑھنے اور جھوٹ بولنے پر ٹوکے اور نیکی کا حکم دے اور بُرائی سے روکے، اور جو احکام شرعیہ غامض اور دقیق ہیں، یا جن کا تعلق اجتہاد سے ہے، عام لوگوں کا ان میں دخل نہیں ہے، اور نہ وہ اس میں انکار کرسکتے ہیں۔ (مثلاً روزہ میں انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں، ٹیلی فون پر نکاح ہوتا ہے یا نہیں، اعضاء اور قرینہ کی پیوند کاری، انتقالِ خون وغیرہ) جو مسئلہ اجتہادی اور مختلف فیہ ہو، مثلاً کسی مجتہد کے نزدیک جائز اور کسی کے نزدیک ناجائز ہو اور عمل کرنے والا کسی مفتی کے فتویٰ کے مطابق عمل کررہا ہو تو اس کو گناہ نہیں ہوگا خواہ وہ دوسرے مجتہد کے نزدیک ناجائز ہی کیوں نہ ہو، ایسی صورت میں بھی عالم کو چاہیے کہ اس کو لڑکے تاکہ وہ ایسی صورت پر عمل کرے جس میں کسی مجتہد کا اختلاف نہ ہو (مثلاً بیمار روزہ دار، اگر روزہ میں انجیکشن لگواتا ہے تو اس روزہ کی قضا کرلے)۔

امر بالمعروف اور انہی المنکر کے متعلق قرآن مجید کی آیات:۔

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ -(اٰل عمران:104)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیۓ جو بھلائی کی طرف بلائیں، نیکی کا حکم دیں اور بُری سے روکیں۔

كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ۔(اٰل عمران:110)

ان سب امتوں میں جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہیں تم بہترین امت ہو، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے روکتے ہو۔

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔(لقمآن:17)

اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ، اور نیکی کا حکم دے اور بُرائی سے روک۔

وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۔(حجرات:9)

اور اگر ایمان والوں کی دو جماعتیں آپس میں جنگ کریں تو ان میں صلح کرادو، پھر اگر ان میں سے ایک جماعت دوسری پر زیادتی کرے تو اس جماعت سے جنگ کرو جو زیادتی کرے، حتیٰ کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۔ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۔ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۔(مائدہ:78-79)

بنواسرائیل سے جنھوں نے کفر کیا، وہ داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر لعنت کیے گئے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے نافرمانی کی،اور وہ حد سے تجاوز کرتے تھے، وہ ایک دوسرے کو ان بُرے کاموں سے نہیں روکتے تھے جو انھوں نے کیے تھے۔ یقیناً وہ بہت ہی بُرے کام کرتے تھے۔

امر بالمعروف اور انہی المنکر کے متعلق احادیث:۔

نہی عن المنکر واجب ہے، اور اس کے کئی مراتب ہیں،پہلا مرتبہ یہ ہے کہ اگر طاقت ہو تو بُرائی کو ہاتھ سے روکے،اور اگر بُرائی کو ہاتھ سے روکنے میں اس کی جان کو خطرہ ہو تو زبان سے برائی کا انکار کرے، اور اگر زبان سے بُرائی کو روکنے میں بھی جان کا خطرہ ہو تو دل سے اس بُرائی کا انکار کرے، (اس باب کی احادیث میں بھی یہی بیان کیا گیا

ہے۔ سعیدی غفرلہٗ) اور حضرت عبداللہ بن جریر بجلی اپنے والد سے روایت ہیں جن قوم میں کثرت سے گناہ کیا جائے اور ان کو گناہ سے روکا نہ جائے تو اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب کرتا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنواسرائیل پر جو پہلا نقصان داخل ہوا وہ یہ تھا کہ ایک شخص کسی شخص سے ملاقات کرکے کہتا اے شخص! اللہ سے ڈرو اور اس کام کو چھوڑ دو، کیونکہ یہ کام تمہارے لیے جائز نہیں ہے، پھر اگلے دن جب اس سے ملتا تو اس کو منع نہ کرتا، اس کے ساتھ کھاتا پیتا اور اٹھتا بیٹھتا، جب انھوں نے اس طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک دوسرے کے موافق کو دیئے، اور حضرت داؤد اور حضر عیسیٰ (علیہم السلام) کی زبانوں سے ان پر لعنت بھیجی، پھر فرمایا خُدا کی قسم تم ضرور نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا اور ظلم کرنے والوں کے ہاتھ پکڑ لینا اور تم اس کو حق کی طرف موڑ دینا، اور اس کو حق پر مجبور کرنا، امام ابوداؤد نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص کسی کو بُرائی سے روکے تو پھر بُرے کام کرنے والے کے ساتھ بیٹھے نہ کھائے اور نہ پیئے۔

کن حالات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنا جائز ہے:۔

قرآن مجید میں ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۔(مائدہ:105)

اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کی فکر کرو، جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ تم کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

ایک حدیث تین باتیں

حضرت ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک خطبہ میں اس آیت کو تلاوت کر کے فرمایا تم اس آیت کا غلط مطلب لیتے ہو، ہم نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگ کسی ظلم کرنے والے کو دیکھیں اور اس کے ہاتھوں کو نہ پکڑیں، تو قریب ہے اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل فرمائے، ابوامیہ شعبانی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ابو ثعلبہ خشنی سے اِس آیت کے متعلق پوچھا انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا تھا، آپ (ﷺ) نے فرمایا تم نیکی کا حکم دیتے رہو اور بُرائی سے روکتے رہو حتیٰ کہ جب تم یہ دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جارہی ہے اور خواہش کی پیروی کی جارہی ہے، دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے اور ہر شخص اپنی رائے پر اترا رہاہے، اس وقت تم صرف اپنی جان کی فکر کرو اور عوام کو چھوڑدو، کیونکہ تمہارے بعد صبر کے ایّام ہیں، ان ایّام میں صبر کرنا انگارے پکڑنے کے مترادف ہے اس وقت میں ایک عمل کرنے والے کو پچاس عمل کرنے والوں کو اجر ملے گا۔

یہ حدیث اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے دوحال ہیں، ایک حال وہ ہے جس میں بُرائی کو بدلنا اور اس کو مٹانا ممکن ہو، اس حال میں جس شخص کے لیے بُرائی کو اپنے ہاتھوں سے مٹانا ممکن ہو، اس پر اس بُرائی کو مٹانا فرض ہے، اور اس کی کئی صورتیں ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ وہ بُرائی کو تلوار سے مٹائے مثلاً ایک شخص اس کو یا کسی اور شخص کو قتل کرنے کا قصد کرے، یا اس کا مال لوٹنے کا قصد کرے، یا اس کی بیوی سے زنا کرنے کا قصد کرے، اور اس کو یقین ہو کہ زبانی منع کرنے سے وہ باز نہیں آئے گا یا بغیر ہتھیار کے اس سے جنگ کی (مثلاً تھپڑ یا مُکّہ مارا) تب بھی باز نہیں آئے گا تب اس پر لازم ہے کہ اس کو قتل کردے کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے "تم میں سے جو شخص بُرائی دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹائے، اور جو شخص بُرائی کر

رہا ہے اگر اس کو قتل کیے بغیر اس بُرائی کو مٹانا ممکن نہ ہو تو اس کو قتل کرنا اس پر فرض ہے، اور اگر اس کو ظن غالب ہو کہ بغیر ہتھیار کے بھی اس بُرائی کو مٹانا ممکن (مثلاً تھپڑ اور مکّے مارنے سے) تو پھر اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر اس کو یہ گمان ہو کہ اب اگر اس کو بغیر ہتھیار کے مارا یا زبان سے منع کیا تو یہ باز آجائے گا لیکن بعد میں اتنی سزا سے باز نہیں آئے گا اور اس کو قتل کیے بغیر یہ بُرائی نہیں مِٹ سکے گی تو پھر اس کو قتل کرنا لازم ہے۔ ایک آدمی کے لیے ملکی قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا جائز نہیں ہے، البتہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی جان یا مال یا عزت پر حملہ آور ہو تو وہ اپنی یا دوسرے مسلمان کی جان، مال اور عزت بچانے کے لئے مزاحمت اور اگر اس مزاحمت کے دوران وہ حملہ آور ہو تو وہ اپنی یا دوسرے مسلمان کی جان، مال اور عزت بچانے کے لیے مزاحمت کرے اور اگر اس مزاحمت کے دوران وہ حملہ آور اس کے ہاتھوں مارا جائے تو اس سے شرعاً کوئی مؤاخذہ نہیں ہے۔ (سعیدی غفرلہٗ)

ابن رستم نے امام محمد سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے کسی کا سامان چھین لیا تو تمہارے لیے اس کو قتل کرنا جائز ہے حتیٰ کہ تم اس کا سامان چھڑا لو، اور اس آدمی کو واپس کردو، اسی طرح امام ابو حنیفہ نے فرمایا جو چور مکانوں میں نقب لگا رہا ہو تمہارے لیے اس کو قتل کرنا جائز ہے، اور جو آدمی تمہارا دانت توڑنا چاہتا ہو (مدافعت میں) تمہارا اس کو قتل کرنا جائز ہے، بہ شرطیکہ تم ایسی جگہ پر ہو جہاں لوگ تمہاری مدد کو نہ پہنچیں، اور ہم نے جو یہ ذکر کیا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ۔ (حجرات:9)

جو جماعت زیادتی کرے، اس سے اس وقت تک جنگ کرو حتیٰ کہ وہ اللہ کے امر کی طرف لوٹ آئے۔

اسی طرح حدیث میں ہے: "تم میں سے جو شخص کسی بُرائی کو دیکھے وہ اس کو اپنے ہاتھوں سے مٹائے"۔ اس لیے جب کوئی شخص کسی بُرائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے مٹائے خواہ بُرائی کرنے والے کو قتل کرنا پڑے اور اگر وہ زبان سے منع کرنے سے باز آجائے تو اس کو زبان سے منع کرے، یہ حکم ہر اس بُرائی کے لیے ہے جو علی الاعلان کی جارہی ہو اور اس پر اصرار کیا جارہا ہو، مثلاً کوئی شخص بھتہ اور جبری ٹیکس وصول کرے، اور جب ہاتھ سے بُرائی کو مٹانا اور زبان سے منع کرنا دونوں میں جان کو خطرہ ہو تو اس کے لیے سکوت جائز ہے اور اس وقت اس پر لازم ہے کہ اس بُرائی سے اور ان بُرائی کرنے والوں سے الگ ہو جائے۔

قرآن مجید میں ہے:

عَلَيۡكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ لَا يَضُرُّكُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اهۡتَدَيۡتُمۡ ۔(المائدہ:105)

تم اپنی جانوں کی فکر کرو جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: جب تک تمہاری بات کو قبول کیا جائے تم نیکی کا حکم دو اور بُرای سے روکو، اور جب تمہاری بات کو قبول نہ کیا جائے تو پھر تم اپنی جان کی فکر کرو، اسی طرح حضرت ابو ثعلبہ خسشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیکی کا حکم دیتے رہو اور بُرائی سے روکتے رہو حتیٰ کہ جب تم یہ دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جارہی ہے، خواہش کی پیروی کی جارہی ہے، دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے اور ہر شخص اپنے رائے پر اترا رہا ہے تو پھر تم اپنی جان کی فکر کرو اور لوگوں کی فکر کرنا چھوڑ دو، اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ امر بالمعروف اور نہی المنکر کو قبول نہ کریں اور اپنی خواہشات اور آراء کی پیروی کریں تو

پھر تمہارے لیے ان کو چھوڑنے کی گنجائش ہے اور تم اپنی فکر کرو اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، اور جب لوگوں کا یہ حال ہو تو پھر آپ نے بُرائی کو ٹوکنے کو ترک کرنا مباح کر دیا۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے خود نیک ہونا ضروری نہیں ہے:۔

علامہ ابو بکر رازی فرماتے ہیں قرآن مجید اور نبی ﷺ کی احادیث سے ہم نے یہ واضح کر دیا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی المنکر فرض کفایہ ہے اور جب بعض لوگ اس فرض کو ادا کر لیں تو پھر یہ باقیوں سے ساقط ہو جاتا ہے، اور اس فرض کی ادائیگی میں نیک اور بَد کا کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کسی ایک فرض کو ترک کر دے تو اس کی وجہ سے باقی فرائض اس سے ساقط نہیں ہوتے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھے تو اس سے روزہ اور دیگر عبادات کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی، اسی طرح جو شخص تمام نیکیاں نہ کرے اور کسی بُرائی سے نہ رُکے تو اس سے امر بالمعروف اور نہی المنکر کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں صحابہ کی ایک جماعت حاضر ہوئی، انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ بتائیے کہ اگر ہم تمام نیکیوں پر عمل کر لیں حتیٰ کہ کوئی نیکی باقی نہ بچے مگر ہم نے اس پر عمل کر لیا ہو اور تمام۔۔۔۔برائیوں سے بچیں حتیٰ کہ کوئی بُرائی نہ بچے مگر ہم اس سے رک چکے ہوں تو۔۔۔۔کیا اس وقت ہمارے لیے امر بالمعروف اور نہی المنکر کو ترک کرنے کی اجازت ہے؟آپ (ﷺ) نے فرمایا نیکیوں کا حکم دو، خواہ تم نے تمام نیکیوں پر عمل نہ کیا ہو اور بُرائی سے روکو خواہ تم بُرائی سے نہ رُکتے ہو۔ نبی ﷺ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ادائیگی کو باقی تمام فرائض کی ادائیگی کے مساوی قرار دیا ہے، جس طرح واجبات میں تقصیر کے باوجود دیگر فرائض کا ادا کرنا ساقط

نہیں ہوتا، اسی طرح بعض واجبات میں تقصیر کے باوجود امر بالمعروف اور نہی المنکر کا فریضہ ساقط نہیں ہوتا۔

ہتھیاروں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو فتنہ کہنے کا بطلان:۔

علماء امت میں سے صرف ایک جاہل قوم نے یہ کہا ہے کہ باقی جماعت سے قتال نہ کیا جائے اور ہتھیاروں کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی المنکر نہ کیا جائے، انھوں نے کہا جب امر بالمعروف اور نہی المنکر ہتھیار اٹھانے کی ضرورت پڑے تو یہ فتنہ ہے، حالانکہ قرآن مجید میں ہے:

فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ۔ (حجرات:9)

جو جماعت بغاوت کرے اس سے جنگ کرو حتیٰ کہ وہ اللہ کے امر کی طرف لوٹ آئے۔

ان لوگوں نے یہ کہا کہ سلطان کے ظلم اور جور پر انکار نہ کیا جائے، البتہ سلطان کا غیر اگر بُرائی کرے تو اس کو قول سے منع کیا جائے اور بغیر ہتھیار کے ہاتھ سے منع کیا جائے یہ لوگ بدترین امت ہیں، امام ابوداؤد سے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم سلطان یا ظالم امیر کے سامنے کلمہ حق کہا جائے۔اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا سید الشہداء حمزہ بن عبدالمطلب ہیں اور وہ شخص جس نے ظالم حاکم کے سامنے کھڑے ہو کر اس کو نیکی کا حکم دیا اور بُرائی سے روکا اور اس کی پاداش میں اس کو قتل کر دیا گیا۔(علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی 380، احکام القرآن، ج4ص34، ملخصاً، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، 1400ھ)

کسی شخص سے محبت کی وجہ سے امر بالمعروف کو ترک نہ کیا جائے:۔

ایک حدیث تین باتیں

کسی شخص سے دوستی اور محبت کی وجہ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک نہیں کرنا چاہیے، نہ کسی شخص کے نزدیک قدر و منزلت بڑھانے اور اس سے فائدہ طلب کرنے کے لیے مداہنت (بے جا نرمی اور دنیاوی مفاد کے لیے نہی عن المنکر کو ترک کرنا) کرنی چاہیے۔ کیونکہ کسی شخص سے دوستی اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ساتھ خیر خواہی کی جائے اور اس کی خیر خواہی یہ ہے کہ اس کو آخرت کی فلاح کی ہدایت دی جائے اور اُس کو آخرت کے عذاب سے بچایا جائے اور کسی انسان کا سچا دوست وہی ہے جو اس کے لیے آخرت کی بھلائی کی سعی کرے، اور اگر وہ فرائض اور واجبات کی ادائیگی میں تقصیر کر رہا ہو تو اسے ان فرائض کی ادائیگی کا حکم دے اور اگر وہ کسی بُرائی کا ارتکاب کر رہا ہو تو اس کو بُرائی سے روکے۔

امر بالمعروف میں ملائمت کو اختیار کیا جائے:۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نرمی اور ملائمت کو اختیار کرنا چاہیے تاکہ وہ مؤثر ہو، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو تنہائی میں نصیحت کی اس نے خیر خواہی کی، اور جس نے کسی شخص کو لوگوں کے سامنے نصیحت کی اور ملامت کی اس نے اس کو شرمندہ اور رسوا کیا۔

اگر کسی بُرائی کو اپنے ہاتھوں سے مٹانے سے ملکی قوانین کو اپنے ہاتھوں میں لینا لازم نہیں آتا تو اس بُرائی کو اپنے ہاتھوں سے مٹایا جائے ورنہ زبان سے اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے، اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو پھر اس بُرائی کو دل سے ناپسند کرے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکام اور ارباب اقتدار پر لازم ہے کہ وہ بُرائی کو اپنے ہاتھ سے مٹائیں، مثلاً قاتل کو قصاص میں قتل کریں اور چور کا ہاتھ کاٹیں، زانی کو کوڑے لگائیں یا رجم کریں اسی طرح دیگر حدودِ الٰہیہ جاری کریں۔ اور علماء پر لازم ہے کہ وہ زبان سے بُرائی کی مذمت

کریں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں، اور عوام کو چاہیے کہ وہ ہر بُرائی کو دل سے بُرا جانیں، لیکن صحیح یہ ہے کہ جس شخص کے سامنے ظلم اور زیادتی ہو وہ اس کو حسب مقدور مٹانے کی کوشش کرے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے قوسین میں بیان کیا ہے۔

خلوف کا معنی:۔ اس حدیث میں سے انبیاء کے حواریوں کے بعد خلوف آئے، جو ان کاموں کا حکم دیتے تھے جو خود نہیں کرتے تھے اور وہ کام کرتے تھے جن کو وہ کہتے نہیں تھے۔

علامہ نووی خلُوف کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

خلُوف خلَف کی جمع ہے اور خلف بعد میں آنے والے بُرے لوگوں کو کہتے ہیں اور خَلَف بعد میں آنے والے اچھے لوگوں کو کہتے ہیں۔ (علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی 676ھ، شرح مسلم، ج1ص 52، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، 1375ھ)

علامہ ابن منظور نے بیان کیا ہے کہ خَلَف کی جمع اخلاف اور خَلْف کی جمع خُلوف آتی ہے۔ (علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظورافریقی متوفی 711ھ، لسان العرب، ج9ص 88-89، ملخصاً مطبوعہ، نشرادب الحوذہ ایران، 1405ھ) [286]

---

[286] شرح صحیح مسلم، جلد1، صفحہ 459-466

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰہِ فَمَا تَرَكْتُ أَسْتَزِيدُهُ إِلَّا إِرْعَاءً عَلَيْهِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛ میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے پوچھا، سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ (ﷺ) نے جواب دیا (1) وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے پوچھا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (2)

والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، میں نے پوچھا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (3) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے مزید یہ سوال اس لیے نہیں کیا تاکہ آپ ﷺ کو ناگوار نہ گزرے)۔ ﴿287﴾

﴿287﴾ صحیح مسلم، جلد 1 صفحہ 113، حدیث 160، کتاب الایمان، باب 35

کاہنوں کے پاس جانے کی ممانعت

عن معاویۃ بن الحکم السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قلت رَسُوْلُ اللہِ! انی حدیث عھد بجاھلیۃ وقد جاء اللہ بالاسلام، وان منا رجالا یاتون الکھان قال: فلا تأتھم، قال: ومنا رجال یتطیرون، قال: ذلك شئی یجدونه فی صدورھم فلا یصدھم، وقال ابن الصباح: فلا یصدنکم، قال: قلت: ومنا رجال یخطون، قال: کان نبی من الانبیاء یخط، فمن وافق خطه فذاك۔

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میرا زمانہ جاہلیت سے قریب ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی دولت سے مشرف فرمایا ہم میں بعض لوگوں کا حال یہ ہے کہ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ فرمایا (1) تم وہاں نہ جانا، میں نے عرض کی ہم میں سے بعض پرند اُڑا کر فال لیتے ہیں۔ فرمایا (2) یہ ان کے خیالات فاسدہ ہیں ان کی بنا پر کاموں سے نہ رکیں، عرض کی بعض لکیریں کھینچ کر آئندہ کی بات بتاتے ہیں، فرمایا (3) ایک پیغمبر (حضرت دانیال علیہ السلام) خط کھینچتے تھے جسکا خط ان کے موافق ہوگا تو درست ہے۔ ﴿288﴾

﴿288﴾ جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 662 حدیث نمبر 3635

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ ٹھہرا دینا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمل پھینکنے کی اجازت دی ہے حالانکہ حدیث صراحۃً مفید ممانعت ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا جواز موافقت خط انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مشروط فرمایا اور وہ معلوم نہیں تو جواز بھی نہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں۔ مقصود حدیث تحریم رمل ہے کہ اباحت بشرط موافقت ہے اور وہ نا معلوم تو اباحت بھی معدوم۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ حاصل حدیث یہ ہے کہ رمل اس شریعت میں حرام ہے کہ موافقت معدوم ہے یا موہوم۔ [289]

---

[289] جامع الاحادیث، جلد 5 صفحہ 662-663

حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم اللّٰہ جل شانہٗ کی ہر ہر نعمت بانٹتے ہیں

قَالَ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدْ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللهُ يُعْطِي وَلَنْ تَزَالَ هَذِهِ الْأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ۔

حمید بن عبدالرحمٰن نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ فرمارہے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا: (1) جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے دین کی فقہ (سوجھ بوجھ) عطا فرماتا ہے (2) بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں جب کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے (3) اور یہ اُمت ہمیشہ

اللہ کے دین پر قائم رہے گی اور اِن کے مخالف قیامت تک انھیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ ﴿290﴾

﴿290﴾ صحیح بخاری، ج1 صفحہ 137 حدیث نمبر 71، باب 55، کتاب العلم

علامہ مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

یہاں چار باتوں کا ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ پہلی بات یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دیگر جملہ صحابہء کرام کی طرح ثقہ اور قابلِ تعظیم ہیں اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اُن کی روایت کو قبول نہ کرتے۔

دوسری بات یہ کہ فقہ (دین کی سمجھ بوجھ) اللہ تعالیٰ اُسی کو عطا فرماتا ہے جس کی بھلائی منظور ہوتی ہے۔ فقہ سے چڑنا گویا خود کو بھلائی سے محروم رکھنا ہے۔ تیسری بات یہ کہ ہر چیز کا دینے والا اللہ رب العزت ہے کیونکہ مالک وہی ہے لیکن رحمتِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُس نے نعمتیں بانٹنے والا بنایا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس خداداد مقام و منصب کا انکار کرنے میں جہاں مقام مصطفیٰ کی توہین ہے وہاں اس میں خُدا کی توہین بھی ہے کہ مُنکر خُدا کے اُس خاص کرم کا انکار کر رہا ہے جو اُس نے اپنے محبوب پر فرمایا ہوا ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ اِس اُمت میں چاہے جتنے فرقے پیدا ہو جائیں لیکن حق پر ایک جماعت ضرور رہے گی اور باطل فرقے خواہ جتنا زور باندھ لیں لیکن اہل حق کی اُس جماعت کو ختم نہیں کر سکیں گے۔ وہ جماعت اولیاء اللہ کی ہے جو صرف اہل سنت و جماعت میں ہوئے اور قیامت تک اسی میں ہونگے۔ اس ناجی گروہ اور مسلمانوں کے سوادِ اعظم کو گمراہ فرقوں نے بریلوی فرقے کا نام دیا ہوا ہے تاکہ اہل حق کو بھی نوزائیدہ

فرقوں میں سے ایک بتا کر لوگوں کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت پیدا کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو سچی ہدایت نوازے آمین۔ ﴿291﴾

﴿291﴾ حاشیہ صحیح بخاری، ج 1 صفحہ 137

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اس حدیث کے راویوں میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہستی قابلِ ذکر ہے۔ آپ سردار مکہ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام "ہند" تھا۔ 8ھ فتح مکہ کے سال آپ نے اسلام قبول کیا اور دربارِ رسالت میں اتنے معتمد صحابی قرار پائے کہ حضور ﷺ نے "کاتبِ وحی" کا عہدہ ان کو عطا فرمایا۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں شام کے گورنر رہے پھر تمام عالم اسلام کے بادشاہ ہوگئے۔ رجب 60ھ میں اٹھتہر برس کی عمر پاکر وفات پائی۔ آپ سے ایک سو چھتیس حدیثیں مروی ہیں۔

اس حدیث کے تین جزو ہیں پہلے جزو کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو دین میں "فقیہ" بناتا ہے یعنی اس کو اتنا علم عطا فرماتا ہے کہ وہ اپنی علمی بصیرت سے دین کو ایمانی معرفت کے ساتھ سمجھنے لگتا ہے تو پھر یہ سمجھ لینا چاہیے بلکہ یقین کر لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ساتھ بھلائی فرمانے کا ارادہ فرما لیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنے اور خیر عطا فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کا علم اور دین سمجھنے کا فہم عطا فرماتا ہے۔

اس حدیث کا دوسرا جزو یہ ہے کہ میں خُدا کی نعمتوں کو تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ نعمتوں کا عطا فرمانے والا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام نعمتوں

کی تقسیم میرے سپرد فرمائی ہے اس لیے میرے وسیلہ اور واسطہ کے بغیر کسی کو خُدا کی کوئی نعمت نہیں مل سکتی۔

اس حدیث کا تیسرا اجزو یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک غیب کی خبر دے رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی اُمت میں ہر دور کے اندر ایک جماعت ایسی ضرور رہے گی جو ہمیشہ اور ہر حال میں دین پر پوری استقامت کے ساتھ قائم رہے گی اور اس کے مخالفین لاکھ اس کو نقصان پہنچانا چاہیں مگر ان لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور ہزاروں ظلم وجور کے باوجود بال.برابر بھی اس جماعت کو صراطِ مستقیم سے نہ ہٹا سکیں گے۔

"(فقہ کے دو معنی آتے ہیں۔ ایک لغوی دوسرے اصطلاحی۔ فقہ کے لغوی معنی " فہم، علم، سمجھ " ہیں اور اصطلاحی معنی کی تفصیل یہ ہے کہ احکام شریعت کی دو قسمیں ہیں۔اوّل احکام شرعیہ اعتقادیہ یعنی وہ مسائل جن کا تعلق صرف عقائد سے ہے جیسے توحید و رسالت اور قیامت وغیرہ پر ایمان لانا۔ دوم احکام شرعیہ یعنی وہ مسائل جن کا تعلق اعتقاد کے بعد عمل سے بھی ہے۔ جیسے نماز وروزہ اور حج وزکوٰۃ وغیرہ۔ پہلی قسم یعنی احکام شرعیہ اعتقادیہ کے جاننے کو "علم کلام" کہتے ہیں اور دوسری قسم یعنی احکام شرعیہ عملیہ کے جاننے کا نام " علم فقہ " ہے اس حدیث میں "فقہ کے لغوی مراد ہیں" یفقھه فی الدین " کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو دین کا فہم یعنی دین کو سمجھنے کا علم عطافرماتا ہے۔

(انما انا قاسم واللہ یعطی کے دونوں جملوں میں اہل علم کو غور کرنا چاہیے کہ " قَاسِمٌ اور یُعْطِی دونوں کا مفعول محذوف کیا ہے یعنی رسول کن کن چیزوں کو بانٹتے

ہیں اور اللہ کون کون سی چیزیں عطا فرماتا ہے اس حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ مفعول محذوف کیا ہے؟ اس سوال کا حل کرنا۔ تو اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ "یُعطِی" کا مفعول یقیناً "کُلِّ شیٍٔ" ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر ہر چیز کا دینے والا ہے تو ظاہر ہے کہ جو "یعطی" کا مفعول ہوگا وہی "قَاسِمٌ" کا مفعول ہوگا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اس حدیث کا صاف صاف حاصل مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ہر چیز کا دینے والا ہے اور میں اللہ کی دی ہوئی ہر ہر چیز کا تقسیم کرنے والا ہوں۔

اس لیے معلوم ہوا کہ اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں اور دولتوں میں سے کوئی نعمت اور کوئی دولت کسی کو بغیر حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ کے نہیں مل سکتی۔ سبحان اللہ۔

بے ان کے واسطے کے خُدا کچھ عطا کرے

حاشا! غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

اس حدیث میں من یرد اللّٰہ خیرًا کے جملہ میں لفظ "خیرًا" نکرہ ہے اور اس کی تنکیر یا تو نوع کے لیے ہے یا تعظیم کے لیے اگر اس تنکیر کو نوع کے لیے مانا جائے تو حدیث شریف کا یہ مطلب ہوگا کہ "جس شخص کے ساتھ ایک خاص قسم کے خیر اور بھلائی کا خداوند تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے اس کو علمِ دین عطا فرماتا ہے"۔ اور اگر یہ تنکیر تعظیم کے لئے مانی جائے تو اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ خیر عظیم اور بہت بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُس کو علم دین عنایت فرماتا ہے۔

بہر حال اس حدیث سے علماء حق کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور رحمتِ عالم کے اس فرمان میں علماء حق کے لیے بہت بڑی بشارت اور تسکینِ قلب کا سامان بھی ہے اور وہ یہ کہ جب اللہ عزوجل نے علماء دین کے ساتھ ایک خاص قسم کی بھلائی یا بہت بڑی بھلائی کا ارادہ فرمالیا ہے تو پھر کسی انسان یا شیطان کا شر، خُدا کے خیر پر

کبھی بھی اور کہیں بھی غالب نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لیے ثابت ہو گیا کہ علماء دین کے ساتھ شر اور بُرائی کا برتاؤ کرنے والا کبھی ہر گز ہر گز فلاح نہیں پا سکتا۔ ؎

علم دیں ہے شمع حق، اس کو بجھا سکتا ہے کون؟
جس کا حامی ہو خدا، اس کو مٹا سکتا ہے کون؟

لہٰذا علماء کرام کو لازم ہے کہ وہ کبھی بھی احساس کمتری میں نہ مبتلا ہوں اور گریجویٹوں اور دولت مندوں کے سامنے کبھی ہر گز ہر گز مرعوب نہ ہوں اور حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد پر نظر رکھیں اور ایک دوسری حدیث بھی ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ خدا کے محبوب ﷺ کا فرمان ہے کہ رشک کے قابل فقط دو ہی آدمیوں کی زندگی ہے ایک تو وہ مالدار جو خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ دوسرا وہ عالم جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت (علم دین) عطا فرمایا۔ اور وہ اس سے فیصلہ کرتا ہے اور دوسروں کو علم سکھاتا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم) دیکھ لیجئے کہ مالدار سخی اور عالم دین کی زندگی کے سوا، کسی امیر و وزیر، یا بادشاہ کی زندگی کو بھی حضور اکرم ﷺ نے قابل رشک نہیں فرمایا ہے!

لہٰذا پتہ چلا کہ علماء دین کی مقدس زندگی ساری دُنیا کے لیے قابلِ رشک ہے اور جب علماء کرام کی زندگی قابلِ رشک زندگی ہے تو پھر علماء کرام کے لیے احساس کمتری کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ علماء حق بلا شبہ خدا کی زمین پر چمکتے ہوئے چراغ ہدایت ہیں۔ خداوند کریم نے ان کو اپنیت "خیر عظیم" کے ساتھ نوازا ہے۔ اسی لیے زمین پر درندے چرندے، پرندے، چیونٹیاں اپنے بلوں میں، مچھلیاں دریاؤں میں ان کے لیے دعائے رحمت کو اپنا وظیفہ بنائے ہوئے ہیں۔ فرشتوں کی مقدس جماعت ان طالبان علم دین کی رضاجوئی کے لیے اپنے پر بچھا دیتی ہے۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ! جب خالقِ کائنات

کا فضل و کرم اور کائناتِ عالم کی دعائیں، ملائکہ کے بچھے ہوئے پر، علمادین کا اعزاز بڑھا رہے ہیں۔ تو اگر چند مُردار قسم کے دُنیا دار، علماء ربانیین کو حقارت کی نظر سے دیکھیں۔ تو اس کا کیا غم ہے؟ جو لوگ آج علماء کرام کو حقارت کی نظر سے دیکھ رہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے مقدس رسول کے فرمانوں سے منہ موڑ لیا ہے اور دنیا کی دولت پر مغرور ہو کر اور اللہ کے نیک بندوں کی تحقیر و تذلیل کر کے اپنی آخرت کو خراب کر رہے ہیں۔

علماء حق کو لازم ہے کہ ان مغرور و بدخصال جہاں کی ایذا رسانیوں پر صبر کریں اور ہر گز ہر گز دل شکستہ ہو کر اعلاء کلمتہ الحق کے منصبِ جلیل سے الگ نہ ہوں۔ خداوند قدوس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ حکم دیا ہے کہ خُذِ الۡعَفۡوَ وَأۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجَاهِلِيۡنَ۔ یعنی اے محبوب! آپ لوگوں کی خطاؤں کو معاف فرما دیں اور نیکی کا حکم دیتے رہیں اور جاہلوں سے اعراض کرتے رہیں۔ [292]

[292] نوادرالحدیث المعروف منتخب حدیثیں، صفحہ 81 تا 85

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

خیر سے مراد دین و دنیا کی بھلائیاں اور نعمتیں ہیں۔ لہٰذا حدیث شریف کا مطلب یہ ہوا کہ جس شخص کو تم دیکھو کہ دین کے مسائل کا عالم ہے تو سمجھ لو کہ یہ وہ خوش نصیب آدمی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو دین و دنیا کی تمام نعمتیں اور ساری بھلائیاں عطا کرنے کا ارادہ فرما لیا ہے اور اس حدیث کا آخری حصہ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ واللہُ یُعۡطِیۡ میں قَاسِمٌ اور یُعۡطِیۡ دونوں کا مفعول محذوف ہے اور علم معانی کا قاعدہ ہے ک جہاں مفعول اتنا عام ہوتا ہے کہ اس کے افراد کا شمار دشوار ہو تو اس مفعول کو حذف کر دیا جاتا ہے اور یہ ہر شخص کا

ایک حدیث تین باتیں

ایمان و عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام چھوٹی بڑی چیزوں کے بانٹنے والے ہیں کیونکہ جو یُعطِی کا مفعول ہے وہی قَاسِمُ کا بھی مفعول ہے۔ ورنہ کلام بے ربط ہو جائے گا۔

یہ اور بات ہے کہ یہاں حدیث میں ''فقہ'' کا تذکرہ ہے اس قرینہ سے یہی ''یُعطِی'' اور '' قَاسِمُ کا مفعول محذوف علم دین کو بنایا جائے گا کہ علم دین کا عطا فرمانے والا تو اللہ ہے مگر اس کی تقسیم کرنے والے رسول اللہ ﷺ ہیں جس طرح کہ تمام نعمتوں کو عطا فرمانے والا اللہ ہے اور ان تمام نعمتوں کی تقسیم کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خداوند قدوس جل جلالہ کے نائب مکرم اور خلیفہء اعظم ہیں اور اللہ تعالیٰ تمام نعمتوں کا عطا فرمانے والا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کے اُس کے حکم سے قاسم اور بانٹنے والے ہیں۔

اعلحضرت علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

رب ہے مُعطِیٰ یہ ہیں قاسم رزق اس کا ہے۔ کھلاتے یہ ہیں
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَولَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وبَارِکْ وَسَلِّم

[293]

---

[293] جواہر الحدیث، صفحہ 26-27

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یعنی اسے دینی علم دینی سمجھ اور دانائی بخشا ہے۔ خیال رہے کہ فقہ ظاہری شریعت ہے اور فقہ باطنی طریقت اور حقیقت۔ یہ حدیث دونوں کو شامل ہے اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ قرآن وحدیث کے ترجمے اور الفاظ رٹ لینا علم دین

نہیں بلکہ انکا سمجھنا علم دین ہے یہی مشکل ہے اسی کیلئے فقہاء کی تقلید کی جاتی ہے اسی وجہ سے تمام مفسرین و محدثین آئمہ مجتہدین کے مقلد ہونے اپنی حدیث دانی پر نازاں نہ ہوئے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا۔ وہاں حکمت سے مُراد فقہ ہی ہے۔ قرآن و حدیث کے ترجمے ابو جہل بھی جانتا تھا۔ دوسرے یہ کہ حدیث و قرآن کا علم کمال نہیں بلکہ انکا سمجھنا کمال ہے۔ عالم دین وہ ہے جسکی زبان پر اللہ رسول کا فرمان ہو اور دل میں انکا فیضان، فیضان کے بغیر فرمان بیکار ہے جیسے بجلی کے بغیر فیٹنگ بیکار۔

اس (حدیث) سے معلوم ہوا کہ دین و دُنیا کی ساری نعمتیں علم، ایمان، مال، اولاد وغیرہ دیتا اللہ ہے بانٹتے حضور (ﷺ) ہیں جسے جو ملا حضور (ﷺ) کے ہاتھوں ملا کیونکہ یہاں نہ اللہ کی دین میں کوئی قید ہے نہ حضور (ﷺ) کی تقسیم میں۔ لہٰذا یہ خیال غلط ہے کہ آپ صرف علم بانٹتے ہیں ورنہ پھر لازم آئے گا کہ خُدا بھی صرف علم ہی دیتا ہے۔ خیال رہے کہ حضور (ﷺ) کی دین یکساں ہے مگر لینے والوں کے لینے میں فرق ہے۔ بجلی کا پاور یکساں آتا ہے مگر مختلف طاقتوں کے بلب بقدر طاقت پاور کھینچتے ہیں پھر جیسا بلب کا شیشہ ویسا اس کا رنگ، حنفی شافعی ایسے ہی قادری چشتی ہیں مختلف رنگ کے مگر سب میں پاور ایک ہی ہے۔ ایک ہی سمندر سے تمام دریا بنے مگر راستوں کے لحاظ سے اُن کے نام الگ الگ ہوگئے۔ ایسے ہی قادری چشتی وغیرہ اُن سینوں کے نام ہیں جن سے فیض آرہا ہے۔ [294]

---

[294] مرآۃ المناجیح، جلد 1 صفحہ 187

زمین کی پیٹھ تمہارے لئے بہتر جب۔۔۔

ایک حدیث تین باتیں

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أُمَرَاءُ كُمْ خِيَارَكُمْ وَأَغْنِيَاءُ كُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَأُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْنِكُمْ فَظَهْرُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَإِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاءُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَأُمُوْرُكُمْ إِلٰى نِسَآءِكُمْ فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ ظَهْرِهَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: (1) جس وقت تمہارے حکام نیک (2) تمہارے مال دار سخی (3) اور تمہارے کام باہمی مشورے سے ہوں اور زمین کی پیٹھ تمہارے لئے اُس سے بہتر ہے اور جب تمہارے حکام شریر لوگ ہوں، تمہارے مال دار بخیل ہو جائیں اور تمہارے کام عورتوں کی تحویل میں ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لئے اُس کی پیٹھ سے بہتر ہے [295]

[295] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 536، حدیث نمبر 5134، باب تغیر الناس، دوسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یعنی جب تک کہ بادشاہ اور حاکموں میں تقویٰ، دینداری رہے امیروں میں سخاوت خداترسی رہے اور تمہارے گھروں کے کام گھروالوں کے مشورے سے، قومی کام قوم کے مشورہ سے، ملکی کام ملک والوں کے مشورے سے ہوا کریں۔ تم میں جمہوریت شخصیت نہ ہو۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وشاورهم فی الامر** اور فرماتا ہے۔ **وامرهم شوری بینهم**۔ خیال رہے کہ اللہ رسول کے احکام میں کسی مشورہ کی گنجائش نہیں۔ مشورہ والے کاموں میں ضرور مشورہ کرے۔ نماز روزے کے لئے مشورہ کی ضرورت نہیں، ملکی انتظامات، بچوں کی شادی بیاہ کے لئے مشورہ کرو یعنی ان حالات میں تمہاری

زندگی موت سے بہتر ہے کہ اس زندگی میں تم نیکیاں بڑھا کر آخرت کا توشہ زیادہ جمع کر لو۔

(جب) بادشاہ حکام ظالم، فاسق ہوں جن کے دلوں میں کہ خدا کا خوف ہو نہ نبی کی شرم، امیروں میں غربا پروری قوم و ملک کی خدمت کا جذبہ نہ رہے انہیں اپنے خزانہ بھرنے کی ہی فکر رہے گھر کی مختار عورتیں ہی ہو جاویں کہ وہ جو چاہیں سو کریں۔ مردان کے ماتحت ہو جاویں۔ یہ تینوں لعنتیں آج دیکھی جا رہی ہیں۔ پہلے قحط سالی میں امیر لوگ غرباء پروری کرتے تھے اب غریبوں کا خون چوس کر اور زیادہ امیر بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ گھروں میں عورتیں خود مختار ہیں مردوں کی کچھ نہیں چلتی، حکام اور عدالتوں کے حال بالکل ظاہر ہیں ملک میں انتشار جرموں کی زیادتی عام چوری ڈکیتی، قتل، خون عدالتوں کے خرچ اِنہیں کے سہارے ہو رہے ہیں آج انصاف ملتا نہیں بکتا ہے اس کے لئے لوہے کے پاؤں چاندی کے ہاتھ نوح علیہ السلام کی عمر چاہیے۔ اللہ سے فریاد ہے کیونکہ اس زمانہ میں زندگی فتنوں سے گھری ہوگی انسان زندگی میں گناہ زیادہ کریگا۔ موت راحت کا ذریعہ ہوگی۔ قبر، گھر سے بہتر ہوگی ایسی حالت میں اگر مسلمان اپنی موت کی تمنا یا دُعا کرے تو گنہگار نہ ہوگا جیسا کہ روایات میں ہے۔ [296]

[296] مراٰۃ المناجیح، جلد 7 صفحہ 172-173

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اس حدیث میں زمین کی پیٹھ سے مراد " زمین کے اُوپر زندہ رہنا" اور زمین کے پیٹ سے مراد " مر کر زمین میں مدفون ہونا" ہے۔ ظاہر ہے کہ جب سلطنت کے امراء اور حکومت کے حکام نیک اور صالح لوگ ہوں گے تو اُن کے عدل و انصاف سے زمین پر امن و امان

اور سکون و اطمینان کا دور دورہ ہوگا اور ظلم و طغیان سرکشی و عصیان، غرض ہر قسم کے جرائم کا نام ونشان مٹ جائے گا اور دن رات زمین پر رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا رہے گا۔

اس طرح جب مالدار سخی ہوں گے تو وہ اپنی دولت کو نیک کاموں میں خرچ کریں اور مساجد ومدارس اور دوسرے دینی اداروں اور اسلامی مرکزوں کی ترقی اور رونق بڑھے گی کوئی ننگا بھوکا نہیں رہے گا، غرباء مالداروں سے محبت کریں گے، امیری فقیری کی جنگ ختم اور طبقاتی کشمکش کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اسی طرح جب اُمرا، اور حکام کا تقرر اور تمام قومی معاملات آپ کے مشوروں سے طے پاتے رہیں گے تو بغض و کینہ اور تحاسد وتباغض کا روئے زمین سے جنازہ نکل جائے گا اور ہر شخص کو سکون و اطمینان کے ساتھ نیکیوں اوراعمال صالحہ میں مصروف ومشغول رہنے کا موقع ملے گا ایسی صورت میں جب کہ روئے زمین کا چپہ چپہ امن و چین اور سکون و راحت کی جنت بنا ہوا ہو اور ہر طرف تجارتِ آخرت کے بازار میں چہل پہل اور رونق ہی رونق نظر آرہی ہو تو بلا شبہ یقیناًایک مسلمان کی زندگی، اس کی موت سے بدرجہاخوشتر، اور زمین کی پیٹھ زمین کے پیٹ سے بہتر ہو گی۔

برخلاف اس کے جب حکومت کے امراء وحکام بدکاروحرام کار اور عیاش و بدمعاش ہوں گے توظاہر ہے کہ عدل وانصاف نہ ہونے سے زمین پر ہر طرف فتنہ وفساد کا بازار گرم ہوگا اور ہر چہار جانب روئے زمین پر نراج بلکہ شیطان کا راج ہوگا۔

اسی طرح جب مالدار بخیل ہو جائیں گے اور صدقات و خیرات کا دروازہ بند ہو جائے گا تو غرباء ومساکین ننگے بھوکے ہوں گے۔ مزدوروسرمایہ دار کی جنگ شروع ہو جائے گی اور طبقاتی کشمکش کا اژدھا منہ پھاڑے ہوئے زمین پر لہراتا ہوگا۔ مساجد و مدارس کی رونق میں کمی اور دینی اداروں کی بہاریں نذر خزاں اور اسلامی مراکز کے گلشنوں

میں ویرانی کے اُلّو بول رہے ہوں گے۔ دینداری کی مجلسوں کے چراغ بجھ چکے ہوں گے اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہو گا !

اسی طرح جب لوگ تمام معاملات میں عورتوں کے مشوروں کو دخیل بنا لیں گے تو ظاہر ہے کہ یہ ناقصاتِ عقل و دین ایسا ہی مشورہ دیں گی جو تباہی و بربادی کا سگنل اور دین و دنیا کی خرابیوں کے لیے ہری جھنڈی ہو گی اور ملک و ملت کی ساری شان و شوکت غارت ہو کر رہ جائے گی۔ غرض ساری دنیا طرح طرح کے جرائم و مفاسد رہ جائے گی۔ ایسی صورت میں بلا شبہ یقیناً ایک مسلمان کی موت اس کی زندگی سے بدرجہا اچھی اور زمین کا پیٹ زمین کی پیٹھ سے ہزاروں درجہ بہتر ہو گا۔ اسی لیے ایک حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :۔

ترجمہ :۔ میں اُس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے کہ دُنیا اُس وقت تک نہیں جائیگی یہاں تک کہ آدمی قبر پر جا کر بولے گا اور کہے گا کہ کاش اس قبر والے کی جگہ پر میں ہوتا۔ (مسلم)

توبہ، توبہ ! نعوذ باللہ منہ۔ یااللہ ! ہم ان فتنوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ [297]

---

[297] نوادرالحدیث المعروف منتخب حدیثیں، صفحہ 135 تا 137

تین چیزیں نجات دلانے والی تین ہلاک کرنے والی

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مُّنْجِيَاتٌ وَثَلٰثٌ مُهْلِكَاتٌ فَأَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللهِ فِي السِرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضٰى وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِي الْغِنَا وَالْفَقْرِ وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًى مُّتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُّطَاعٌ وَّإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَهِيَ أَشَدُّهُنَّ۔ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيْثَ الْخَمْسَةَ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ)

ایک حدیث تین باتیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں نجات دلانے والی اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ نجات دلانے والی چیزوں سے (1) جلوت وخلوت میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا (2) رضا مند اور ناراضگی میں حق بات کہنا (3) اور امیری و غریبی میں میانہ روی اختیار کرنا ہے۔ ہلاک کرنے والے چیزوں سے (1) خواہشات کی پیروی (2) طمع کی فرمانبرداری (3) اور آدمی کا اپنے اوپر گھمنڈ کرنا ہے اور یہ چیز سب سے سخت تر ہے۔[298]

[298] مشکوٰۃ شریف، جلد2 صفحہ 481، حدیث نمبر4893، باب الغضب والکبر، تیسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

نجات چھٹکارا اور سبب تین چیزیں ہیں یعنی لوگوں کے سامنے اور خلوت، ہر حالت میں نیک کام کرے اور اللہ سے ڈرے، اللہ کا ڈر تمام نیکیوں کی جڑ ہے اللہ نصیب کرے۔ ہر حالت میں سچ بولے، غصہ اور خوشی اسے حق گوئی سے باز نہ رکھے اور اپنا خرچ درمیانہ رکھے نہ بخل کرے نہ فضول خرچی، کھانا ایک کمال ہے اور صحیح خرچ کرنا پچاس کمال، درمیانی چال ہمیشہ ہی مفیدہ (یہ نہ ہو) کہ دل چاہے وہ کرے جائز اور ناجائز کا خیال نہ کرے اسکی باگ دوڑ نفسِ امّارہ کے ہاتھ میں ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسا شخص ہلاک ہی ہوگا۔ پرایا مال ناحق کھانا اپنے ذمہ جو حقوق ہوں وہ ادا نہ کرنا۔ گناہ میں مشغول رہنا یہ سب بخل کی اطاعت ہی سے ہوتا ہے بخل کا نتیجہ حرص ہے (پھر یہ کہ) کسی کی بات نہ ماننا خواہ کتنی اچھی ہو۔ اپنی بات ہی منوانا، خواہ کتنی ہی بُری ہو، اپنے کو کامل سمجھنا، دوسروں کا ناقص جاننا یہ بھی تکبر کی ایک قسم ہے کیونکہ ہر عیب سے پاک ہونا، ہر خوبی سے موصوف ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جو اپنے کو ایسا سمجھے وہ اپنے کو خدا کا ہمسر سمجھتا

ہے۔ ہم سب عیب دار ہیں، بے عیب ذات اللہ تعالیٰ کی ہے یا اُس کی جسے بے عیب بنا دے، جیسے فرشتے یا حضرات انبیاء علیہ السلام یا بعض اولیائے کرام۔ ﴿299﴾

﴿299﴾ مرآۃ المناجیح، ج6ص668

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کا مطلب بالکل واضح ہے کہ تین خصلتیں وہ ہیں جو دینا اور آخرت کے عذابوں سے نجات دلانے والی ہیں اور تین خصلتیں ایسی ہیں جو انسان کو دنیا و آخرت دونوں جگھوں ہلاک کردینے والی ہیں۔ نجات دلانے والی خصلتوں کی فہرست یہ ہے۔

تقویٰ:۔ ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرنا۔ ظاہر ہے کہ خوفِ الٰہی تمام نیکیوں کے ظاہر و باطن ہر جگہ، ہر حال میں بندہ خدا سے ڈرتا رہے گا تو یقیناً وہ ہر جگہ اور ہر حال میں وہی کام کرے گا۔ جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو اور ان تمام باتوں سے بچے گا جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ ظاہر ہے کہ جس شخص کا یہ حال ہوگا وہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور دونوں جہان کے عذاب سے نجات پا جائے گا۔

حق بولنا:۔ اس طرح جو شخص اس خصلت کا عادی بن جائے گا کہ وہ خوشی کی حالت میں ہو یا ناراضگی کی حالت میں، ہر جگہ، ہر حال میں وہ حق بات ہی بولے گا تو وہ گناہ کی باتوں سے ہمیشہ محفوظ رہے گا اور اپنی اس حق گوئی پر جہاد کے ثواب کا مستحق ہوگا۔ لہٰذا انشاء اللہ تعالیٰ وہ عذاب دارین سے نجات پا جائیگا۔

درمیانی چال:۔ اسی طرح امیری اور فقیری دونوں حالتوں میں جو درمیانی چال چلے گا تو ظاہر ہے کہ وہ دونوں حالتوں میں گناہوں سے بچے گا جس کا ثمرہ دونوں جہان کے عذابوں سے بچنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہلاک کر دینے والی خصلتوں کی فہرست یہ ہے۔

خواہشِ نفس کی پیروی:۔ نفس امّارہ کی پیروی یہی تمام گناہوں کی جڑ ہے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ "اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ" یعنی " نفس امارہ" کا یہ کام ہی ہے کہ وہ انسان کو ہمیشہ گناہوں کا حکم دیتا رہتا ہے اور معصیتوں پر اُبھارتا رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ "معصیت اور گناہ" ہلاکت کے سوا اور کس چیز کا سبب بن سکتی ہے؟

بخیل کی اطاعت:۔ اسی طرح بخیل کی اطاعت بھی ہر قسم کی نیکیوں سے روکنے والی ہے اور بخیلی کو دینا و آخرت میں کہیں بھی آرام و راحت نصیب نہیں ہو سکتا۔ دُنیا میں بھی وہ طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھاتا ہے اور آخرت میں تو جہنم کے سوا اس کا کوئی ٹھکانا ہی نہیں ہے۔ ے

بخیل اَر بُود زاھد بحر و بر

بہشتی نبا شد بحکمِ خبر

یعنی بخیل اگر خشکی اور سمندر ہر جگہ کا زاہد بن جائے پھر بھی وہ حدیث کے فرمان سے "جنتی" نہیں ہو گا۔

اپنی ذات پر گھمنڈ:۔ اس طرح ذات پر گھمنڈ یعنی اپنے کو سب سے اچھا سمجھنا یہ بھی عذاب دارین کا سبب ہے اور یہ تو وہ ہولناک گناہ اور خوفناک معصیت ہے کہ ابلیس اس " اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہٗ " کے گھمنڈ میں مارا گیا اور ذلیل کر کے بہشت سے نکالا گیا اور قیامت تک خالقِ کائنات اور اس کی تمام مخلوقات کی لعنتوں میں گرفتار رہے گا۔ [300]

---

[300] نوادرالحدیث المعروف منتخب حدیثیں، صفحہ 182 تا 184

حصول علم کی فضلیت

وَعَنۡه قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ مَنۡ نَّفَّسَ عَنۡ مُّؤۡمِنٍ کُرۡبَةً مِّنۡ کُرَبِ الدُّنۡیَا نَفَّسَ اللّٰہُ عَنۡهُ کُرۡبَةً مِّنۡ کُرَبِ یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ

وَمَنْ يَّسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَّلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَ مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهُ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان سے دنیا کی سختیوں کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اسکی سختیوں کو دور فرمائے گا۔ اور جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت میں آسانیاں میسر فرمائے گا۔ اور جس نے کسی بندے کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ اس کی دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا اور جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور (1) جو شخص حصول علم کے لیے کسی راستہ پر چلا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دے گا (2) اور کوئی قوم ایسی نہیں جو اللہ کے گھروں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اسکے کلام کی تلاوت کر کے اس کو دوسروں کو سکھائے مگر اللہ تعالیٰ ان پر سکون و طمانیت نازل کرتا ہے اور رحمت الٰہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انکو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں انکا تذکرہ فرماتا ہے (3) اور جو عمل میں کمی کرتا ہے کہ عالی نسبتی اس نقصان کو پورا نہیں کرتی۔ [301]

---

[301] مشکوٰۃ شریف، جلد 1 صفحہ 64، حدیث نمبر 193، کتاب العلم، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

◀◀ایک حدیث تین باتیں▶▶

جو علم دین سیکھنے یا دینی فتویٰ حاصل کرنے کے لئے عالم کے گھر جائے سفر کرکے یا چند قدم تو اس کی برکت سے اللہ دُنیا میں اس پر جنت کے کام آسان کریگا مرتے وقت ایمان نصیب کرے گا قبر و حشر کے حساب میں کامیابی اور پل صراط پر آسانی عطا فرمائے گا۔ جنت کے راستے میں سب چیزیں داخل ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم کیلئے سفر کرنا بہت ثواب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام طلب علم کیلئے خضر علیہ السلام کے پاس سفر کرکے گئے۔ حضرت جابر ایک حدیث کے لئے ایک ماہ کا سفر طے کرکے عبداللہ ابن قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس پہنچے۔

یہاں اللہ کے گھر سے مراد مسجدیں دینی مدرسے اور صوفیاء کی خانقاہیں ہیں جو اللہ کے ذکر کیلئے وقف ہیں۔ قرآن سے مراد قرآن شریف کی تلاوت تجوید احکام سیکھنا ہیں لہٰذا اس میں صرف نحو، فقہ حدیث تفسیر وغیرہ کے درس شامل ہیں جیسا کہ مرقاۃ وغیرہ میں ہے اسی لئے تلاوت کے بعد درس کا علیحدہ ذکر فرمایا۔

سکینہ اللہ کی ایک مخلوق ہے جس کے اُترنے سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے کبھی ابر کی شکل میں نمودار ہوتی ہے اور دیکھی بھی جاتی ہے اسکی برکت سے دل سے غیر خدا کا خوف جاتا رہتا ہے۔ رحمت خاص سے خالص رحمت مراد ہے جو بوقتِ ذکر ذاکر کو ہر طرف سے گھیرتی ہے۔ فرشتوں سے سیاحین فرشتے مُراد ہیں جو کہ ذکر کی مجلس ڈھونڈتے پھرتے ہیں ورنہ اعمال لکھنے والے اور حفاظت کرنے والے فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جہاں مجمع کے ساتھ ذکر اللہ ہو رہا ہو وہاں پر یہ تین رحمتیں اُترتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تنہا ذکر سے جماعت کامل کر ذکر کرنا افضل ہے۔ جماعت کی نماز کا درجہ زیادہ کہ اگر ایک کی قبول سب کی قبول۔

ایک حدیث تین باتیں

فرشتوں کی جماعت اسکی شرح وہ حدیث ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے جو رب کو اکیلے یاد کرے رب بھی اُسے ایسے ہی یاد کرتا ہے جو جماعت میں یاد کرے رب اُسے فرشتوں میں یاد کرتا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ۔ اس رب کی یاد کا اثر یہ پڑتا ہے کہ مخلوق اُس بندے کو یاد کرنے لگتی ہے۔ بزرگوں کے مزارات پر زائرین کا ہجوم وہاں ذکر اللہ کی دھوم اسی یاد کا نتیجہ ہے۔ (اور) نسب کی شرافت عمل کی کمی کو پورا نہ کرے گی شعر

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی کہ دریں

راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

کیا تمہیں خبر نہیں کہ نوح علیہ السلام کی کشتی میں کتے بلّوں کو جگہ تھی مگر ان کے کافر بیٹے کنعان کیلئے جگہ نہ تھی۔ مقصد یہ ہے کہ شریف النسب اعمال سے لاپرواہ نہ ہو جائیں یہ منشاء نہیں کہ شرافت نسب کوئی چیز نہیں۔۔۔۔۔ دیکھو مومن کو نسب الرسول ضرور فائدہ دیگا تمام دُنیا کی عورتیں حضرت فاطمہ زہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے قدم پاک کو نہیں پہنچ سکتیں۔ رب نے بنی اسرائیل سے فرمایا۔ **اِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ**۔ بنی اسرائیل کے تمام عالم پر افضل ہونے کی یہی وجہ تھی کہ وہ اولادِ انبیاء ہیں۔ [302]

---

[302] مرآۃ المناجیح، ج1 ص190-191

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اس حدیث سے علم حاصل کرنے والے طلبہ اور دینی مدارس کے تقدس اور ان کے بلند درجات و مراتب پر چند طریقوں سے روشنی پڑتی ہے جو نہایت ہی فکر انگیز اور انتہائی عبرت آموز ہیں۔ اُمید ہے کہ مسلمان ان ایمان افروز تجلّیوں سے ہدایت کا نور

حاصل کر کے اپنے ظاہر و باطن کو نور ایمان سے منّور کریں گے۔ وہ نورانی تجلیات حسب ذیل ہیں۔

1) سفر کر کے علم دین حاصل کرنے والے طالب علموں کو اللہ تعالیٰ جنت کے راستوں پر چلنا آسان فرمادے گا۔

2) علم دین کے مدارس میں طلبہ و مدرسین پر سکینہ نازل ہوتا ہے۔

3) ملائکہ آسمانوں سے اتر کر ان پر اپنے نور و نگہت کا سایہ ڈال دیتے ہیں۔

4) داوند قدوس اپنے مُقرب فرشتوں کے مجمع میں اُن خوش نصیبوں کے ذکر جمیل کا خطبہ ارشاد فرماتا ہے۔

5) جو شخص اپنے علم و عمل سے دنیا و آخرت کی سعادتوں کی برکت نہ حاصل کر سکا۔ وہ صرف اپنے نسبت و خاندان کی بلندی سے ہر گز ہر گزان بلند مراتب و درجات کی سعادتوں کو نہیں حاصل کر سکتا۔

حدیث کے مذکورہ بالاانوار سے ہر مسلمان کو لازم ہے کہ وہ ایمانی روشنی حاصل کرے اور یہ اعتقاد رکھے کہ علم دین حاصل کرنے والے طلبہ اور علم دین پڑھانے والے مدرسین کے درجات و مراتب اور ان کے اجر و ثواب کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کو انتہائی محبت و عقیدت سے دیکھنا اور ان کا ادب و احترام بجالانا اور ان لوگوں کے ساتھ حُسنِ سلوک اور بہتر سے بہتر برتاؤ کر کے ان لوگوں کے دلوں کو خوش کر دینا یہ دنیا وآخرت کی بہت بڑی سعادت اور خداوند قدوس کی رضا مندی و خوشنودی کا نشان بلکہ در حقیقت اپنی مغفرت کا بہت ہی بڑا سامان ہے مگر افسوس صد ہزار افسوس ! کہ آجکل کے بعض مسلمانوں کا طرز عمل یہ ہے کہ دینی مدارس کے طلبہ و علماء کی تحقیر و تذلیل اور ان غریبوں پر طعن و تشنیع اور ان کی عیب جوئی بلکہ ان لوگوں پر افتراء پردازی کو مسلمانوں

کاایک طبقہ فیشن معراج سمجھتا ہے جو غریب طلبہ و علماء کرام کی دلشکنی وایذارسانی کے گناہ کے ساتھ ساتھ درحقیقت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس حدیثوں کی تکذیب اور اُن کے ساتھ تمسخر واستہزاء کا اتنا خطرناک گناہ ہے کہ جو عذاب جہنم کے عمیق غار میں گرادینے والا ہے (معاذاللہ)۔

آپ خود ہی اپنی ایمانی نگاہوں سے دیکھ کر اور عقل سلیم کی بصیرتوں سے سوچ کر فیصلہ کیجئے کہ جن ہستیوں کو صاحب معراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقدس و محترم اور فضائل و کمالات کا جامع اور بلند درجات و مراتب والا فرما رہے ہیں ان معززو محترم حضرات کی تحمیق و تضحیک اور ان کی تحقیر و تذلیل کرنا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس فرمانوں کو جھٹلانا نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟ اور اللہ و رسول اللہ کے فرمانوں کو جھٹلانا اور ان کا مذاق اڑانا یہ اتحاد و انکار کے خندق میں گر کر جہنم میں چلے جانے کا سامان نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟ خداوند کریم ہر مسلمان کو اتحاد و انکار شریعت کی بھیانک ظلمتوں اور عذاب جہنم کی لعنتوں سے محفوظ رکھے (آمین)

اگر بد قسمتی سے کسی ایک عالم یا طالب علم کی ادنیٰ سی کوئی لغزش نظر آگئی تو عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اس کو آڑ بنا کر بعض مسلمان فوراً تمام عالموں اور طالب علموں کو اپنی لعنت و ملامت کے تیروں کا نشانہ بنا ڈالتے ہیں اور تبرابازی و دشنام طرازی کا ایسا طوفان برپا کر دیتے ہیں کہ تھوڑی دیر کیلئے ان کی انسانیت رخصت اور ان کی شرارت کا عفریت برہنہ ہو کر ناچنے لگتا ہے۔ اللہ اکبر ! ذرا سوچئے تو کہ کون سا طبقہ ہے ؟ جس میں اچھے اور بُرے لوگ نہیں ہوا کرتے مگر یہ کہاں کی عقلمندی ودانائی ہے کہ درخت کے ایک پھل کو اگر سڑا دیکھ لیجئے تو یہ فیصلہ کر دیجئے کہ درخت کے تمام ہی پھل سڑے ہوئے ہیں۔ بدخشاں کا ہر پتھر لعل ہی نہیں ہوتا مگر اِنہیں بدخشاں کی کنکریوں میں کچھ لعل

بدخشاں کے دانے بھی ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح سمجھ لیجئے کہ طبقہ طلبہ و علماء میں کچھ اچھے ہوتے ہیں اور کچھ بُرے بھی ہوا کرتے ہیں۔ مگر چند بُروں کو دیکھ کر سب کو بُرا کہہ دینا یہ کوئی عقلمندی و دانائی کی بات نہیں ہے۔ بہر حال ہر مسلمان کے لئے یہ عقیدہ رکھنا لازمی ہے کہ فرمان مصطفوی کے مطابق دینی مدارس کے طلبہ و علماء کے مراتب و درجات بہت ہی بلند و بالا ہیں۔ لہٰذا ہر گز ہر گز جائز نہیں ہے کہ اس مقدس طبقے کی تحقیر و تذلیل کی جائے بلکہ حتی الامکان ان لوگوں کا اعزاز و احترام کرنا در حقیقت ایمان کا نشان اور خدا کے رضوان و غُفران کا بہت بڑا سامان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ﴿303﴾

﴿303﴾ جواہر الحدیث، صفحہ 19 تا 19

درود شریف کی فضلیت

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَیْہِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ یُّغْفَرَ لَہٗ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَکَ عِنْدَہٗ اَبَوَاہُ الْکِبَرَ اَوْ اَحَدُھُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاہُ الْجَنَّۃَ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (1) اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا نام لیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا (2) اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کو رمضان کی سعادت ملی اور رمضان گزر گیا اور اس شخص نے بخشش کا سامان فراہم نہ کیا (3) اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے والدین کے بڑھاپے کو پایا اور ان کی خدمت سے دخول جنت کا مستحق نہ بنا۔ ﴿304﴾

﴿304﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 1 صفحہ 197، حدیث نمبر 866، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و فضلھا، دوسری فصل

⏮ایک حدیث تین باتیں⏭

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یعنی ایسا مسلمان خوار ذلیل ہو جائے جو میرا نام سن کر درود نہ پڑھے۔ عربی میں اس بددعا سے مراد اظہار ناراضی ہوتا ہے حقیقۃً بددعا مراد نہیں ہوتی۔۔۔ وہ مسلمان بھی ذلیل و خوار ہو جائے جو رمضان کا مہینہ پائے اور اس کا احترام اور اس میں عبادت کر کے گناہ نہ بخشوائے۔ یونہی وہ بھی خوار ہو جس نے جوانی میں ماں باپ کا بڑھاپا پایا پھر ان کی خدمت کر کے جنتی نہ ہوا۔ بڑھاپے کا ذکر اس لئے فرمایا کہ بڑھاپے میں اولاد کی خدمت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور اس وقت کی دعا اولاد کا بیڑا پار کر دیتی ہے۔ خیال رہے کہ یہ تینوں چیزیں مسلمان کیلئے مفید ہیں کافر کسی نیکی سے جنتی نہیں ہو سکتا۔ ہاں بعض نیکیوں کی وجہ سے اسے ایمان لانے کی توفیق مل جاتی ہے اور بعض کی برکت سے اس کا عذاب ہلکا ہو جاتا ہے۔ [305]

---

[305] مرآۃ المناجیح، جلد 2 صفحہ 102

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

حدیث مذکورہ بالا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین منحوس اور بدبخت انسانوں کا ذکر فرما کر ان کی ذلت و خواری کا اعلان اور ان کی حرماں نصیبی اور بدبختی کا بیان فرمایا ہے۔ جو حسب ذیل ہیں۔

1) وہ شخص کہ اس کے سامنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیا گیا یا آپ کا ذکر جمیل کیا گیا اور اسنے سُن کر درود و سلام نہیں پڑھا۔

2) وہ شخص کہ اسے رمضان شریف کا مہینہ ملا اور اس نے روزہ رکھ کر طرح طرح کے دوسرے اعمال صالحہ کر کے اپنے جنت میں جانے کا سامان نہیں کیا اور رمضان کا مہینہ یونہی اس کی غفلت و لاپرواہی میں گزر گیا۔

3) وہ شخص کہ اس نے اپنے ماں باپ یا ان دونوں میں سے ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور وہ ان کی رضاجوئی اور خدمت گزاری کرے جنتی نہ بن سکا۔

مذکورہ بالا ان تینوں بدنصیبوں کے لئے ارشاد ہوا کہ "رَغِمَ اَنْفُهٗ" یعنی ان سبھوں کی ناک مٹی میں مل جائے یا ان سبھوں کی ناک مٹی میں مل گئی۔ ناک کے مٹی میں مل جانے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ ذلیل و خوار اور خائب و خاسر ہو جائیں یا ذلیل و خوار ہو گئے۔ "رَغِمَ اَنْفُهٗ" جملہ دعائیہ بھی ہو سکتا ہے اور جملہ خبریہ بھی۔ بہر حال ان تینوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نامراد و خائب فرماتے ہوئے ان تینوں بدنصیبوں سے بیزاری اور ناراضگی کا اعلان فرمایا ہے۔[306]

[306] جواہر الحدیث، صفحہ 53 تا 54

تین باتیں اللہ تعالیٰ کی تعظیم و توقیر کا حصہ ہیں

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللہِ اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْہِ وَلَا الْجَافِیْ عَنْہُ وَاِکْرَامَ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔ (رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤدَ وَ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی تعظیم و توقیر کا حصہ ہے کہ (1) بوڑھے مسلمان (2) اور قرآن جاننے والے کی عزت کی جائے جبکہ وہ اُس میں زیادتی نہ کرے اور نہ اُس سے دور رہے (3) نیز انصاف کرنے والے حکمران کی۔[307]

[307] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 454، حدیث نمبر 4753، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، دوسری فصل

ایک حدیث تین باتیں

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

سفید ڈاڑھی والے مسلمان کا احترام خود رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب وہ دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ کریم اس سے شرماتا ہے کہ ان ہاتھوں کو خالی پھیرے تو بندہ اس کا احترام کیوں نہ کرے۔

حامل قرآن ہیں حافظ قرآن، عالم دین، قاری، مفسر، ہمیشہ تلاوت کرنے والا سب ہی داخل ہیں سب کا احترام چاہیے۔ یعنی وہ حامل قرآن وہ عالم وہ حافظ قابلِ تعظیم ہیں جو بدمذہب بیدین نہ ہو جو قرآن کو لوگوں کے گمراہ کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ اس کی غلط تاویلیں کریں اس میں خیانتیں کریں اس کے ذریعے مسلمانوں میں فتنہ و فساد پھیلائیں ان پر خُدا تعالیٰ کی بھی پھٹکار ہے بندوں کی بھی۔

منصف حاکم عدل والا بادشاہ اللہ کی رحمت ہے جس کے سایہ میں اللہ کی مخلوق آرام پاتی ہے وہ رعایا کے لئے مثل مہربان والد کے ہے اس لیے اس کا احترام ضروری ہے۔[308]

[308] مراۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 561

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

حدیث مذکورہ کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جس نے ان تین شخصوں کا اعزاز و اکرام کیا در حقیقت اُس نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی۔

یاد رکھو کہ کسی کی تعظیم کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اسکی ذات کی تعظیم کی جائے۔ دوسرے یہ کہ جن جن چیزوں کو اسکی ذات سے تعلق ہو ان کی تعظیم کی جائے تو بوڑھے مسلمان اور حافظ قرآن اور بادشاہ عادل کا اعزاز و اکرام چونکہ اسی حیثیت سے کیا جائے گا کہ یہ تینوں احکام خداوندی کی پیروی کر کے خداوند تعالیٰ کے مقرب بندے

ہو گئے ہیں اور ان لوگوں کو خدا کے قرب خاص سے نسبت حاصل ہو گئی ہے اس لئے اس حیثیت سے ان لوگوں کی تعظیم در حقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے۔ ظاہر ہے کہ جس مسلمان نے اسلام پر عمل کرتے کرتے اپنے بالوں کو سفید کر ڈالا اور بوڑھا ہو گیا وہ بہ نسبت ان مسلمانوں کے جن کو تھوڑے ہی دنوں اسلام پر عمل کرنا نصیب ہوا یقیناً ایک خاص قسم کی فضیلیت کا حامل ہے۔

اسی طرح وہ مسلمان جس نے محنت شاقہ اٹھا کر قرآن مجید کو حفظ کر لیا اور قرآن کا امین بن کر قرآن میں کسی قسم کی تحریف اور اس کے معانی و مطالب میں کوئی تبدیلی یا کمی بیشی نہیں کی اور ہمیشہ قرآن کو پڑھتا اور اس کے احکام پر عمل کرتا رہا اور کبھی قرآن سے اِعراض رو گردانی نہیں کی وہ بلاشبہ دوسرے لوگوں سے بہت زیادہ لائق احترام اور ایک بہت بڑی اور ایک خاص فضیلت کا جامع ہے۔

یونہی ایک خود مختار بادشاہ جس کو یہ پاور حاصل تھا کہ وہ انصاف یا ظلم جو چاہتا اپنی سلطنت میں کر سکتا تھا مگر اس نے اپنی خود مختاری کو فرمانِ ربانی پر قربان کرتے ہوئے ہمیشہ عدل ہی کیا اور ظلم سے بچتا رہا وہ بالیقین ایک بہت بڑی فضیلت کے شرف سے سرفراز ہے۔ لہٰذا یہ تینوں اشخاص بلاشک و شبہ تعظیم و اکرام اور اعزاز و احترام کے قابل ہیں اس لئے جو ان تینوں کی تعظیم کرے گا۔ خداوند قدوس اس کو ایسا ہی اور اتنا ہی اجر و ثواب عطا فرمائے گا جتنا کہ اپنی ذات پاک کی تعظیم کرنے والوں کو اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ [309]

---

[309] جواہر الحدیث، صفحہ 90 تا 91

بہترین بات قرآن کریم، ہدایتوں میں برتر فرمان رسول، اور بدعت

⏮ ایک حدیث تین باتیں ⏭

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَّشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلِّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ۔(رَاوَہُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: (1) حمد وصلوۃ کے بعد بہترین بات قرآن کریم ہے (2) اور ہدایتوں میں برتر محمد (ﷺ) کا فرمان ہے (3) اور بدترین چیز وہ ہے جو دین میں ایجاد کی گئی اور دین میں ہر نئی بات گمراہی ہے۔ ﴿310﴾

﴿310﴾ مشکوٰۃ شریف، جلد 1 صفحہ 50، حدیث نمبر 133، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، پہلی فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یہ کلام حضور (ﷺ) نے وعظ میں خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا اسی لئے فرمایا اَمَّا بَعْدُ حدیث کے معنی مطلّقاً بات اور کلام ہے۔ لہٰذا اس معنی سے قرآن بھی حدیث ہے اور لوگوں کے کلام بھی۔ مگر اصطلاع میں صرف حضور (ﷺ) کے فرمان اور کام کو حدیث کہا جاتا ہے۔ یہاں لغوی معنی میں ہے۔ اللہ کا کلام تمام کلاموں پر ایسا ہی بزرگ ہے جیسے خود پروردگار اپنی مخلوق پر۔

ھدی کے معنی ہیں اچھی خصلت، حضور (ﷺ) کی سیرت اچھی ہے کیونکہ رب کی طرف سے ہے۔ ہمارے کام اور کلام نفسانی اور شیطانی بھی ہوتے ہیں۔ حضور (ﷺ) کا ہر قول و فعل رحمانی ہے اسی لئے حضور (ﷺ) کے کسی فعل پر اعتراض کفر ہے کہ وہ رب پر اعتراض ہے۔ لوگوں نے آپ (ﷺ) کے نکاح پر اعتراض کیا تو رب نے فرمایا زَوَّجْنَا کَھَا ہم نے تمہارا نکاح کرایا۔

مُحْدِث کے معنی ہیں جدید اور نو پید چیز، یہاں وہ عقائد یا بُرے اعمال مُراد ہیں جو حضور (ﷺ) کی (ظاہری) وفات کے بعد دین میں پیدا کئے جائیں۔ بدعت کے لغوی معنی ہیں نئی چیز۔ رب فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ والاَرۡضِ۔ اصطلاح میں اس کے تین معنی ہیں۔ (۱) نئے عقیدے اسے بدعت اعتقادی کہتے ہیں (۲) وہ نئے اعمال جو قرآن و حدیث کے خلاف ہوں اور حضور (ﷺ) کے بعد ایجاد ہوئے ہوں (۳) ہر نیا عمل جو حضور (ﷺ) کے (ظاہری پردہ فرمانے کے) بعد ایجاد ہوا۔ پہلے دو معنیٰ سے ہر بدعت بُری ہے کوئی اچھی نہیں۔ تیسرے معنیٰ کے لحاظ سے بعض بدعتیں اچھی ہیں بعض بُری۔ یہاں بدعت کے پہلے معنیٰ مراد ہیں یعنی بُرے عقیدے کیونکہ حضور (ﷺ) نے اسے ضلالت یعنی گمراہی فرمایا۔ گمراہی عقیدے سے ہوتی ہے عمل سے نہیں۔ بے نماز گنہگار ہے گمراہ نہیں اور رب کو جھوٹا یا حضور (ﷺ) کو اپنی مثل بشر سمجھنا بدعقیدگی اور گمراہی ہے۔ اور اگر دوسرے معنیٰ مراد ہوں یعنی نیا کام تو یہ حدیث عام مخص البعض ہے کیونکہ یہ بدعت دو قسم کی ہے۔ بدعت حسنہ اور سیئہ۔ یہاں بدعت سیئہ مُراد ہے۔ بدعت حسنہ کیلئے کتاب العلم کی وہ حدیث ہے جو آگے آرہی ہے۔ مَنۡ سَنَّ فِي الۡاِسلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً الحدیث۔ جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے وہ بڑے ثواب کا مستحق ہے۔ بدعت حسنہ کبھی جائز کبھی واجب کبھی فرض ہوتی ہے۔۔۔ بعض لوگ اس کے معنیٰ یہ کرتے ہیں کہ جو کام حضور (ﷺ) کے بعد ایجاد ہوں وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی۔ مگر یہ معنیٰ بالکل فاسد ہیں کیونکہ تمام دینی چیزیں چھ کلمے، قرآن شریف کے تیس پارے، علم حدیث اور حدیث کی اقسام اور کتب، شریعت و طریقت کے چار سلسلے، حنفی شافعی، یا قادری چشتی وغیرہ، زبان سے نماز کی نیت، ہوائی جہاز کے ذریعہ حج کا

سفر اور جدید سائنسی ہتھیاروں سے جہاد وغیرہ اور دُنیا کی تمام چیزیں پلاؤ، زردے، ڈاک خانہ، ریلوے وغیرہ سب بدعتیں ہیں جو حضور (ﷺ) کے بعد ایجاد ہوئیں۔ حرام ہونی چاہئیں حالانکہ انہیں کوئی حرام نہیں کہتا۔﴿311﴾

﴿311﴾ مرآۃ المناجیح، جلد 1 صفحہ 146-147

مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ۔۔۔۔یعنی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسا کام جس کی مثال زمانہ سابق میں نہ ہو (لغت میں) اسکو بدعت کہتے ہیں اور شرح میں بدعت یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہ تھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول کل بدعۃ ضلالۃ عام مخصوص ہے (یعنی بدعت سے مراد بدعت سیئہ ہے) حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے کتاب القوائد کے آخر میں فرمایا کہ بدعت یا تو واجب ہے جیسے اللہ اور اس کے رسول کے کلام کو سمجھنے کے لیے علم نحو سیکھنا اور جیسے اصولِ فقہ اور اسماء الرجال کے فن کو مرتب کرنا۔ اور بدعت یا تو حرام ہے جیسے جبریہ، قدریہ، مرجئہ اور مجسمہ کا مذہب، اور ان بدمذہبوں کا رد کرنا بدعت واجبہ سے ہے اس لیے کہ ان کے عقائد باطلہ سے شریعت کی حفاظت فرض کفایہ ہے اور بدعت یا تو مستحب ہے جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کی تعمیر اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا۔ اور جماعت کے ساتھ تراویح اور صوفیائے کرام کے دقیق اور باریک مسائل میں گفتگو، اور بدعت یا تو مکروہ ہے جیسے شافعیہ کے نزدیک قرآن مجید کی تزئین اور مساجد کا نقش و نگار اور یہ حنفیہّ کے نزدیک بلا کراہیت جائز ہے۔

اور بدعت یا تو مباح ہے جیسے شافعیہ کے نزدیک صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا ورنہ حنفیّہ کے نزدیک مکروہ ہے (تحقیق یہ ہے کہ بلا کراہیت جائز ہے اسی کتاب میں مصافحہ کا بیان دیکھیے) اور لذیذ کھانے پینے اور رہنے کی جگہوں میں کشادگی اختیار کرنا اور کرتے کی آستیوں کو لمبی رکھنا۔ اس میں سے بعض کی کراہیت میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسی چیز ایجاد کرنا جو قرآن مجید، حدیث شریف، آثار صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو تو وہ گمراہی ہے اور ایسی اچھی بات ایجاد کرنا جو ان میں کسی کے مخالف نہ ہو تو وہ بری نہیں ہے۔ [312]

---

[312] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول، ص179

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں ۔۔۔۔ یعنی جاننا چاہیے کہ وہ چیز جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ کے بعد ہوئی بدعت ہے۔ لیکن ان میں سے جو کچھ حضور کی سنت کے اصول و قواعد کے مطابق ہے اور اسی پر قیاس کیا گیا ہے اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور ان میں جو چیز سنت کے مخالف ہو۔ اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں اور **کل بدعۃ ضلالۃ** (ہر بدعت گمراہی ہے) کی کلیّت بدعت کی اسی قسم پر محمول ہے یعنی ہر بدعت سے مراد صرف وہی بدعت ہے جو سنت نبوی کی مخالف ہو۔ اور بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے کہ علم صرف و نحو کا سیکھنا سکھانا کہ اس سے آیات و احادیث کریمہ کے مفاہیم و مطالب کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور قرآن و حدیث کے غرائب کا محفوظ کرنا اور دوسری چیزیں کہ دین و ملت کی حفاظت ان پر موقوف ہے اور بعض بدعتیں مستحسن و مستحب ہیں جیسے سرائے اور مدرسوں کی تعمیر اور بعض بدعتیں مکروہ ہیں جیسے کہ عمدہ کپڑوں اور اچھے کھانوں کی

زیادتی بشرطیکہ حلال ہوں اور غرور و نخوت کا باعث نہ ہوں۔ اور دوسری مباح چیزیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہ تھیں جیسے بیری اور چھلنی وغیرہ اور بعض بدعتیں حرام ہیں جیسے کہ اہل سنت و جماعت کے خلاف نئے عقیدوں اور نفسانی خواہشات والوں کے مذہب۔ اور جو بات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کی ہے اگرچہ اس معنی میں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھی بدعت ہے لیکن بدعتِ حسنہ کے اقسام میں سے ہے بلکہ حقیقت میں سنت ہے (اشعتہ اللمعات جلد اول، ص 128) اور شامی جلد اول صفحہ 393 میں ہے۔۔۔ یعنی بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقے والوں پر رد کے دلائل قائم کرنا اور علم نحو کا سیکھنا جو قرآن و حدیث سمجھنے میں معاون ہوتا ہے اور بدعت کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے مدرسوں اور مسافر خانوں کی تعمیر کرنا اور ہر وہ نیک کام کرنا جو ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا۔ اور بدعت کبھی مکروہ ہوتی ہے جیسے مسجدوں کو آراستہ ومزین کرنا اور بدعت کبھی مباح ہوتی ہے جیسے لذیذ کھانے پینے اور کپڑے میں کشادگی اختیار کرنا جیسا کہ مناوی کی شرح جامع صغیر میں تہذیب النووی سے منقول ہے اور اسی کے مثل برکلی کی کتاب طریقہ محمدیہ میں ہے۔ [313]

---

[313] انوار الحدیث، صفحہ 88 تا 92

دکھاوے کی نماز اور شرک

وَعَنْ شَدَّادِ ابْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى يُرَآئِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَآئِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَ مَنْ تَصَدَّقَ يُرَآئِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

ایک حدیث تین باتیں

حضرت شداد بن اُوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: (1) جس نے دکھانے کے لئے نماز پڑھی اُس نے شرک کیا (2) اور جس نے دکھانے کے لئے روزہ رکھا اُس نے شرک کیا (3) اور جس نے دکھانے کے لئے صدقہ دیا اُس نے شرک کیا۔ [314]

[314] مشکوٰۃ شریف، جلد 2 صفحہ 527، حدیث نمبر 5097، باب الریاء والسمعۃ، تیسری فصل

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

شرک دو قسم کا ہے شرک جلی، شرک خفی۔ شرخ خفی تو کھلم کھلا شرک و بت پرستی کرنا ہے۔ شرک خفی ریا ہے۔ یوں کہو کہ مشرک اعتقادی تو کھلا ہوا شرک اور شرک عملی ریاکاری ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کل ما صدک لمن اللہ فھو صنمک۔ جو تمہیں اللہ سے روکے وہ ہی تمہارا بُت ہے۔ نفس امارہ بھی بت ہے۔ اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے میں بھی ریاکاری ہوسکتی ہے ہاں روزے میں ریا خالص نہیں ہوسکتی۔ اسی لئے ارشاد ہے۔ **الصوم لی وانا اجزی به**۔ بعض لوگ روزہ رکھ کر لوگوں کے سامنے بہت کُلیاں کرتے، سر پر پانی ڈالتے رہتے ہیں۔ کہتے پھرتے ہیں ہائے روزہ بہت لگا ہے بڑی پیاس لگی ہے وغیرہ۔ یہ بھی روزے کی ریاء ہے اور اس حدیث میں داخل ہے۔ خیال رہے کہ ریاء کی دو قسمیں ہیں ایک ریا اصل عمل میں دوسری ریا وصف عمل میں۔ اصل عمل میں ریا ہے کہ کوئی دیکھے تو یہ نماز پڑھ لے نہ دیکھے تو نماز پڑھے ہی نہیں۔ وصف عمل میں ریاء یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے نماز خوب اچھی طرح پڑھے تنہائی میں معمولی طرح پڑھے۔ پہلی ریاء بہت بُری ہے دوسری ریاء پہلی سے کم۔ [315]

[315] مرأۃ المناجیح، جلد 7 صفحہ 141

مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ۔۔۔یعنی جو کام دکھاوے کے لیے کرے شرک ہے۔ خلاصہ یہ کہ شرک کی دو قسمیں ہیں جلی اور خفی۔ بت پرستی کرنا کھلم کھلا شرک ہے (یہ شرک جلی ہے) اور ریاکار جو کہ غیر خدا کے لیے عمل کرتا ہے۔ وہ بھی پوشیدہ طور پر بت پرستی ہے (یعنی یہ شرک خفی ہے) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو تجھے خدائے تعالیٰ سے روکے وہ تیرا بُت ہے۔[316]

---

[316] انوارالحدیث، صفحہ 374

آماخذ و مراجع

نمبر شمار	کتابیات
1	صحیح بخاری، مترجم علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، فرید بک سٹال، اُردو بازار لاہور، مطبع رومی پبلی کیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور، طباعت بار سوئم 1420ھ/2000ء
2	صحیح مسلم، ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر، شبیر برادرز، اُردو بازر لاہور، طباعت: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور، اشاعت: فروری 2007ء
3	جامع ترمذی، مترجم مولانا محمد صدیق سعیدی ہزاروی، فرید بک سٹال اُردو بازار لاہور، مطبوعہ: عالمین پریس لاہور، اشاعت: جمادی الاخری 1404ھ/1984ء
4	سنن ابن ماجہ، مترجم علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، فرید بک سٹال اُردو بازار لاہور، مطبع ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز لاہور، اشاعت اول: 1403ھ/1983
5	سنن ابوداوٗد، مترجم علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، فرید بک سٹال، اُردو بازار لاہور، مطبع رومی پبلی کیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور، اشاعت دوم: ذوالقعدۃ 1422ھ/2002ء
6	سنن نسائی، مترجمین مولانا دوست محمد شاکر، مولانا حافظ محمد عبدالستار قادری، فرید بک سٹال، اُردو بازار لاہور، مطبع: رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، لاہور
7	مشکوٰۃ المصابیح، مترجم علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، فرید بک سٹال اُردو بازار لاہور، مطبع: گنج شکر پرنٹرز لاہور، طباعت: جمادی الاولیٰ 1406ھ/فروری 1986ء
8	نزھۃ القاری شرح، جلد 1 صحیح بخاری، علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، طابع: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، کھارادر کراچی، ناشر: برکاتی پبلشرز کراچی، طباعت: اگست 1989

نمبر شمار	کتابیات
9	مراۃ المناجع شرح مشکوٰۃ المصابیح، شارح مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی، نعیمی کتب خانہ، گجرات
10	مؤطا امام مالک، مترجم علامہ عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری، فرید بک سٹال اُردو بازار لاہور، مطبع ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز لاہور، اشاعت: 1424ھ/اپریل 2003ء
11	مسند امام اعظم، مترجم مولانا دوست محمد شاکر، فرید بک سٹال، اُردو بازار لاہور، مطبع: عالمین پبلیکیشنز پریس، لاہور
12	شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی، فرید بک سٹال، اُردو بازار لاہور، مطبع: ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز لاہور، اشاعت: صفر 1424ھ/اپریل 2003ء
13	سنن دارمی، ابو العلاء محمد محے الدین جہانگیر، شبیر برادرز، اُردو بازر لاہور، طباعت: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور، اشاعت: مارچ 2008ء
14	جامع الاحادیث، مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی، شبیر برادرز، اُردو بازار لاہور، اشاعت: 1424ھ/2003ء
15	نوادر الحدیث المعروف منتخب حدیثیں، علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی، رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور، مطبوعہ: جنرل پرنٹرز، لاہور
16	جواہر الحدیث، علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی، برکاتی پبلشرز، کھارادر کراچی، طباعت: ستمبر 1988ء
17	الصلوٰۃ، مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی، فرید بک سٹال، اُردو بازار لاہور، مطبع: سندھ ساگر پرنٹرز لاہور، ناشر: رومی پبلیکشنز ص
18	انوار الحدیث، مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی، شبیر برادرز، اُردو بازار، لاہور

غیر مطبوعہ کتب

- ایک حدیث تین باتیں
- ایک حدیث ایک بات تین تاکید
- درود شریف
- حیات النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
- پیدائش مولی کی دھوم
- میلاد قرآن وحدیث کی روشنی میں
- میلاد النبی ﷺ کا ثبوت
- بے مثل ولازوال محبت
- شان عظمت اہل بیت رضی اللہ عنہم
- عقائد امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ
- ایمان کی بنیاد
- اصلی چہرے
- انگریز کے ایجنٹ کون؟
- ننگے سر نماز
- پاکستان کے مخالف علماء
- حکیم الامت کی فحش باتیں
- زمین ساکن ہے
- بے ادبیاں اور گستاخیاں
- راہ ہدایت
- کیا جہاد قسطنطنیہ میں یزید شریک تھا؟
- نماز کی باتیں
- باطل اپنے آئینے میں
- تحریک پاکستان اور معارف رضا
- وہابی جہاد کی حقیقت
- وسیلہ کا ثبوت
- علماء دیوبند کا دوغلہ پن
- دیوبندی کرتوت کے چند نمونے
- حکیم الامت کے ڈھنگ نرالے
- جہاد یا فساد
- خوابوں کی کہانی
- ایک چہرہ دو روپ
- مشابہت
- تقویۃ الایمان کا جائزہ
- مودودیت کیا ہے؟
- شب برات ایک عظیم رات